ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
فون : ۷۲۴۳۹۹۱-۲۵۳۲۵۵

تالیف

محمد بن اسحاق بن یسار — ابو محمد عبدالملک بن ہشام

م ۱۵۱ھ — م ۲۱۳ھ

اردو ترجمہ

سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی

تہذیبِ جدید

سعود اشرف عثمانی

ادارہ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

نام کتاب ــــــــ سیرت ابن ہشام جلد دوم
طباعت ــــــــ
باہتمام ــــــــ اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر ــــــــ ادارۂ اسلامیات ۔ لاہور ۲
تعداد ــــــــ ایک ہزار ایک سو
کتابت ــــــــ مشتاق احمد جلالپوری
مطبع ــــــــ ارشد سلمان وہاب پرنٹرز لاہور
قیمت ــــــــ

ادارۂ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون ...	★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان فون ...	★ موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی فون ...

ملنے کے پتے

ادارۂ اسلامیات ۔ ۱۹۰ ۔ انارکلی لاہور ۲
دارالاشاعت ۔ اُردو بازار کراچی ۱
ادارۃ المعارف ۔ مدرسہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم ۔ کورنگی کراچی ۱۴
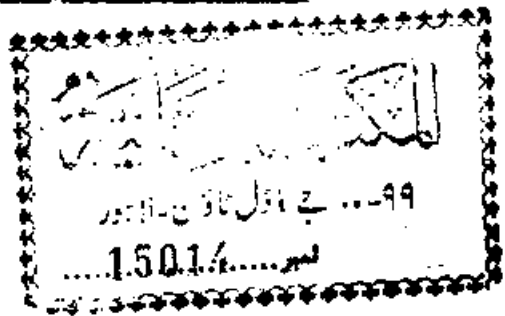
فہرست مضامین

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

عنوان	صفحہ نمبر
باب ۵۰ - سورۂ انفال کا نزول (۱)	۱۹
سورۂ انفال کی آیات	۱۹
روانگی کے حالات	۱۹
فرشتوں کی مدد	۲۰
ثابت قدمی کا حکم	۲۱
رسول اللہ کا کنکریاں پھینکنا	۲۱
کفار کو تنبیہ	۲۲
اطاعت کا حکم	۲۲
ایمان کی دعوت	۲۳
اللہ تعالیٰ کی نعمت	۲۳
تقویٰ کی برکات	۲۳
قریش کی جہالت	۲۴
باب ۵۱ - سورۂ انفال کا نزول (۲)	۲۶
حضرت عائشہؓ کی روایت	۲۶
برائی کے لئے مال خرچ کرنے والے	۲۶
کفار کے لئے مہلت	۲۶
جہاد کی ترغیب	۲۷
افواج کے مقامات	۲۷
آنحضرتؐ کا خواب	۲۸
ثبات اور ذکر اللہ	۲۸
نمود و نمائش کی ممانعت	۲۸
جہاد کی تیاری	۲۹
صلح و آشتی	۲۹
دھوکے کا اندیشہ	۲۹
شجاعت و استقامت	۲۹
حکم میں تخفیف	۳۰
پانچ خاص عطیے	۳۱
قیدیوں کے بارے میں آیات	۳۱
میراث کا حکم	۳۲
باب ۵۲ - شرکائے بدر (مہاجرین)	۳۳
بنی مطلب	۳۳
بنی عبد شمس	۳۴
بنی اسد بن خزیمہ	۳۴
بنی کبیر بن غنم	۳۵
بنی نوفل	۳۵
بنی اسد	۳۵
بنی عبد الدار	۳۵
بنی زہرہ	۳۶
بنی تیم بن مرہ	۳۶
بنی مخزوم	۳۷

عنوان	صفحہ نمبر
بنی عدی بن کعب	۳۸
بنی جمح بن عمرو	۳۸
بنی سہم بن عمرو	۳۸
بنی مالک بن حسل	۳۹
بنی حرث بن فہرہ	۴۰
باب ۵ - شرکائے بدر (اوس)	۴۱
بنی عبدالاشہل	۴۱
بنی سواد بن کعب	۴۲
بنی عبد بن زراح	۴۲
بنی حارثہ	۴۲
بنی ضبعہ	۴۳
بنی امیہ بن زید	۴۳
بنی عبید بن زید	۴۳
بنی ثعلبہ بن عمرو	۴۴
بنی جحجبی	۴۴
بنی غنم بن سلم	۴۴
بنی معاویہ بن مالک	۴۵
باب ۶ - شرکائے بدر (خزرج)	۴۶
بنی امرئ القیس - بنی زید	۴۶
بنی عدی - بنی احمر	۴۶
بنی جشم - بنی زید - بنی جدارہ	۴۷
بنی ابجر - بنی حبلی	۴۷
بنی جزء بن عدی - بنی سالم	۴۸
بنی اصرم - بنی دعد	۴۸
بنی قریوس - بنی مرضخہ	۴۸
بنی لوذان - بنی غضینہ	۴۹
بنی ساعدہ - بنی بدی	۴۹
بنی طریف - قبیلۂ جہنیہ - بنی جشم	۵۰
بنی عبید - بنی خناس	۵۱
بنی نعمان - بنی سواد بن غنم	۵۲
بنی عدی بن نابی	۵۲
بنی زریق - بنی خالد	۵۲
بنی خلدہ - بنی عجلان - بنی بیاضہ	۵۳
بنی حبیب - بنی ثعلبہ - بنی عسیرہ	۵۴
بنی عمرو - بنی عبید - بنی عائذ	۵۴
بنی زید بن ثعلبہ - بنی سواد بن مالک	۵۵
بنی عتیک بن عمرو	۵۵
بنی قیس بن عبید	۵۵
بنی عدی بن عمرو - بنی عدی بن عامر	۵۶
بنی حرام بن جندب	۵۶
بنی عوف بن مبذول - بنی خنساء بن مبذول	۵۷
بنی ثعلبہ - بنی دینار - بنی قیس بن مالک	۵۷
دیگر اصحاب	۵۸
اصحابِ بدر کی کل تعداد	۵۸
باب ۷ - مسلمان شہداء اور مقتولین قریش اور اسیر	۵۹
شہدائے بدر	۵۹
مقتولین قریش : بنی عبد شمس	۶۰
بنی نوفل بن عبد مناف	۶۰

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
بنی اسد - بنی عبدالدار	۶۱	آیاتِ قرآنی	۷۳
بنی تیم بن مُرّہ - بنی مخزوم	۶۱	سریہ زیدؓ بن حارثہ	۷۴
بنی سہم - بنی جمح	۶۳	باب ۹۲ - کعب بن اشرف یہودی کا قتل	۷۵
بنی عامر بن لوئی - مقتولین کی تعداد	۶۳	کعب کی اسلام دشمنی	۷۵
دیگر مقتولین	۶۴	مسلمانوں کی دل آزاری	۷۵
اسیرانِ قریش : بنی ہاشم - بنی مُطّلب	۶۵	محمد بن مسلمہ کی منصوبہ بندی	۷۵
بنی عبدشمس - بنی نوفل	۶۵	ابو نائلہ کی کعب سے ملاقات اور گفتگو	۷۶
بنی عبدالدار - بنی اسد	۶۵	کعب کی بدفطرتی	۷۶
بنی مخزوم - بنی سہم بن عمرو	۶۶	چاروں افراد کی روانگی	۷۷
بنی جمح -	۶۷	کعب کا قتل	۷۷
بنی عامر بن لوئی - بنی حرث بن فہر	۶۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری	۷۸
دیگر اسیرانِ قریش	۶۷	محیصہ اور حویصہ	۷۸
اشعار حضرت علیؓ	۶۸	بنی قریظہ کا واقعہ	۷۸
باب ۹۱ - غزوات اور سرایا	۷۰	باب ۹۳ - غزوۂ احد (۱)	۸۰
غزوۂ بنی سلیم	۷۰	قریش کا اصلاح مشورہ	۸۰
غزوۂ سویق	۷۰	احسان کا بدلہ	۸۰
ابوسفیان کا ظلم	۷۰	قریشی عورتیں	۸۱
غزوۂ ذی امر	۷۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	۸۲
غزوۂ بحران	۷۱	جنگ کے متعلق مشورہ	۸۲
غزوۂ بنی قینقاع	۷۱	عبداللہ بن اُبَی کی رائے	۸۲
واقعے سے متعلق آیات	۷۱	مسلمانوں کا جذبۂ شہادت	۸۳
یہود کی شرارتیں	۷۲	منافقوں کی واپسی	۸۳
عبداللہ بن اُبَی کی گستاخی	۷۲	آنکھ اور دل کا اندھا	۸۳
خدا اور رسولؐ سے محبت	۷۳	اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ -	۸۴

عنوان	صفحہ نمبر
تیراندازوں کو ہدایت	٨٤
کم عمر مجاہد	٨٤
حضرت ابودجانہؓ	٨٥
ابوعمرو فاسق	٨٥
علمبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ	٨٦
مسلمانوں کی شجاعت	٨٦
رسول اللہؐ کی تلوار کا حق	٨٦
باب ٩٤ - غزوۂ احد (٢)	٨٨
حضرت حمزہؓ کی شہادت	٨٨
ضمری کی روایت	٨٨
وحشی سے گفتگو	٨٩
رسول اللہ کی خدمت میں حاضری	٩٠
باب ٩٥ - غزوہ احد (٣)	٩١
مصعب بن عمیرؓ کی شہادت	٩١
عاصمؓ بن ثابت	٩١
حنظلہؓ غسیل الملائکہ	٩٢
ہزیمت کے اسباب	٩٢
قریش کا جھنڈا	٩٣
چہرۂ اقدس پر زخم	٩٣
بدنصیب لوگ	٩٤
ابوعبیدہؓ بن الجراح	٩٤
زیاد بن سکن کی جانثاری	٩٤
اُمّ عمارہ کی جانثاری	٩٤
ابودجانہؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص	٩٥
قتادہؓ کی مضروب آنکھ کا ٹھیک ہونا	٩٥
انسؓ بن نضر	٩٥
عبدالرحمٰنؓ بن عوف	٩٦
مسلمانوں کو خوشخبری	٩٦
باب ٩٦ - غزوۂ احد (٤)	٩٧
ابی بن خلف کی بدبختی	٩٧
غضبِ الٰہی	٩٧
مشرکین کا حملہ	٩٨
نمازِ ظہر	٩٨
یمان اور وقش	٩٨
یزید بن حاطب اور اس کا باپ	٩٩
قزمان منافق	٩٩
مخیریق	١٠٠
حرثؓ بن سوید	١٠١
اصیرمؓ کی شہادت	١٠١
عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت	١٠١
حضرت حمزہؓ اور ہندہ	١٠٢
حضرت عمرؓ اور حسانؓ بن ثابت	١٠٢
باب ٩٧ - غزوۂ احد (٥)	١٠٣
ابوسفیان کی ہرزہ سرائی	١٠٣
اگلی جنگ	١٠٤
مشرکین کا تعاقب	١٠٤
سعد بن ربیع	١٠٤
رسول اللہ کا رنج و ملال	١٠٥
آیاتِ قرآن مجید	١٠٥
شہداء کی نمازِ جنازہ	١٠٦

عنوان	صفحہ نمبر
عبداللہ بن جحش	۱۰۶
شہداء کا اعزاز	۱۰۷
حمزہ کا رنج و اندوہ	۱۰۷
رسول اللہ سے محبت و عقیدت	۱۰۸
باب ۹۸ - غزوۂ احد (۹)	۱۰۹
مشرکین کا تعاقب	۱۰۹
جذبۂ جہاد	۱۰۹
تعاقب کی جنگی تدبیر	۱۰۹
ابوسفیان کا پیغام	۱۱۰
معاویہ بن مغیرہ کا قتل	۱۱۱
عبداللہ بن ابی کی ذلت	۱۱۲
مسلمانوں کی آزمائش	۱۱۲
باب ۹۹ - غزوۂ احد اور آیاتِ قرآنی (۱)	۱۱۳
سورۂ آل عمران	۱۱۳
باب ۱۰۰ - غزوۂ احد اور آیاتِ قرآنی (۲)	۱۱۹
سورۂ آل عمران	۱۱۹
باب ۱۰۱ - شہدائے اسلام اور مقتولین قریش	۱۲۵
شہدائے اسلام مہاجرین	۱۲۵
انصار شہداء	۱۲۵
مقتولین قریش	۱۲۹
اشعار حضرت حسان بن ثابت	۱۳۱
کعب بن مالک کے اشعار	۱۳۱
باب ۱۰۲ - رجیع کا المناک واقعہ	۱۳۳
معلم کے لئے درخواست	۱۳۳
دھوکے بازی اور غداری	۱۳۳
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعش کی حفاظت	۱۳۴
ابن طارق کی شہادت	۱۳۴
زید بن وثنہ کی شہادت	۱۳۴
حضرت خبیب کی شہادت	۱۳۵
واقعہ کے بارے میں قرآنی آیات	۱۳۶
خبیب کے اشعار	۱۳۷
اشعار حسان بن ثابت	۱۳۸
باب ۱۰۳ - بئر معونہ کا واقعہ	۱۴۰
معلمین کی روانگی	۱۴۰
عامر بن طفیل کا فریب	۱۴۱
عمرو بن امیہ اور منذر کی روانگی	۱۴۱
دو عامریوں کا قتل	۱۴۲
رسول اللہ کا ملال	۱۴۲
رتبۂ شہادت	۱۴۲
عامر بن طفیل پر حملہ	۱۴۲
باب ۱۰۴ - یہود بنی نضیر کی جلاوطنی	۱۴۳
یہود کی ناپاک سازش	۱۴۳
بنی نضیر کا محاصرہ	۱۴۳
منافقین کی فتنہ پردازی	۱۴۴
یہود کی اموال کی تقسیم	۱۴۴
آیات قرآنی	۱۴۵
باب ۱۰۵ - غزوۂ ذات الرقاع	۱۴۷
ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ	۱۴۷

عنوان	صفحہ نمبر
صلوٰۃ خوف	۱۴۷
غورث کا واقعہ	۱۴۸
آیاتِ قرآنی	۱۴۸
حضرت جابرؓ کے اونٹ کا واقعہ	۱۴۸
عبادت کا ذوق و شوق	۱۵۰
واپسی پر مدینہ میں قیام	۱۵۱
باب ۱۰۶ ۔ غزوۂ بدر الآخرہ اور دومۃ الجندل	۱۵۲
ابوسفیان کا گریز	۱۵۲
مخشی بن عمرو ضمری	۱۵۲
غزوۂ دومۃ الجندل	۱۵۲
باب ۱۰۷ ۔ غزوۂ خندق (۱)	۱۵۳
یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ	۱۵۳
یہود اور غطفان	۱۵۳
کفار کے سرکردہ افراد	۱۵۳
خندق کی کھدائی	۱۵۴
آیاتِ قرآنی	۱۵۴
معجزاتِ نبویؐ	۱۵۵
سخت زمین کا نرم ہو جانا	۱۵۵
کھجوروں میں برکت	۱۵۵
کھانے میں برکت	۱۵۶
معجزانہ پیش گوئیاں	۱۵۶
باب ۱۰۸ ۔ غزوۂ خندق (۲)	۱۵۸
کفار کی آمد	۱۵۸
حیی بن اخطب اور کعب بن اسد	۱۵۸
کعب بن اسد کی عہد شکنی	۱۵۹
عہد شکنی کی تفتیش	۱۵۹
کڑی آزمائش اور منافقین	۱۶۰
حضرت سعدؓ بن معاذ کا جذبۂ ایمانی	۱۶۱
چند مشرکین	۱۶۱
سلمان فارسیؓ کا اعزاز	۱۶۱
مسلمانوں کا شعار	۱۶۲
باب ۱۰۹ ۔ غزوۂ خندق (۳)	۱۶۲
حضرت سعدؓ بن معاذ	۱۶۲
حضرت صفیہؓ کی شجاعت	۱۶۴
نعیم کا کارنامہ	۱۶۴
مشرکین میں پھوٹ	۱۶۵
سخت آندھی	۱۶۶
مشرکین کی حالت	۱۶۷
باب ۱۱۰ ۔ غزوۂ بنی قریظہ	۱۶۸
یہود سے جنگ کا حکم	۱۶۸
ہراول دستہ	۱۶۸
جبرائیل علیہ السلام	۱۶۹
نماز کی ادائیگی	۱۶۹
بنی قریظہ کا محاصرہ	۱۶۹
ابولبابہؓ کی توبہ	۱۷۰
آیت قرآنی	۱۷۱
توبہ کی قبولیت	۱۷۱
چند لوگوں کا قبول اسلام	۱۷۲

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت سعدؓ بن معاذ کی ثالثی	۱۷۲
یہود کا قتل	۱۷۳
حیی بن اخطب کا قتل	۱۷۴
ایک عورت سے قصاص	۱۷۴
زبیر بن باطا قرظی کا واقعہ	۱۷۴
عطیہ اور رفاعہ	۱۷۵
اموال کی تقسیم	۱۷۶
باب ۱۱۱ ۔ ارشاداتِ قرآن مجید	۱۷۷
آیاتِ قرآنی	۱۷۷
باب ۱۱۲ ۔ غزوۂ قریظہ کے بعد کے واقعات	۱۸۰
حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت	۱۸۱
غزوۂ خندق میں شہدائے اسلام	۱۸۲
کفار کے مقتولین	۱۸۲
غزوۂ قریظہ کے شہید	۱۸۳
سلام بن ابی الحقیق کا قتل	۱۸۳
خیبر میں ورود	۱۸۴
باب ۱۱۳ ۔ سرکردہ افراد کا قبولِ اسلام	۱۸۶
عمروؓ بن العاص اور خالد بن ولید کا قبولِ اسلام	۱۸۶
نجاشی کے دربار میں	۱۸۶
نجاشی کی ناراضگی	۱۸۷
قبولِ اسلام	۱۸۷
عثمانؓ بن طلحہ کا قبولِ اسلام	۱۸۸
باب ۱۱۴ ۔ دیگر غزوات	۱۸۹
غزوۂ بنی لحیان	۱۸۹
منازلِ سفر	۱۸۹
اونٹوں پر چھاپہ	۱۹۰
غزوۂ ذی قرد	۱۹۰
مسلمان شہسوار	۱۹۰
رسول اللہ کی نصیحت	۱۹۱
محرز کی سبقت اور شہادت	۱۹۱
مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام	۱۹۲
لٹیروں کے مقتول	۱۹۲
غفاری کی بیوی کی نذر	۱۹۳
باب ۱۱۵ ۔ غزوۂ بنی مصطلق	۱۹۴
غزوۂ بنی مصطلق	۱۹۴
عبداللہ بن ابی کی فتنہ پردازی	۱۹۴
رسول اللہ کو خبر	۱۹۵
اسیدؓ بن حضیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو	۱۹۵
رفاعہ بن زید کی ہلاکت	۱۹۶
ابن ابی کے بارے میں آیاتِ قرآنی	۱۹۷
مقیس کی حیلہ جوئی	۱۹۷
مقتولین بنی مصطلق	۱۹۸
ام المؤمنین حضرت جویریہؓ	۱۹۸
حارث کا قصہ	۱۹۸
زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق	۱۹۹
باب ۱۱۶ ۔ واقعۂ افک	۲۰۱
حضرت عائشہؓ کی روایت	۲۰۱
صفوان بن معطل	۲۰۴

عنوان	صفحہ نمبر
تہمت کے اثرات	۲۰۲
حضرت عائشہؓ کو تہمت کا علم	۲۰۲
رسول اللہؐ کا رنج و ملال	۲۰۳
تہمت لگانے والے	۲۰۳
کشیدگی	۲۰۳
حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال	۲۰۴
صبرِ جمیل	۲۰۴
نزولِ وحی اور برأت کی خوش خبری	۲۰۵
حضرت ابوایوبؓ اور اُن کی اہلیہ	۲۰۵
آیاتِ قرآنی	۲۰۵
عفو و درگزر کا حکم	۲۰۶
صفوانؓ اور حسانؓ	۲۰۷
باب ۱۱۷ - حدیبیہ کا واقعہ	۲۰۸
عمرے کے ارادے سے روانگی	۲۰۸
مسلمانوں کی تعداد	۲۰۸
آنحضرتؐ کی گفتگو	۲۰۸
حدیبیہ میں ورود	۲۰۹
بدیل اور خزاعہ	۲۱۰
عروہ بن مسعود	۲۱۱
جاں نثار صحابہؓ	۲۱۱
خراش بن اُمیّہ	۲۱۲
قریش کے آدمی	۲۱۲
حضرت عثمانؓ کی روانگی	۲۱۲
حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ	۲۱۳
باب ۱۱۸ - بیعتِ رضوان	۲۱۴
جنگ کی بیعت	۲۱۴
صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب	۲۱۴
صلح حدیبیہ اور صلح نامہ	۲۱۵
ابوجندل اور آنحضرتؐ کا ایفائے عہد	۲۱۶
صلح نامے پر گواہیاں	۲۱۶
قربانی اور حلق	۲۱۷
سورۂ فتح کا نزول	۲۱۷
صلح کے فوائد	۲۲۰
باب ۱۱۹ - مکہ کے مظلوم مسلمان	۲۲۱
ابوبصیر کا واقعہ	۲۲۱
عامری کا قتل	۲۲۱
ابوبصیر کا گروہ	۲۲۲
قریش کی درخواست	۲۲۲
عامری کا خون بہا	۲۲۲
اُمِّ کلثوم کی ہجرت	۲۲۳
عورتوں کی ہجرت کا سوال	۲۲۳
عروہ کا جواب	۲۲۳
امام زہری کی تشریح	۲۲۴
مشرک عورتوں سے علیحدگی	۲۲۴
فتح مکہ کی خوشخبری	۲۲۴
باب ۱۲۰ - غزوۂ خیبر (۱)	۲۲۵
خیبر کی طرف روانگی	۲۲۵
عامر بن اکوعؓ کی حُدی	۲۲۵

عنوان	صفحہ نمبر
عامر کی شہادت	۲۲۵
اہلِ خیبر کو اطلاع اور فرار	۲۲۶
مقاماتِ سفر	۲۲۷
قلعوں کی تسخیر	۲۲۷
چند چیزوں کی ممانعت	۲۲۷
صنعانیؒ کا بیان	۲۲۸
بنی سہم کی حاضری	۲۲۸
آخری قلعے اور مرحب	۲۲۹
یاسر کی ہلاکت	۲۲۹
حضرت علیؓ کا اعزاز	۲۲۹
نافع کی روایات	۲۳۰
کعب بن عمرو کا قصہ	۲۳۰
باب ۱۲۱ - غزوۂ خیبر (۲)	۲۳۱
حضرت صفیہ کا خواب اور تعبیر	۲۳۱
کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ	۲۳۱
یہود کی جان بخشی کی درخواست	۲۳۲
زہر آلود گوشت	۲۳۲
مدینہ کی طرف واپسی	۲۳۳
چربی کا برتن	۲۳۴
حضرت صفیہؓ سے نکاح	۲۳۴
حضرت بلالؓ کی پہریداری	۲۳۴
غزوۂ خیبر اور مسلمان خواتین	۲۳۵
شہدائے خیبر	۲۳۶
اسود راعی کی شہادت	۲۳۶
حجاج بن علاط	۲۳۸
باب ۱۲۲ - خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم	۲۴۰
حصہ داروں کی تعداد	۲۴۰
اٹھارہ مجموعے	۲۴۰
شق کی تقسیم	۲۴۱
کتیبہ کی تقسیم	۲۴۱
فدک کا معاملہ	۲۴۲
بنو الدار کے نام و نسب	۲۴۲
ابن سہل کا قتل	۲۴۳
آنحضرتؐ کا فیصلہ	۲۴۳
دیگر روایات	۲۴۴
یہود کی جلاوطنی	۲۴۴
وادی القریٰ کی تقسیم	۲۴۵
باب ۱۲۳ - مہاجرینِ حبشہ کی واپسی	۲۴۶
رسول اللہ کی مسرت	۲۴۷
مہاجرینِ حبشہ کے نام	۲۴۷
متوفی مہاجرین	۲۵۱
مہاجر خواتین	۲۵۱
مہاجرین کی اولاد	۲۵۲
باب ۱۲۴ - عمرۃ القضاء	۲۵۳
عمرے کی تیاری اور روانگی	۲۵۳
حضرت میمونہؓ سے نکاح	۲۵۴
حویطب کی گفتگو	۲۵۵
آیاتِ قرآنی	۲۵۵

عنوان	صفحہ نمبر
باب ۱۲۵ - غزوۂ موتہ	۲۵۶
فوج کا انتظام	۲۵۶
عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت	۲۵۶
رومیوں کی فوج	۲۵۷
شوقِ شہادت	۲۵۸
جنگ اور حضرت زیدؓ کی شہادت	۲۵۸
حضرت جعفرؓ کی شہادت	۲۵۸
حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت	۲۵۸
حضرت خالدؓ بن ولید کی سالاری	۲۵۹
رسولؐ اللہ کا رنج و ملال	۲۵۹
کاہنہ کا انتباہ	۲۶۰
لشکر کی واپسی	۲۶۰
شہدائے موتہ	۲۶۱
باب ۱۲۶ - صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی	۲۶۲
بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی	۲۶۲
بنو بکر کی زیادتی	۲۶۲
رسولؐ اللہ سے مدد کی درخواست	۲۶۳
صلح کے لئے سلسلہ جنبانی	۲۶۳
ابوسفیان کی گفتگو	۲۶۴
حضرت علیؓ کا مشورہ	۲۶۵
قریش کا خوف	۲۶۵
فتح مکہ کی تیاری	۲۶۵
حاطب بن ابی بلتعہ کا خط	
باب ۱۲۷ - فتح مکہ (۱)	۲۶۶
مکہ کے لئے روانگی	۲۶۷
ابن حرث اور ابن ابی امیہ کا اسلام	۲۶۷
ابوسفیان بن حرب	۲۶۸
لشکر گاہ میں سے گزر	۲۶۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں	۲۶۹
ابوسفیان کا قبول اسلام	۲۶۹
ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ	۲۷۰
رسولؐ اللہ کے لشکر کے مناظر	۲۷۰
ابوسفیان کی مکہ واپسی	۲۷۱
رسولؐ اللہ کا عجز و انکسار	۲۷۱
ابو قحافہ کا قبول اسلام	۲۷۱
مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ	۲۷۲
بعض مشرکین سے جنگ	۲۷۳
مسلمانوں کا شعار	۲۷۴
باب ۱۲۸ - فتح مکہ (۲)	۲۷۵
عبداللہ بن خطل	۲۷۵
بعض مجرموں کا قتل	۲۷۶
بیت اللہ کا طواف	۲۷۷
خطبۂ مبارکہ	۲۷۷
بیت اللہ کی کلید برداری	۲۷۸
بیت اللہ کے اندر تصاویر	۲۷۸
بیت اللہ میں نماز	۲۷۹
عتاب اور حارث کا قبول اسلام	۲۷۹
قتل کا ایک واقعہ	۲۷۹
حرمت کعبہ اور رسولؐ اللہ کا خطبہ	۲۸۰

عنوان	صفحہ نمبر
انصار کی پریشانی	۲۸۱
فضالہ کا قبول اسلام	۲۸۱
صفوان بن اُمیّہ	۲۸۱
فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد	۲۸۲
باب ۱۲۹ - بنی جزیمہ اور خالد بن ولید	۲۸۳
عباس بن مرداس کا اسلام	۲۸۳
بنی جزیمہ اور حضرت خالدؓ بن ولید	۲۸۳
رسولؐ اللہ کا رؤیا	۲۸۴
رسولؐ اللہ کا اظہارِ بریت	۲۸۴
خالدؓ کا عذر	۲۸۵
قریش اور بنو جزیمہ کے سابقہ معاملات	۲۸۵
ایک نوجوان کا واقعہ	۲۸۶
عزیٰ کی بربادی	۲۸۷
باب ۱۳۰ - غزوۂ حنین (۱)	۲۸۸
قبیلۂ ہوازن کا اجتماع	۲۸۸
درید بن صمہ	۲۸۸
مخبروں کی خبر	۲۸۹
لشکر کی تعداد	۲۹۰
ذات انواط نامی درخت	۲۹۱
مسلمانوں کی ابتدائی ہزیمت	۲۹۱
ہوازن کے علمبردار کا قتل	۲۹۱
دشمنی کا ظہور	۲۹۲
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال	۲۹۳
اُم سلیمؓ	۲۹۳
باب ۱۳۱ - غزوۂ حنین (۲)	۲۹۴
ابو قتادہؓ کا واقعہ	۲۹۴
فرشتوں کی مدد	۲۹۴
مقتولین کفار	۲۹۵
درید بن صمہ	۲۹۵
ابو عامر اشعری کی شہادت	۲۹۶
بنو رئاب کے لئے رسولؐ اللہ کی دعا	۲۹۷
زبیرؓ بن عوام اور ہوازن	۲۹۷
ابو عامر کی شانِ اسلام	۲۹۷
کمزوروں کے قتل کی ممانعت	۲۹۸
آنحضرتؐ کی رضاعی بہن شیما	۲۹۹
غزوۂ حنین اور آیاتِ قرآنی	۲۹۹
شہدائے حنین کے نام	۲۹۹
بجیر کے اشعار	۲۹۹
ہوازن کے ایک شخص کے اشعار	۳۰۰
باب ۱۳۲ - غزوۂ طائف	۳۰۱
طائف کی قلعہ بندی	۳۰۱
طائف کے راستے کے واقعات	۳۰۱
طائف کا محاصرہ	۳۰۲
اسلام کی پہلی منجنیق	۳۰۲
اہل طائف سے گفت و شنید	۳۰۳
رسولؐ اللہ کا رؤیا	۳۰۳
مسلمانوں کی روانگی	۳۰۴
عیینہ بن حصن کا ارادہ	۳۰۴

عنوان	صفحہ نمبر
اہلِ طائف کے غلام	۳۰۴
شہدائے طائف کے نام	۳۰۵
بددعا کے بجائے دعا	۳۰۵
ہوازن پر احسان	۳۰۶
قیدیوں کی واپسی	۳۰۷
باب ۱۳۳ غنیمت حنین اور اس کی تقسیم	۳۰۸
مالک بن عوف کا اسلام	۳۰۸
مالِ غنیمت	۳۰۸
مؤلفۃ القلوب کے لئے عطیات	۳۰۹
قبائل وار تقسیم	۳۱۰
جعیل بن سراقہ کی فضیلت	۳۱۱
ذوالخویصرہ کا اعتراض	۳۱۲
انصار سے رسول اللہ کی گفتگو	۳۱۲
باب ۱۳۴ رسول اللہ کا عمرہ اور کعب بن زہیر کا اسلام	۳۱۴
عمرے کی ادائیگی	۳۱۴
کعب بن زہیر کا اسلام	۳۱۴
بارگاہِ نبوت میں حاضری	۳۱۵
قصیدہ بانت سعاد	۳۱۵
باب ۱۳۵ - غزوۂ تبوک (۱)	۳۱۷
جہاد کی تیاری	۳۱۷
جد بن قیس	۳۱۷
آیاتِ قرآنی	۳۱۷
خدا کی راہ میں خرچ	۳۱۸
چند مسلمانوں کی بے چارگی	۳۱۸
اعراب کا عذر	۳۱۹
حضرت علیؓ بن ابی طالب	۳۱۹
ابوخیثمہؓ کی پشیمانی	۳۲۰
عذاب شدہ بستیاں	۳۲۱
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور بارش	۳۲۱
ابن لصیت کی منافقت	۳۲۲
باب ۱۳۶ - غزوۂ تبوک (۲)	۳۲۳
حضرت ابوذر غفاریؓ	۳۲۳
حضرت ابوذرؓ کی وفات کا واقعہ	۳۲۳
منافقین کی باتیں	۳۲۴
اکیدر دومۃ الجندل کی گرفتاری	۳۲۵
چشمے کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا	۳۲۶
ذوالبجادینؓ کی وفات	۳۲۶
ذوالبجادین کی وجہ تسمیہ	۳۲۷
پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں استفسار	۳۲۷
مسجد ضرار اور اس کے بنانے والے	۳۲۸
مدینے سے تبوک تک مساجد	۳۲۹
باب ۱۳۷ - کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ	۳۳۰
پیچھے رہنے والے چند مخلص مسلمان	۳۳۰
کعب بن مالک کا بیان	۳۳۰
تساہل اور سستی	۳۳۱
صاف گوئی اور راست بازی	۳۳۱
دیگر دو افراد	۳۳۲

عنوان	صفحہ نمبر
مسلمانوں کا قطع تعلق	۳۴۳
غسان کے حاکم کا خط	۳۴۳
اہلیہ سے علیحدگی کا حکم	۳۴۴
توبہ کی قبولیت	۳۴۴
رسول اللہ کی بارگاہ میں	۳۴۵
آیاتِ قرآنی	۳۴۶
باب ۱۳۸ - ثقیف کا وفد	۳۴۸
حضرت عروۃ بن مسعود	۳۴۸
عمرو بن امیہ اور عبدیالیل	۳۴۹
بارگاہِ نبوی میں وفد	۳۴۹
مدینہ میں آمد	۳۴۹
عہد نامے کے لئے بات چیت	۳۴۰
ثقیف کی شرائط	۳۴۰
حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری	۳۴۱
ثقیف اور رمضان کے روزے	۳۴۱
لات کے بتکدے کا انہدام	۳۴۲
ابو ملیح اور قارب کا اسلام	۳۴۲
ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون	۳۴۳
باب ۱۳۹ - تفسیر سورۂ برأت اور اعلانِ برأت (۱)	۳۴۴
پہلا حج	۳۴۴
سورۂ برأت	۳۴۴
اعلانِ برأت اور حضرت علیؓ	۳۴۶
باب ۱۴۰ - تفسیر سورۂ برأت (۲)	۳۵۱
منافقین کا استہزاء	۳۵۴

عنوان	صفحہ نمبر
عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ	۳۵۵
مخلص معذورین	۳۵۶
باب ۱۴۱ - سنہ ۹ھ اور اس کے واقعات	۳۶۰
سورۂ فتح کا نزول	۳۶۰
بنی تمیم کا وفد	۳۶۰
وفد کے ارکان	۳۶۱
بنی تمیم کی مفاخرت	۳۶۱
عطارد کی تقریر	۳۶۱
ثابتؓ بن قیس کی جوابی تقریر	۳۶۲
زبرقان کے اشعار اور حسانؓ کا جواب	۳۶۲
وفد بنی عامر	۳۶۳
عامر اور اربد کی ہلاکت	۳۶۴
بنی سعد بن بکر کا وفد	۳۶۵
باب ۱۴۲ - مختلف وفود (۱)	۳۶۶
وفد بنی عبدالقیس	۳۶۷
منذر بن ساوی کا قبول اسلام	۳۶۷
وفد بنی حنیفہ	۳۶۸
وفد بنی طے اور ان کا اسلام	۳۶۸
عدی بن حاتم	۳۶۹
رسول اللہ کا حسنِ سلوک	۳۷۰
عدی کو مشورہ	۳۷۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں	۳۷۱
فروہ بن مسیک کی حاضری	۳۷۲
باب ۱۴۳ - مختلف وفود (۲)	۳۷۳
بنی زبید کا وفد	۳۷۳

عنوان	صفحہ نمبر
وفد بنی کندہ	۳۷۳
اشعث کی نسبت	۳۷۴
صرد بن عبداللہ ازدی	۳۷۵
اہلِ جرش سے جنگ	۳۷۵
شاہانِ حمیر کے مکتوب	۳۷۶
مکتوب نبویؐ	۳۷۶
حضرت معاذؓ بن جبل کو وصیت	۳۷۸
فروہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت	۳۷۸
باب ۱۴۴ ۔ بنو حرث کا قبولِ اسلام اور دیگر وفود	۳۷۹
حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی	۳۷۹
مکتوبِ نبویؐ	۳۸۰
بنی حرث کا وفد	۳۸۰
حضرت عمرو بن حزم	۳۸۱
رفاعہ بن زید کی حاضری	۳۸۲
وفد ہمدان کی حاضری	۳۸۳
رسولؐ اللہ کی تحریر	۳۸۴
مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی	۳۸۴
عمال اور امراء کا تقرر	۳۸۴
مسیلمہ کذاب کا خط	۳۸۵
باب ۱۴۵ ۔ حجۃ الوداع	۳۸۶
حج کی تیاری	۳۸۶
حضرت عائشہؓ اور مناسکِ حج	۳۸۶
حضرت علیؓ کی یمن سے واپسی	۳۸۷
حضرت علیؓ کے خلاف شکایت	۳۸۷

عنوان	صفحہ نمبر
خطبہ حجۃ الوداع	۳۸۸
دیگر روایات	۳۸۹
عمرو بن خارجہ کی روایت	۳۹۰
لشکر اسامہؓ بن زید	۳۹۰
حکمرانوں کی طرف ایلچی	۳۹۰
رسولؐ اللہ کے قاصد	۳۹۱
حضرت عیسیٰؑ کے قاصد	۳۹۱
باب ۱۴۶ ۔ غزوات و سرایا (۱)	۳۹۲
غزوات کا اجمالی ذکر	۳۹۳
سرایا کا اجمالی ذکر	۳۹۳
غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل	۳۹۴
جندب بن مکیث کا واقعہ	۳۹۴
اللہ تعالیٰ کی مدد	۳۹۵
دیگر سرایا	۳۹۵
حضرت زیدؓ کے لشکرِ جذام کی تفصیل	۳۹۶
باہمی تصفیہ	۳۹۶
دوبارہ چپقلش	۳۹۷
رفاعہ بن زید کی بارگاہِ رسالت میں حاضری	۳۹۸
رسولؐ اللہ کا فیصلہ	۳۹۹
باب ۱۴۷ ۔ غزوات و سرایا (۲)	۴۰۰
حضرت زیدؓ کے جہادِ عراق کی تفصیل	۴۰۰
عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ	۴۰۱
غزوۂ ابن عتیکؓ	۴۰۱
غزوۂ عبداللہ بن انیسؓ	۴۰۱

عنوان	صفحہ نمبر
مزید سرایا کا ذکر	۴۰۲
حضرت عیینہؓ بن حصن کے جہاد کی تفصیل	۴۰۳
حضرت غالبؓ بن عبداللہ کے غزوہ کی تفصیل	۴۰۳
حضرت عمروؓ بن عاص کا غزوۂ ذات السلاسل	۴۰۴
رافع طائی کی روایت	۴۰۴
حضرت ابوبکرؓ کی نصیحت	۴۰۵
عوف بن مالک کی روایت	۴۰۶
باب ۱۳ - غزوات و سرایا (۳)	۴۰۷
غزوۂ ابی حدرد	۴۰۷
اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن	۴۰۷
رسولؐ اللہ کی ناراضگی	۴۰۸
بددعا کا اثر	۴۰۸
عامر بن الاضبط کی دیت	۴۰۹
غزوۂ ابی حدرد اور رفاعہ بن قیس کا قتل	۴۰۹
رسولؐ اللہ کے ارشادات	۴۱۰
غزوۂ عبدالرحمٰنؓ بن عوف	۴۱۱
غزوۂ ابوعبیدہؓ بن الجراح	۴۱۱
جیش عمرو بن امیہ	۴۱۲
قریشی کا قتل	۴۱۲
بنوبکر کے آدمی کا قتل	۴۱۳
باب ۱۴ - غزوات و سرایا (۴)	۴۱۴
غزوۂ زیدؓ بن حارثہ	۴۱۴
غزوۂ سالمؓ بن عمیر	۴۱۴
غزوۂ عمیر بن عدی	۴۱۴
ثمامہؓ بن اثال کا اسلام	۴۱۵
ثمامہؓ کا عمرہ	۴۱۶
جیش علقمہؓ بن مجزز	۴۱۶
سریا کرزؓ بن جابر	۴۱۷
غزوۂ علیؓ بن ابی طالب	۴۱۷
لشکر اسامہؓ	۴۱۷
باب ۱۵ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال	۴۱۸
مرض کی ابتداء	۴۱۸
البقیع میں دعائے مغفرت	۴۱۸
حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت	۴۱۹
ازواج مطہراتؓ کے اسمائے مبارکہ	۴۱۹
حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	۴۱۹
حضرت عائشہؓ	۴۲۰
حضرت سودہؓ	۴۲۰
حضرت زینبؓ بنت جحش	۴۲۰
حضرت ام سلمہؓ	۴۲۰
حضرت حفصہؓ	۴۲۱
حضرت ام حبیبہؓ	۴۲۱
حضرت جویریہؓ	۴۲۱
حضرت صفیہؓ	۴۲۲
حضرت میمونہؓ	۴۲۲
حضرت زینبؓ بنت خزیمہ	۴۲۳
قریشی ازواج مطہرات	۴۲۴
دیگر ازواج مطہرات	۴۲۴

عنوان	صفحہ نمبر
علالت اور حضرت عائشہؓ کے گھر قیام	۴۲۴
مرض کی شدت	۴۲۵
آنحضرتؐ کے ارشادات	۴۲۵
باب ۱۵۱ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال (۲)	۴۲۶
لشکرِ اسامہؓ کے لئے حکم	۴۲۶
انصار سے حسن سلوک کی وصیت	۴۲۶
اسامہؓ کے لئے دعا	۴۲۷
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت	۴۲۷
وصال کا دن	۴۲۸
مسجد میں تشریف آوری	۴۲۹
حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ	۴۳۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال	۴۳۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت	۴۳۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صبر و استقامت	۴۳۱
باب ۱۵۲ ۔ سقیفۂ بنی ساعدہ	۴۳۲
باہمی مشورے اور اختلاف	۴۳۲

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ابن عباسؓ کی روایت	۴۳۲
حضرت عمرؓ کا خطبہ	۴۳۳
انصار سے گفتگو	۴۳۴
بیعت اور خلافت	۴۳۵
دو انصاری	۴۳۵
حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ	۴۳۶
حضرت عمرؓ کی روایت	۴۳۷
رسول اللہؐ کی تجہیز و تکفین	۴۳۸
غسل	۴۳۸
لحد	۴۳۹
نماز جنازہ	۴۳۹
سب سے آخری شخص	۴۴۰
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ارشادات مبارکہ	۴۴۰
ارتداد کا فتنہ اور سدباب	۴۴۱

باب ۸

سورۂ انفال کا نزول (۱)

سورۂ انفال کی آیات ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال نازل فرمائی اور مالِ غنیمت کے متعلق جو اختلاف مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اُس کو رفع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہُوا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۸ : ۱)

"(اے رسول) تم سے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو مالِ غنیمت خدا و رسول کے واسطے ہے اس لئے تم خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور خدا و رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔"

عبادہ بن صامت سے جب کوئی شخص سورۂ انفال کے متعلق دریافت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ جب بدر کی جنگ کے بعد مالِ غنیمت میں ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک اُس کے مستحق ہونے کا مدعی تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُس سب مال کو ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسولؐ کو اس کا مختار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو برابر ہم لوگوں میں تقسیم فرمایا اور یہ تقسیم تقوےٰ اور اطاعتِ خدا و رسول اور اصلاح ذات البین کے موافق تھی۔

روانگی کے حالات پھر اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کا ذکر فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر قریش کے مقابلے کو تشریف لے چلے اور قریش اپنے قافلوں کی حمایت اور حفاظت کے لئے مکہ سے نکلے تھے۔ فرماتا ہے

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ (۸ : ۵-۶)

"جیسے تمہارے رب نے تم کو تمہارے گھر یعنی مدینہ سے بدر کی طرف نکالا حالانکہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس نکلنے کو ناپسند سمجھتا تھا۔ اور جہاد کی فرضیت ظاہر ہونے کے بعد اُس کے متعلق تم سے جھگڑتے تھے۔

گویا کہ موت کی طرف لے جائے جا رہے ہیں اور موت کو وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔"

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّہَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَیُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ ۝

"اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تم سے خدا تم سے ایک گروہ کا دونوں گروہوں میں سے وعدہ فرما رہا تھا کہ یا تو سوداگروں کا قافلہ تم کو دلوا دے گا اور یا قریش کو تم سے مغلوب کرے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ بغیر کانٹے والا تمہارے ہاتھ لگے یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے اور جنگ کی زیادہ مشقت نہ اٹھانی پڑے مگر خدا تعالیٰ نے یہ مناسب سمجھا اور یہی ارادہ کیا کہ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کا پیچھا کاٹ دے۔"

اور اگر کافروں سے مقابلہ نہ کرانا اور تجارت کا مال تمہیں مل جاتا تو پھر اسلام کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا اور اب جو کفار کے سرگروہ قتل ہو گئے تو اسلام کی بہت سی رکاوٹیں دفع ہو گئیں اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور دیکھو کہ جب تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور اپنی کم تعدادی اور بے سروسامانی کو کچھ خیال میں نہ لا کر اپنے حوصلے بلند کئے اور دین کی عزت افزائی اور خدا و رسول کی اطاعت پر تم کمربستہ ہو گئے اور جہاد کو تم نے سعادتِ دارین اور خدا کے قرب کا وسیلہ اور اس کی رضامندی کا زینہ سمجھا تو پھر خدا نے بھی کس کس طرح سے تمہاری کمر تھامی اور تمہاری امداد و اعانت فرمائی کہ تم پر آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو ترو تازگی حاصل ہوئی اور راستے تمہارے واسطے صاف ہو گئے اور بہت سی آسانیاں تم کو حاصل ہوئیں اور برخلاف اس کے تمہارے دشمنوں کے واسطے مینہ قہر و غضب ہو گیا کہ وہ اس میں بھیگ کر نقل و حرکت بھی نہ کر سکے اور ان کو از حد پریشانیاں لاحق ہوئیں جن کے سبب سے وہ تم سے پہلے بدر کے پانی کو قبضہ میں نہ کر سکے تم نے اس پر قبضہ کر لیا اور تمہارے قدم ثابت ہو گئے اور تمہارے قلب ایسے نڈر اور بے خوف ہو گئے کہ شیطانی شکوک اور خطرات بالکل ان سے دفع ہو گئے اور تم نے صدقِ دل سے خدا پر بھروسہ کیا اور سمجھ لیا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے وہ ہم کو ضرور دشمنانِ دین اور کفار پر غالب کرے گا۔ اگرچہ ہماری تعداد کم ہے تو کیا ہے ہمارا یقین اور ایمان تو کثیر ہے اور خدا کی مدد پر ہمارا بھروسہ تو پورا ہے اور جب تم نے ایسی سچی نیت کی تو پھر خدا نے اپنے فرشتوں کو فرمایا:

فرشتوں کی مدد

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْہُمْ

كُلَّ بَنَانٍ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور (اے رسول) وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں کفار کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا پس تم کفار کی گردنیں مارو اور بہر بند اُن کا جدا جدا کر دو اور یہ اس سبب سے کہ ان کفار نے خدا اور رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرتا ہے بے شک خدا اُس کو سخت عذاب کرتا ہے۔

ثابت قدمی کا حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۚ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اے مومنو! جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو اُن کے سامنے سے پشت پھیر کر نہ بھاگو اور جو اُن سے پشت پھیر کر بھاگے گا بغیر کسی جنگی مصلحت کے یا اپنے لشکر سے مل کر جنگ کرنے کے خیال سے وہ یقیناً خدا کے غضب میں آگیا اور جہنم اُس کا ٹھکانہ ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے (کیونکہ اس بھاگنے والے نے جو بغیر کسی مصلحت کے بھاگا ہے خدا کی امداد پر بھروسہ نہیں کرتا۔ پھر یہ کیسے عزت اور توقیر کا مستحق ہے بلکہ اس کے واسطے ہمیشہ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ذلت اور تحقیر ہے اور اگر یہ ثابت قدم رہا اور پوری کوشش کے ساتھ جہاد کرتا رہا) تو اس کے واسطے دو جہان کی نیک نامی ہے۔"

رسولؐ اللہ کا کنکریاں پھینکنا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف کنکر پھینکنے کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا (۸:۱۷)

یعنی اے رسول جو کنکر تم نے کفار کی طرف پھینکے تھے وہ تم نے نہیں پھینکے تھے بلکہ وہ خدا نے پھینکے تھے اور خدا ہی نے تم کو مدد دی اور تم کو کفار پر غالب کیا تا کہ مومنوں کی اچھی آزمائش کرے۔

(یعنی دیکھے کہ دشمن کی کثرت تعداد کو دیکھ کر گھبراتے ہیں یا نہیں اور اُن کے ساز و سامان سے اُن پر کچھ خوف و رُعب غالب ہوتا ہے یا نہیں۔ مگر شاباش ہے مسلمانوں کو کہ وہ خدا کی آزمائش میں پورے اُترے اور خدا کی امداد کے وعدہ پر جو ہر مسلمان سے اُس نے کیا ہے۔ چنانچہ اُس کا فرمان ہے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۳۰ : ۴۷) یعنی مسلمانوں کی

مدد کرنا ہم پر فرض ہے [1]

کفار کو تنبیہ | اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؁

"اگر تم نے فتح طلب کی تو بے شک فتح تمہارے پاس آ گئی اور تم اہل اسلام کی دشمنی سے باز رہو تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور اگر پھر تم جنگ و فساد کے ساتھ دوبارہ ایسا کرو گے تو ہم بھی دوبارہ ایسا کریں گے اور تمہارا لشکر اگرچہ کثیر ہو مگر تم کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور بے شک اللہ تعالے مومنوں کے ساتھ ہے۔"

اطاعت کا حکم | يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۚ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۚ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۚ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ

"یعنی اے ایمان والو تم خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو (کیونکہ یہی تمہاری دینی اور دنیاوی ترقی کا ذریعہ ہے) اور رسول کے حکم کو سن کر اس سے روگردانی نہ کرو اور ان منافق لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور در حقیقت وہ نہیں سنتے۔"

(یعنی چونکہ وہ منافق ہیں بظاہر زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے حکم سن لیا اور ان کے دل میں جو اسلام کی محبت نہیں ہے اس سبب سے اُس حکم پر کاربند نہیں ہوتے نہ خدا کے وعدہ کو سچا جانتے

---

[1] اس وعدہ پر بھروسہ کر کے انھوں نے کفار کی کثرت اور اپنی قلت پر کچھ خیال نہ کیا اور ایسے دلیرانہ حملے کئے جیسے شیر بکریوں پر جا پڑتے ہیں یا جیسے شہباز بلند پرواز چڑیوں کو شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ آناً فاناً اس دینی جوش کے طفیل کفر کی بیخ و بنیاد اکھڑ گئی اور اسلام کے پاؤں دنیا میں جم گئے اور مسلمانوں کا سر عزت آسمان افتخار پر پہنچا۔ سچ ہے اسلام کی یہی شان ہے اور مسلمانوں کی یہی آن بان ہے ورنہ اسلام کہاں برائے نام ہے جس دل میں اسلام کا جوش نہیں اور اپنے سچے اور برحق دین کی غیرت اور حمیت نہیں بھلا وہ بھی کہیں مسلمان ہے خدا تعالیٰ ہم کو بھی وہی توفیق عنایت کرے جو ہمارے بزرگوں کو عنایت کی تھی۔ جن کی کوششوں کے طفیل آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور وہی صدق اور یقین ہم کو نصیب فرمائے تاکہ ہم بھی اپنے پیارے اور سچے مذہب کی ترقی اور عروج کے لئے عملی کارروائیاں ظہور میں لائیں۔

(مترجم)

ہیں۔ پس اُن کا سُننا اور نہ سُننا یکساں ہے۔ کیونکہ ظاہر میں اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں نافرمانی) بے شک خدا کے نزدیک سب حیوانات میں وہ ہی بدتر ہیں جو حق بات نہ سُنتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ سمجھتے ہیں (اور نہ اُن کو یہ تمیز ہے کہ حکم الٰہی کی مخالفت میں وہ کس عذاب اور مصیبت کے مستحق ہوتے ہیں اور اے مومنو!) اگر خدا ان لوگوں کی کچھ بھلائی جانتا تو ان کو بھی حق بات سُنتا یعنی دل سے وہ حکم کو سُنتے اور اُس پر کاربند ہوتے تو اگر یہ منافق لوگ تمہارے ساتھ جہاد میں شریک بھی ہوں تو کیا ہوگا سوا اس کے کہ پشت پھیر کر وہاں سے بھاگیں گے (کیونکہ خدا کی امداد پر اُن کا بھروسہ نہیں ہے)

ایمان کی دعوت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۔

اے ایمان والو! خدا اور رسُول کے حکم کو دل و جان سے قبول کرو جبکہ وہ تم کو ایسی بات کی طرف بُلائیں جو تمہاری زندگانی کی موجب ہے یعنی جہاد کی طرف جس کی بدولت تم ذلت کی تحت الثریٰ سے عزت کے عرش پر پہنچے اور جو کفار تمہاری کمزوری کی حالت میں تم کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے تھے آج تمہارے سامنے ذلیل ہوئے۔ اگر تم جہاد نہ کرتے اور ہمت کو پست کئے ہوئے بیٹھے رہتے تو کفار تمہارا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔ چنانچہ تم دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔

اور اپنے اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے اور زمین میں کمزور لوگ سمجھے (کسی قسم کی لڑائی یا جہاد کی تم میں طاقت نہ تھی مگر تم چونکہ اپنے دین پر استقلال کے ساتھ قائم تھے اور خدا و رسول کی اطاعت میں سرگرم تھے اور کفار کے فتنوں سے) خوف زدہ تھے کہ جہاں ہم جائیں گے یہ ہم کو پریشان کریں گے۔ خدا نے تم کو ایک امن کا ٹھکانہ دیا اور اپنی امداد کے ساتھ تمہاری تائید فرمائی اور اچھے اچھے رزق تم کو نصیب کئے تاکہ تم شکر کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۔

"اے ایمان والو تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو یعنی بظاہر مطیع رہو اور دل میں نافرمانی کا قصد رکھو۔ یہ بہت بڑی اور نہایت بُری خیانت ہے اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی امانت میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو"

تقویٰ کی برکات

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ

سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

یعنی اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے (اور اس کے وعدہ کو سچا جان کر اس کی راہ میں دینی حمیت اور جوش کے ساتھ جہاد پر کمر کو مضبوط باندھو گے) تو وہ تمہارے واسطے ایسا ذریعہ پیدا کر دیگا۔ جس سے حق اور باطل جُدا جُدا ہو جائیں گے[1]

جب تم اس پر کاربند ہو گے تب وہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور تمہاری بُرائیاں دور کرے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت فرمانے کا ذکر کیا ہے جبکہ کفار آپ کے قتل یا قید یا شہر بدر کرنے کے لئے مکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن کے پھندے سے محفوظ رکھ کر اُن کا مکر اُنہی پر اُلٹ کر دیا۔

قریش کی جہالت | پھر اس کے بعد قریش کی جہالت کے سبب اپنے حق میں بددعا کرنے کو فرماتا ہے۔

اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ یعنی جبکہ کفار قریش کہتے تھے اے اللہ اگر یہ قرآن

---

[1] اور تم اپنے حق یعنی دینی اور دُنیاوی عزت کو پہنچو گے اور تمہارے مخالفین نیست و نابود ہو کر تمہارے دین کو عزت ہوگی اور تمام دُنیا پر تم حکمرانی کرو گے۔ خدا کا وعدہ اور اس کا فرمان سچا ہے اور اُس نے اس وعدہ کو پورا کر کے دکھا دیا کہ جس وقت تک مسلمان دین پر قائم رہے اور خدا کے وعدہ پر یقین رکھا اسی وقت تک ان کے دینی و دُنیاوی کام بنتے رہے اور دُنیا میں عزت سے انہوں نے زندگانی بسر کی۔ اور جس وقت سے یہ خدا کی طرف سے غافل ہوئے اور اُس کے فتح و نصرت کے وعدے بھول گئے اور اُن کا یقین سست ہو گیا اور عملی کارروائیاں انہوں نے ترک کیں اور رہبانیت اور گوشہ نشینی کو اسلام سمجھا اُسی وقت سے ذلت نے ان کو گھیر لیا اور جیسے کہ غالب تھے مغلوب ہو گئے اور نیک نامی اور بہادری اُن کی بدنامی اور بُزدلی سے مبدل ہوئی۔ اب اگر اس ذلت سے عزت حاصل کرنا چاہیں تو جب تک خدا کے وعدہ کو سچا سمجھ کر عملی کارروائی پر کاربند نہ ہوں گے وہ عزت حاصل ہونی دشوار ہے۔

(مترجم)

حق ہے تیرے پاس سے نازل ہوا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا دکھ دینے والے عذاب میں ہم کو مبتلا کر۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگرچہ ہم ناحق پر ہیں مگر خدا ہم کو عذاب نہ کرے گا کیونکہ ہم اُس سے مغفرت مانگتے ہیں اور دوسری یہ بات ہے کہ اُمت کا رسول جب تک اُس اُمت کے درمیان ہوتا ہے عذاب الٰہی اُس اُمت پر نازل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہم پر بھی عذاب الٰہی نازل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے اِس کلام جہالت کا بیان فرمایا ہے :-

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (۸: ۳۵)

”اور اللہ (ایسا) نہیں تھا کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تُو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں۔ اس کے حقیقی سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی، تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب چکھو۔“

باب ۱۴

سورۂ انفال کا نزول (۲)

حضرت عائشہؓ کی روایت ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ کی اس آیت کے نازل ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بدر کا واقعہ ہوا۔

وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ۔ اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّ جَحِیْمًا ۔ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ۔

"اور اے رسول تم ان دولت مند جھٹلانے والوں کو اور مجھ کو چھوڑ دو اور تھوڑی مہلت ان کو دو۔ دیکھو تو میں ان کو کیسی سزا دیتا ہوں۔ یقیناً ہمارے پاس ان کے واسطے زنجیریں اور بیڑیاں اور دوزخ کا عذاب اور ایسا کھانا جو حلق سے اندر نہ اتر سکے اور دردناک عذاب ہے۔"

برائی کے لئے مال خرچ کرنے والے ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ

"بے شک کافر اپنے مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکیں تو عنقریب اس خرچ کرنے سے اُن کو حسرت ہو گی کہ ہائے ہم نے اتنا مال کیوں برباد کیا اور پھر وہ مسلمانوں سے مغلوب ہوں گے اور کافر جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔"

کفار کے لئے مہلت پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خطاب فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

"یعنی کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے کفر سے باز رہیں اور اسلام قبول کریں تو اُن کی ساری پچھلی

کارروائیاں بخش دی جائیں گی اور اگر وہ باز نہ رہیں گے اور پھر شرارت کریں گے تب وہی سلوک ان کے ساتھ ہوگا جو جنگ بدر میں ان سے پہلوں کے ساتھ ہو چکا ہے ۔"

جہاد کی ترغیب

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور اپنے دین کی غیرت و حمیت دلا کر کفار کے مقابلہ اور مقاتلہ پر ان کو آمادہ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے :-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۞ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۞ (۸ : ۴۰)

"اور اے مسلمانو! تم کو کفار سے یہاں تک قتل و قتال کرنا چاہیئے کہ کفر کا فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر کفار اپنے کفر سے باز آکر مسلمان ہو جاویں تو اللہ ان کے اعمال اور خلوص و نفاق کا نگران ہے اور اگر وہ ایمان سے روگردانی کریں اور اے رسول تمہارا کہنا نہ مانیں تو اے مسلمانو تم جان لو کہ خدا تمہارا مولیٰ ہے اور اچھا مولا اور اچھا مددگار ہے۔"

(تم کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے اور کفار کی کثرت فوج اور ساز و سامان سے خوف زدہ ہو کر جہاد سے باز آنا لازم نہیں ہے ۔)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کے احکام نازل فرمائے ہیں ۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۞ (۸ : ۴۱)

"اور جان لو کہ مالِ غنیمت میں جو چیز تمہارے ہاتھ آئے اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر (محمدؐ ہے) نازل کی امتیاز کے دن کے لئے (جس دن کہ حق اور باطل میں جدائی ہوئی اور حق غالب ہوا یعنی بدر کے دن) جس دن دو فوجیں آپس میں لڑیں (ایک مسلمانوں کی اور دوسری کافروں کی) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔"

افواج کے مقامات

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۙ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ

اللّٰہَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

"یاد کرو جس وقت کہ تم جنگل کے ورلے کنارہ پہ تھے (یعنی جو مدینہ کی طرف تھا) اور مشرکین پرلے کنارہ پر تھا اور قافلہ کے لوگ تم سے نیچے کی طرف تھے (اے مسلمانو اگر تم مشرکین سے جنگ کا وعدہ کرتے تو ان کی کثرت اور سازوسامان کو دیکھ کر ضرور وعدہ کا خلاف کرتے مگر خدا چاہتا تھا کہ اس کام کو ظہور پذیر کرے جو تقدیر میں مقدر کر چکا تھا (اسی سبب سے اس نے مشرکین کا تم سے یکایک سامنا کرادیا) تاکہ جو ہلاک ہو وہ حجت روشن سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ حجت روشن سے زندہ ہو اور بے شک اللہ سننے والا علم والا ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۔

"(اے رسول) وہ وقت یاد کرو جبکہ خدا نے تم کو کافروں کا لشکر تمہارے خواب میں تھوڑا دکھلایا اگر وہ ان کی تعداد تم کو بہت دکھلاتا تو ضرور تم جنگ سے دل چھوڑ دیتے اور آپس میں لڑنے یا نہ لڑنے کی نسبت جھگڑنے لگتے مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلامت رکھا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور اے مسلمانو یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری آنکھوں میں کفار کا لشکر تھوڑا دکھا رہا تھا تاکہ تمہارے حوصلے پست نہ ہوں اور تم کو بھی کفار کی آنکھوں میں تھوڑا دکھا رہا تھا تاکہ وہ بھی تمہارے مقابلہ سے نہ بھاگ جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے جو تقدیر میں ہو چکا تھا"

ثبات اور ذکر اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

"اے مسلمانو جب تم کفار کے لشکر سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور خدا و رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی اور مقابلہ کے وقت صبر کیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

نمود و نمائش کی ممانعت

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ (الآیۃ)

اور اے مسلمانو! تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی مکہ

سے اترا ہٹ اور لوگوں کے دکھاوے کے واسطے نکلے رجیسے کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ ہم بدر میں جا کر ناچ گانے سُنیں گے اور شرابیں پئیں گے تا کہ تمام عرب میں ہماری دھاک بیٹھ جائے بلکہ اے مسلمانو! تم کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تم خالص جہاد اور اعلاء کلمۃ الحق کی نیت سے گھر سے نکلو اور خدا کے دین پر سے اپنی جان مال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیت تمہاری سچی ہو گی تو ضرور خدا تمہاری مدد فرمائے گا اور دونوں جہان میں تمہارے درجات بلند کرے گا۔ لہٰذا تم کو لازم ہے کہ خلوصِ دل سے دین اسلام کی ترقی کے لئے جہاد پر کمر باندھو۔ آگے فرماتا ہے فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۔ (پس اے رسول ﷺ اگر تم کفار و مشرکین کو جنگ میں پاؤ تو اُن کو اس قدر قتل کرو کہ اپنی ہیبت سے پچھلے کافروں کو بھی بھگا دو تا کہ اُن کو نصیحت اور عبرت ہو۔

جہاد کی تیاری کا حکم

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ۔ اور کفار کی جنگ کے لئے اے مسلمانو! جہاں تک تم سے ہو سکے قوت و زور اور گھوڑوں کے پالنے سے تیاری کرو تا کہ اس سامان سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوف زدہ کرو۔

وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۔

"اور اے مسلمانو! جہاد کے ساز و سامان میں جو کچھ تم خرچ کرو گے خدا اس سب کا ثواب تم کو پورا دیدیگا اور تم کچھ بھی کم نہ دیئے جاؤ گے۔"

صلح و آشتی

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ اور اے رسول اگر تم سے کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے واسطے مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔ بیشک وہ سننے والا علم والا ہے۔

دھوکہ کا اندیشہ

وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۔ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔

"اور اگر کفار صلح کر کے تم کو دھوکہ دینا چاہیں تو بیشک اے رسول خدا تم کو کافی ہے خدا ہی کی وہ ذات ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تمہاری تائید فرمائی اور مومنوں کے دل میں اُلفت ڈال دی اگر تم زمین بھر کا خزانہ خرچ کرتے جب بھی اُنکے دلوں میں محبت نہ ڈال سکتے۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے اُنکے دلوں میں محبت و اُلفت قائم کر دی۔ بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔"

شجاعت و استقامت

اس کے آگے فرماتا ہے:۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۔

"اے نبی تم کو خدا اور تمہارے فرمانبردار مومن کافی ہیں۔ اے نبی مومنوں کو جہاد پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس صبر والے شخص ہوں گے تو بے شک وہ دو سو کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو بے شبہ ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ کفار ایسے لوگ ہیں جو حق کو نہیں سمجھتے وہ نیک نیتی سے جنگ کرتے ہیں[1]

حکم میں تخفیف اور چونکہ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ تھے کمزور بھی اور بہادر بھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے کمزوروں اور ضعیفوں کی رعایت فرمائی اور یہ حکم نازل کیا۔

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۞

یعنی اے مسلمانو! اب خدا نے تم سے سابق حکم میں تخفیف کر دی ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزور لوگ بھی شہادت اور ثواب کی امید سے جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اگر تمہارے لشکر میں سو آدمی صبر کرنیوالے ہوں گے تو وہ دو سو کافروں پر غالب ہونگے اور اگر تم میں ہزار صبر کرنیوالے ہونگے تو دو ہزار کفار پر غالب ہونگے اور خدا صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔[2]

---

[1] اور تم دین حق کے واسطے جنگ کرتے ہو، اس سبب سے باوجود قلت تعداد اور بے سامانی کے بھی تم اُن پر غالب ہوگے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے مگر افسوس کہ مسلمان خواب غفلت میں عالمِ ذلت پر پیر پھیلائے ہوئے مزے سے سوتے ہیں اور زمانہ کتنا ہی ان کو حس و حرکت کے لئے آمادہ کرتا ہے مگر یہ ہوں تک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے بزرگان سلف کی پیروی نصیب فرمائے اور جلد ان کے ہوش و حواس درست کرے تاکہ یہ اسلام کی ترقی و تنزل اور مسلمانوں کی نکبت و فلاکت کے اسباب پر نظر ڈال کر اپنی گمشدہ عزت کے حاصل کرنے کے واسطے عمل کام میں مشغول ہوں۔

[2] اسی سبب سے صبر کرنے والے اور اپنی جان کو خدا کے حضور نذر کرنے والے باوجود کم تعدادی اور قلت ساز و سامان کے کفار کی کثیر تعداد پر غالب ہوتے ہیں اور دنیا میں عزت اور کفار کا مال غنیمت حاصل کرتے ہیں اور اُن کی اولاد کو لونڈی غلام بناتے ہیں اور آخرت میں اگر شہید ہوئے تو حیاتِ جاوید یعنی ہمیشہ کی زندگانی حاصل کرتے ہیں اور اگر زندہ بچے تو خدا کی رضامندی کے مستحق ہو کر ثواب عظیم پاتے ہیں اور خدا کے محبوب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اُس کا فرمان ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۞

یعنی یقیناً وہ لوگ خدا کے محبوب ہیں اور خدا اُن سے بیحد محبت رکھتا ہے جو اُس کے راستہ میں یعنی دین حق کی ترقی کے لئے اس طرح مستعدی اور ثابت قدمی سے جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ جس کو دشمنوں کے صدمہ پہنچانے سے جنبش تک نہیں ہوتی یہ ان کے صبر اور ثابت قدمی کی تعریف ہے اور در حقیقت ایسی ہی مستعدی سے کام بھی چلتا ہے۔

پانچ خاص عطیئے

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام باقر ابو جعفر بن علی زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے اور تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی ہے اور مجھ کو جامع کلم عنایت ہوئے ہیں اور مالِ غنیمت میرے واسطے حلال کیا گیا ہے اور شفاعت کا مرتبہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ یہ پانچوں باتیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

قیدیوں کے بارے میں آیات

پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارے میں ناراضگی ظاہر فرماتا ہے اور پھر اُس کی اجازت دیتا ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ ط

کسی نبی کو یہ بات لائق نہیں کہ اُس کے پاس قیدی ہوں اور وہ اُن کو فدیہ لے کر زندہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زمین میں خوب مشرکین کو قتل نہ کرے۔ تم اے مسلمانو! اسبابِ دُنیا کا ارادہ کرتے ہو اور اللہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اگر کتابِ الٰہی سبقت نہ کرتی (یعنی خدا تم کو اس کے جواز کا حکم دینے والا نہ ہوتا تو) یہ جو تم نے فدیہ وغیرہ لیا ہے ضرور تم کو عذابِ عظیم چھو لیتا۔ اب تم (اللہ جو) اس مال کو خوب حلال اور طیب سمجھ کر کھاؤ جو کفار سے تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اے نبی اُن قیدیوں سے کہہ دو جو تمہارے قبضہ میں ہیں کہ اگر خدا تمہارے دِلوں میں بھلائی کو جانے گا (یعنی اگر تم اسلام قبول کرو گے) تو جو فدیہ تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو عنایت کرے گا اور

تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہم الفت و محبت پر رغبت دلائی ہے اور مہاجرین اور انصار کو دین میں اپنی دوستی کا اہل کیا ہے اور دونوں کے تعلق باہم وابستہ کر دیئے ہیں اور کفار میں سے ایک کو دوسرے کا دوست فرمایا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اے مومنو! اگر تم باہم محبت کو قائم نہ رکھو گے اور مسلمانوں کے بدلے کافروں سے محبت کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہوگا۔ اس لئے لازم ہے کہ اگر کافر قریبی رشتہ دار بھی ہو تب بھی اُس سے محبت نہ کرے اور اپنے دینی بھائیوں کو اُس پر مقدم سمجھے۔

میراث کا حکم

پھر فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۸ : ۷۵)

یعنی اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے بعد ایمان لائے اور تمہارے ساتھ انہوں نے ہجرت اور جہاد کیا وہ بھی تم میں سے ہیں اور کتاب الٰہی یعنی میراث کے مقدمہ میں جو مسلمان رشتہ دار قریب کے ہیں وہ دُور کے رشتہ داروں سے مقدم ہیں بیشک خدا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

باب ۵

شرکائے بدر

(مہاجرین)

بنی مطلب ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ہاشم بن عبد مناف اور بنی مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ میں سے یہ لوگ اس مبارک جہاد یعنی بدر کی جنگ میں شریک رہے تھے :-

۱ - سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

۲ - شیرِ خدا و شیرِ رسولؐ حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا -

۳ - حضرت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم، حضورؐ کے چچا زاد بھائی -

۴ - زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس الکلبی - جن پر خدا و رسولؐ نے انعام کیا -

ابن ہشام کہتے ہیں زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبد وُدّ بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام انسہ

۶ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام ابوکبشہ -

ابن ہشام کہتے ہیں ابوکبشہ فارسی تھے اور انسہ حبشی تھے -

۷ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو مرثد کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن جلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان -

ابن ہشام کہتے ہیں کناز بن حصین ہے -

۸ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کا حلیف یہ بھی شریک تھے -

۹۔ عبیدہ بن حرث بن مطلب

۱۰۔ طفیل بن حرث

۱۱۔ اور حصین بن حرث۔ یہ تینوں بھائی تھے۔

۱۲۔ مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہے۔

اس قبیلے کے یہ بارہ ۱۲ آدمی تھے۔

بنی عبد شمس | بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ حضرات تھے:۔

۱۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس اپنی زوجہ حضرت بی بی رُقیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) کی علالت کے سبب سے مدینہ میں رہ گئے تھے مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں اُن کا حصہ لگایا تھا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور میرا ثواب؟ فرمایا تم کو جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔

۲۔ ابو حذیفہ بن عُتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس

۳۔ ابو حذیفہ کے آزاد غلام سالم

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حذیفہ کا نام مہشم ہے اور سالم کو ان کی ماں ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عُبید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے بُت کے نام پر چھوڑ دیا تھا۔ پھر ابو حذیفہ نے ان کو متبنیٰ کر لیا اور بعض لوگوں کا قول ہے ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عُتبہ کی بیوی تھی اور اُس نے سالم کو بُت کے نام پر آزاد کر دیا تھا۔ اس سبب سے لوگ سالم کو ابو حذیفہ کا آزاد غلام کہنے لگے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ ابوالعاص بن اُمیہ کے آزاد غلام صبیح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں حاضر ہونے کی تیاری کی تھی۔ مگر یکایک بیمار ہونے سے مجبور ہو گئے تب اُنھوں نے اپنے اُونٹ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سوار کر دیا اور صبیح اس کے بعد تمام واقعات میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے۔

بنی اسد بن خزیمہ | بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ کے حلفاء میں سے یہ لوگ اس جنگ میں شریک تھے:۔

۱۔ عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۲۔ عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۳۔ شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور
۴۔ ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔
۵۔ یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
۶۔ ابوسنان بن محصن بن حرثان بن قیس (عکاشہ بن محصن کے بھائی۔ اور
۷۔ ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان
۸۔ محرز بن نضلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد
۹۔ ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد۔

بنی کبیر بن غنم اور بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کے حلفاء میں سے یہ حضرات تھے:۔
۱۔ ثقف بن عمرو۔
۲۔ مالک بن عمرو اور
۳۔ مدلج بن عمرو۔

ابن ہشام کہتے ہیں مدلاج بن عمرو ہے۔ یہ تینوں بھائی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی حجر آل بنی سلیم میں سے ہیں اور ابومخشی ان کے حلیف ہیں۔ یہ سب سولہ آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابومخشی طائی ہیں ان کا نام سوید بن مخشی ہے۔

بنی نوفل ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی نوفل بن عبدمناف سے یہ حضرات شریک تھے:۔
۱۔ عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن حرث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔
۲۔ اور عتبہ بن غزوان کے آزاد غلام خباب یہ دو شخص تھے۔

بنی اسد اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے:۔
۱۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد
۲۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور
۳۔ حاطب کے آزاد غلام سعد۔ یہ سب تین آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوبلتعہ کا نام عمرو لخمی ہے اور سعد کلبی تھے۔

بنی عبدالدار ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے یہ حضرات تھے:۔

۱۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی ۔
۲۔ سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار بن قصی۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی زہرہ

بنی زہرہ بن کلاب میں سے :۔
۱۔ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ ۔
۲۔ سعد بن ابی وقاص ۔ اور ابی وقاص کا نام مالک بن اُہیب بن عبدمناف بن زہرہ تھا۔ اور
۳۔ اِن کے بھائی عمیر بن ابی وقاص ۔
۴۔ اِن کے حلفاء میں سے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ہزل بن فائش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔
ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ ہزل بن فاس بن ذر ہے اور ذہیر بن ثور ہے۔
۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن مسعود بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔
۶۔ مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سبیع بن الہون بن خزیمہ ۔
ابن ہشام کہتے ہیں ان کا لقب قارہ تھا۔ کیونکہ یہ لوگ بے مثال تیرانداز تھے ۔
۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ذوالشمالین بن عبدعمرو بن نضلہ غبشان بن سلیم بن ملکان بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے اور یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔
ابن ہشام کہتے ہیں ذوالشمالین کا نام عمیر تھا۔
۸۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خبابؓ بن ارت ۔ یہ سب لوگ آٹھ اشخاص تھے ۔
ابن ہشام کہتے ہیں خباب بن ارت بنی تمیم میں سے تھے اور ان کی اولاد کوفہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں خزاعہ سے تھے ۔

بنی تیم بن مرہ

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی تیم بن مرہ میں سے :۔
۱۔ حضرت ابوبکر صدیق جن کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہے ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوبکرؓ کا نام عبداللہ ہے اور عتیق خوب صورتی اور دوزخ سے آزادی کے سبب ان کا لقب ہے ۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کے آزاد غلام بلالؓ جن کو اُمیہ بن خلف سے حضرت ابوبکرؓ نے خریدا تھا اور یہی بلال بن رباح ہیں۔

۳۔ اور عامر بن فہیرہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی اسد سے خریدا تھا جن میں عامر کی پیدائش تھی۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور صہیبؓ بن سنان جو قبیلہ نمر بن قاسط میں سے تھے۔
ابن ہشام کہتے ہیں نمر بن قاسط بن ہنب بن اقصٰی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں اقصٰی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کا قول ہے صہیبؓ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد غلام تھے اور کہا جاتا ہے کہ یہ رومی تھے۔ جن لوگوں کا یہ بیان ہے کہ یہ نمر بن قاسط میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ روم میں قید تھے وہاں سے ان کو خرید لیا تھا اور حدیث میں وارد ہے کہ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ صہیبؓ روم میں سے سبقت کرنے والا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ ملک شام میں گئے ہوئے تھے اور اس وقت وہاں سے واپس آئے جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بدر کی جنگ سے فارغ ہو کر آ رہے تھے۔ آپؐ نے ان کا بھی حصّہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا اور یا رسول اللہ میرا ثواب؟ فرمایا تم کو ثواب بھی ہوگا۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی مخزوم

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرّہ میں سے:-
۱۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد۔ اور ابو سلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۲۔ شماس بن عثمان بن شرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔
ابن ہشام کہتے ہیں شماس کا نام عثمان ہے اور شماس ان کا اس سبب سے نام ہو گیا کہ شماس میں سے ایک شماس مکّہ میں آیا۔ یہ بہت خوب صورت تھا۔ اس کی خوب صورتی کو دیکھ کر مکّہ کے لوگ متعجب ہوئے۔ عتبہ بن ربیعہ عثمان کے ماموں نے کہا۔ میں اس شماس سے زیادہ حسین ایک لڑکا تم کو دکھاتا ہوں۔ اور پھر اپنے بھانجے عثمان کو لا کر دکھایا۔ اس وقت سے عثمان کو لوگ شماس کہنے لگے یہ ابن شہاب زہری وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ارقم بن ابی ارقم۔ ابی ارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے اور اسد کی

کنیت ابوجندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۴۔ عمار بن یاسر۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمار بن یاسر عنسی قبیلہ مذحج سے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشہ بن سلول بن کعب بن عمرو ان کے حلیف بنی خزاعہ میں سے۔ یہ سب پانچ شخص ہیں۔

بنی عدی بن کعب

اور بنی عدی بن کعب میں سے:

۱۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن لرزاح بن عدی۔

۲۔ اور ان کے بھائی زید بن خطاب۔

۳۔ اور مہجع، عمر بن خطاب کے آزاد غلام تھے اہل یمن سے تھے اور بدر کی جنگ میں سب سے پہلے مسلمانوں میں سے تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مہجع عک بن عدنان کی اولاد سے تھے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عمرو بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اذاۃ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب۔

۵۔ اور ان کے بھائی عبداللہ بن سُراقہ۔

۶۔ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید بن تمیم۔ ان کے حلیف۔

۷۔ اور خولی بن ابی خولی

۸۔ اور مالک بن ابی خولی ان کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن ربیعہ عنز بن وائل میں سے آل خطاب کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار ہے اور بعض کہتے ہیں افصیٰ بن دعمی بن جدیلہ ہے۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن بکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بنی سعد بن لیث میں سے

۱۱۔ اور عاقل بن بکیر

۱۲۔ اور خالد بکیر

۱۳۔ ایاس بن بکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف

۱۴۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آنے کے بعد شام سے آئے تھے۔ حضورؐ نے ان کا مال غنیمت میں حصہ لگایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اجر؟ فرمایا تم کو اجر بھی ملے گا۔

یہ سب چودہ آدمی تھے۔

بنی جمح بن عمرو اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے :۔

۱۔ عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

۲۔ اور ان کے فرزند سائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی۔

۳۔ قدامہ بن مظعون

۴۔ اور عبداللہ بن مظعون

۵۔ اور معمر بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی سہم بن عمرو اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے :۔

۱۔ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ایک شخص۔

بنی مالک بن حسل اور بنی عامر بن لوئی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے :۔

۱۔ ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک بن حسل۔

۲۔ اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک۔

۳۔ اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدودّ بن نصر بن مالک یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ مکہ سے آئے تھے۔ جب بدر میں آکر ٹھہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے اور آپ کے ساتھ جہاد کیا۔

۴۔ اور عمیر بن عوف (سہیل بن عمرو کے آزاد غلام)

۵۔ اور سعد بن خولہ ان کے حلیف یہ پانچ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سعد بن خولہ اہل یمن سے تھے۔

بنی حرث بن فہر ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرث بن فہر میں سے :۔

۱۔ ابو عبیدہ یعنی عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن

ثعلبہ بن حرث ۔

۲۔ اور عمرو بن حرث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ابی اُہیب بن ضبتہ بن حرث ۔
۳۔ اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں بیضاء کے بیٹے تھے ۔
۴۔
۵۔ اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ثعلبہ بن حرث ۔ یہ پانچ شخص تھے ۔
یہ تمام مہاجرین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تراسی شخص تھے ۔[1]

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق کے علاوہ بہت اہلِ علم مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں ان لوگوں کو بھی بیان کرتے ہیں ۔ بنی عامر بن لوئی میں سے وہب بن سعد بن ابی سرح ۔ اور حاطب بن عمرو اور بنی حرث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر ۔

[1] ان تین ناموں کو شامل کر کے بدری مہاجرین کی تعداد ۸۶ بنتی ہے ۔ (مرتب)

باب ۸۸

شرکائے بدر (اوس)

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں آنحضرت کے ساتھ انصار کے قبائل میں سے یہ لوگ تھے :-

بنی عبدالاشہل قبیلۂ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-

۱ - سعدؓ بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
۲ - اور عمرو بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
۳ - اور حرث بن اوس بن معاذ بن نعمان -
۴ - اور حرث بن انس بن رافع بن امرئ القیس -
۵ - اور بنی عبید بن کعب بن عبدالاشہل سے سعد بن زید بن مالک بن عبید -
۶ - اور بنی زعوراؔ[1] ابن عبدالاشہل سے سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعورا -
۷ - اور عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا -
۸ - اور سلمہ بن ثابت بن وقش -
۹ - اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعورا -
۱۰ - اور حرث بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج (یعنی عوف بن خزرج میں سے ان کے حلیف)
۱۱ - اور محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث (بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف)
۱۲ - اور سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث (ان کے حلیف) ابن ہشام کہتے ہیں اسلم

---

[1] زعورا بعض نسخوں میں زا کے زبر اور عین کے پیش اور واؤ کے سکون کے ساتھ ہے اور بعض میں زا کے زبر اور عین کے سکون اور واؤ کے زبر کے ساتھ ہے - ۱۲ (مترجم)

ابن حریش بن عدی ہے۔

۱۳- ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابوالہثیم بن تیہان۔

۱۴- اور عبید بن تیہان۔ ابن ہشام کہتے ہیں عتیک بن تیہان بھی کہا جاتا ہے۔

۱۵- ابن ہشام کا قول ہے کہ عبداللہ بن سہل بھی تھے جو بنی زعوراء سے ہیں اور بعض کہتے ہیں قبیلہ غسان سے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب پندرہ آدمی تھے۔

بنی سواد بن کعب ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب میں سے اور کعب ہی کو ظفر بھی کہتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ظفر بن خزرج بن مالک بن اوس ہے۔

۱- قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد۔

۲- اور عبیدہ بن اوس بن مالک بن سواد یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عُبید بن اوس وہ شخص ہے جس کو مقرن کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے چار کافروں کو بدر کی جنگ میں قید کیا تھا جن میں حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔

بنی عبد بن رزاح ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبد رزاح بن کعب میں سے :-

۱- نضر بن حرث بن عبد۔

۲- اور معتب بن عبید۔

۳- اور ایک شخص ان کے حلفاء میں سے عبداللہ بن طارق۔ یہ کل تین آدمی تھے۔

بنی حارثہ اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-

۱- مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں مسعود بن عبد سعد بھی کہا جاتا ہے۔

۲- ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو عبس بن جبیر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

۳- اور ان کے حلفاء میں سے ابو بردہ بن دینار جن کا نام ہانی بن دینار بن عمرو بن عُبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن حاف بن قضاعہ ہے۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی ضبیعہ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱- عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالافلح بن عصمہ بن مالک بن اُمیّہ بن ضبیعہ ہے۔

۲- اور معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

۳۔ اور ابوملیل بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

۴۔ اور عمرو بن معبد بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمیر بن معبد ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سہیل بن حنیف بن واہب بن حکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن حرث بن عمرو اور یہ وہی شخص ہیں جن کو بحزج بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا ہے۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی اُمیّہ بن زید

اور بنی اُمیّہ بن زید بن مالک میں سے :-

۱۔ مبشر بن عبدالمنذر بن زنبیر بن زید بن اُمیّہ۔

۲۔ اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبیر۔

۳۔ اور سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن اُمیّہ۔

۴۔ اور عویم بن ساعدہ۔

۵۔ اور رافع بن عنجدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عنجدہ ان کی ماں تھی۔

۶۔ اور عبید بن ابی عبید

۷۔ اور ثعلبہ بن حاطب۔

۸۔ ابولبابہ بن عبدالمنذر۔

۹۔ حرث بن حاطب۔

لوگوں کا بیان ہے کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور حرث بن حاطب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ پر چلے تھے مگر آنحضرتؐ نے ان کو واپس مدینہ بھیج دیا اور ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور مالِ غنیمت میں ان دونوں کا حصہ لگایا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں مقام روحاء میں پہنچ کر آپؐ نے ان کو واپس کیا تھا اور حاطب بن عمرو بن عبید بن اُمیّہ ہے اور ابولبابہ کا نام بشیر ہے۔

بنی عبید بن زید

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے :-

۱۔ اُنیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حرث بن عبید۔

۲۔ اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلی سے تھے معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ۔

۳۔ اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔

۴۔ اور عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن حرث بن عدی بن عجلان۔

۵۔ اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔

۶۔ اور ربعی بن رافع بن زید بن حارثہ بن جد بن عجلان۔

۷۔ اور عاصم بن عدی بن جد بن عجلان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے مگر آنحضرتؐ نے ان کو واپس فرما دیا تھا۔ پھر مالِ غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ سب سات آدمی تھے۔

بنی ثعلبہ بن عمرو اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱۔ عبد اللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن برک۔ برک کا نام امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔

۲۔ اور عاصم بن قیس۔ ابن ہشام کہتے ہیں عاصم بن قیس بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو ضیاح بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔

۴۔ اور ابو حبہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ ابو ضیاح کا بھائی ہے اور ابو حیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور امرئ القیس کو برک بن ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔

۷۔ اور خوات بن جبیر بن نعمان، ان کا حصہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں لگایا تھا۔ یہ سب سات افراد تھے۔

بنی جحجبا اور بنی جحجبا بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱۔ منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن حلاج بن حریش بن جحجبا بن کلفہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں حریس بن جحجبا بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی انیف سے تھے۔ ابو عقیل بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن تیحان بن عامر بن مالک بن عامر بن انیف بن جشم بن عبد اللہ بن تیم بن اراشہ بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن عمرو بن لحاف بن قضاعہ یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران بھی کہا جاتا ہے۔

بنی غنم بن سلم ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے :-

۱۔ سعد بن خیثمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم

۲۔ اور منذر بن قدامہ بن عرفجہ۔

۳ - مالک بن قدامہ بن عرفجہ -

ابن ہشام کہتے ہیں عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم ہے -

۴ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور تمیم (بنی غنم کے آزاد غلام) یہ کل پانچ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد غلام تھے -

بنی معاویہ بن مالک ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱ - جبیر بن عتیک بن حرث بن قیس بن حیشہ بن حرث بن اُمیّہ بن معاویہ -

۲ - اور مالک بن نمیلہ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے -

۳ - اور نعمان بن عصر قبیلۂ بلی میں سے ان کے حلیف - یہ سب تین شخص تھے -

غرضیکہ قبیلۂ اوس کے کل اکسٹھ آدمی تھے جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور جن کا مالِ غنیمت میں حصّہ لگایا گیا -

باب ۴

شرکائے بدر (خزرج)

بنی خزرج میں سے یہ لوگ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بدر کے جہاد میں شریک تھے۔

بنی امرئ القیس بنی خزرج۔ بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی خزرج۔ پھر ان کی شاخ بنی امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج۔ بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱ - خارجہ بن زید بن ابی زُہیر بن مالک بن امرئ القیس۔
۲ - سعد بن ربیعہ بن عمرو بن ابی زُہیر بن مالک بن امرئ القیس۔
۳ - اور عبداللہ بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس۔
۴ - اور خلاد بن سُوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس۔ یہ سب چار شخص تھے۔

بنی زید اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱ - بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید۔ ابن ہشام کہتے ہیں جلاس بھی کہا جاتا ہے مگر یہ ہمارے نزدیک غلط ہے۔
۲ - اور ان کا بھائی سماک بن سعد۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی اور بنی عدی بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱ - سبیع بن قیس بن عشیہ بن اُمیّہ بن مالک بن عامر بن عدی۔
۲ - اور عباد بن قیس بن عشیہ ان کے بھائی۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن عبسہ بن اُمیّہ بھی کہا جاتا ہے۔
۳ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عبس۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی احمر اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱۔ یزید بن حرث بن قیس بن مالک بن احمر۔ اور یہ ہی وہ شخص ہیں جن کو ابن فسحم کہا جاتا ہے۔ اس قبیلہ کے یہی ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں فسحم ان کی ماں کا نام ہے اور یہ بنی قیس بن جسر میں سے ایک عورت تھی۔

بنی جشم۔ بنی زید

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جشم بن حرث بن خزرج اور بنی زید بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱۔ خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔
۲۔ اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ابد بن زید۔
۳۔ اور ان کا بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ
۴۔ اور سفیان بن بشر۔ یہ چار شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سفیان بن نسر بن عمرو بن حرث بن کعب بن زید ہے۔

بنی جدارہ

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جدارہ بن عوف بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱۔ تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔
۲۔ اور عبداللہ بن عمیر بنی حارثہ میں سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے عبداللہ بن عُمیر بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔
۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن مزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں زید بن مری ہے۔
۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔ یہ سب چار شخص تھے۔

بنی ابجر

اور بنی ابجر میں سے جو بنی خدرہ بن عوف بن خزرج ہیں :-

۱۔ عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن ابجر ایک شخص تھے۔

بنی حُبلیٰ

اور بنی عوف بن خزرج میں سے یعنی ان کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج سے اور یہی لوگ بنی حُبلیٰ کہلاتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حُبلیٰ سالم بن غنم بن عوف کی عرفیت ہے چونکہ اس کا پیٹ بہت بڑا تھا اس سبب سے لوگ حُبلیٰ کہتے تھے۔

۱۔ اس قبیلہ میں سے عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی بن مالک بن حرث بن عبید۔ اور سلول اُبی کی ماں کا نام ہے۔
۲۔ اور اوس بن خولی بن عبداللہ بن حرث بن عبید۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی جزء بن عدی
بنی جزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے :-
۱ - زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزء -

۲ - اور عقبہ بن وہب بن کلاہ (بنی عبداللہ بن غطفان سے ان کے حلیف)

۳ - اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم -

۴ - اور عامر بن سلمہ بن عامر ان کے حلیف اہل یمن سے -

ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن سلمہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ بنی بلی قضاعہ کی شاخ میں سے تھے -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن مقدم بن سالم بن غنم - ابن ہشام کہتے ہیں معبد بن عبادہ بن قشعر بن غدم ہے اور کہا جاتا ہے کہ عبادہ بن قیس بن قدم ہے -

۶ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن بکیر انکے حلیف بھی شریک تھے۔ یہ سب چھ شخص ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن عکیر اور بعض عاصم بن بکیر کہتے ہیں۔

بنی سالم
ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان۔ یہ ایک شخص تھے -

بنی اصرم
اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں اور غنم سالم وہی ہیں جو ابن اسحاق کے قول میں پہلے گزر چکے ہیں۔

۱ - عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم
۲ - اور ان کے بھائی اوس بن صامت یہ دو شخص تھے -

بنی دعد
اور بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے :-
۱ - نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد۔ اور نعمان وہ شخص ہیں جن کو قوقل کہتے ہیں۔ یہ ایک شخص تھے -

بنی قریوس
اور بنی قریوس بن غنم بن اُمیّہ بن لوذان بن سالم میں سے ابن ہشام کہتے ہیں قریوس بن غنم بھی کہا جاتا ہے
۱ - ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوس۔ یہی ایک شخص تھے -

بنی مرضخہ
اور بنی مرضخہ بن غنم بن سالم میں سے :-
۱ - مالک بن دخشم بن مرضخہ ایک ہی شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ مالک بن دخشم بن مالک بن دخشم بن مرضخہ بھی کہا جاتا ہے -

بنی لوذان ابن اسحاق کہتے ہیں بنی لوذان بن غنم بن سالم میں سے :۔
۱۔ ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔
۲۔ اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔
۳۔ اور عمرو بن ایاس (اہل یمن میں سے ان کے حلیف) یہ تین شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عمرو بن ایاس ورقہ اور ربیع کے بھائی تھے۔

بنی غصینہ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلی کی شاخ بنی غصینہ سے تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں غصینہ ان کی ماں تھی اور باپ ان کا عمرو بن عمارہ تھا۔
۱۔ مجذرہ بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ بن عمرو بن بیشرہ بن مشنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں قشر بن تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فران بھی کہا جاتا ہے اور مجذر کا نام عبداللہ ہے۔
۲۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور عباد بن خشخاش بن عمرو بن زمزمہ۔
۳۔ اور نحاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں بحات بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔
۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم۔
۵۔ لوگوں کا بیان ہے کہ بنی بہرا میں سے ان کا حلیف عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ بھی بدر میں شریک تھا۔ یہ پانچ شخص بدر میں شریک تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

بنی ساعدہ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ میں سے :۔
۱۔ ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ ہے۔
۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لودان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ یہ دو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں منذر بن عمرو بن لوذان بن خنیش ہے۔

بنی بدی ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی بدی میں سے :۔
۱۔ عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ ابو اسید مالک

ربیعہ بن بدری ۔

۲ ۔ اور مالک بن مسعود ۔ یہ دو شخص تھے ۔

بنی طریف

اور بنی طرف بن خزرج بن ساعدہ میں سے :-

۱ ۔ عبدربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف ایک شخص تھے ۔

قبیلۂ جُہینہ

اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلۂ جُہینہ سے تھے :-

۱ ۔ کعب بن حمار بن ثعلبہ ۔ ابن ہشام کہتے ہیں کعب بن حماز قبیلۂ غبشان سے تھا ۔

۲ ۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضمرہ

۳ ۔ اور زیاد

۴ ۔ اور عمرو کے بیٹے بسبس بھی شریک تھے ۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ عمرو اور زیاد بشر کے بیٹے تھے ۔

۵ ۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عامر قبیلۂ بلی سے ۔ یہ سب پانچ آدمی تھے ۔

بنی جشم

اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعید بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج پھر ان کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے :-

۱ ۔ خراش بن صمہ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام ۔

۲ ۔ اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام

۳ ۔ اور عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام

۴ ۔ خراش بن صمہ کے آزاد غلام تمیم

۵ ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۶ ۔ اور معاذ بن عمرو بن جموح

۷ ۔ اور معوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۸ ۔ اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۹ ۔ اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام

۱۰ ۔ اور حبیب بن اسود ان کے آزاد غلام

۱۱ ۔ اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام ۔ اور یہ ثعلبہ وہی شخص ہیں جن کو جذع بھی کہا جاتا ہے ۔

۱۲ ۔ اور عمیر بن حرث بن ثعلبہ بن حرث بن حرام ۔ یہ سب بارہ ۱۲ آدمی تھے ۔ ابن ہشام کہتے ہیں :

جموح بن کا یہاں ذکر ہوا۔ جموح بن زید حرام ہیں اور وہ جموح جو صمہ کے دادا ہیں وہ جموح بن حرام ہیں اور بعض کہتے ہیں صمہ بن عمرو بن جموح بن حرام اور عیین حرث بن لبدہ بن ثعلبہ ہیں۔

بنی عبید ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنسا بن سنان بن عبید میں سے :-

۱۔ بشر بن براء بن معرور بن صخر بن خنساء۔
۲۔ طفیل بن مالک بن خنساء
۳۔ اور طفیل بن نعمان بن خنساء
۴۔ اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء
۵۔ اور عبداللہ بن جد بن قیس بن صخر بن خنساء
۶۔ عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء
۷۔ جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء
۸۔ خارجہ بن حمیر
۹۔ اور عبداللہ بن حمیر (بنی دہمان کی شاخ بنی اشجع سے ان کے حلیف) یہ سب نو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہا جاتا ہے۔

بنی خناس ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی خناس بن سنان بن عبید سے :-

۱۔ یزید بن منذر بن سرح بن خناس
۲۔ معقل بن المنذر بن سرح بن خناس
۳۔ اور عبداللہ بن نعمان بن بلذمہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن بلذمہ بھی کہا جاتا ہے۔
۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن جبید بن عدی۔
۵۔ سواد بن زریق بن ثعلبہ بن جبید بن عدی۔ ابن ہشام کہتے ہیں سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔
۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعض کہتے ہیں معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔
۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم۔ یہ سب سات شخص تھے۔

بنی نعمان | بنی نعمان بن سنان بن عبید سے :-
۱ - عبداللہ بن عبدمنات بن نعمان -
۲ - جابر بن عبداللہ بن رئاب بن نعمان
۳ - خلیدہ بن قیس بن نعمان
۴ - اور ان کے آزاد غلام نعمان بن سنان - یہ چار شخص تھے -

بنی سواد بن غنم | اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمر بن غنم بن اسود سے - ابن ہشام کہتے ہیں سواد کا کوئی بیٹا غنم نام نہیں تھا -
۱ - ابو منذر یعنی یزید بن عامر بن حدیدہ
۲ - اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ
۳ - قطبہ بن عامر بن حدیدہ
۴ - اور عنترہ سلیم بن عمرو کا آزاد غلام - یہ چار شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان سے تھے -

بنی عدی بن نابی | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم سے :-
۱ - عبس بن عامر بن عدی -
۲ - ثعلبہ بن غنمہ بن عدی -
۳ - ابو الیسر یعنی کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد
۴ - سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس بن سواد
۵ - عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم
۶ - معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عدی بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر - یہ سب چھ اشخاص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد - اور ابن اسحاق نے جو معاذ بن جبل کا نسب بنی سواد کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ یہ ان میں سے نہیں ہیں - اس واسطے کہ یہ اُن میں رہتے تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بُت توڑے تھے وہ بنی سواد بن غنم ہی میں سے یہ لوگ ہیں معاذ بن جبل اور عبداللہ بن اُنیس اور ثعلبہ بن غنمہ -

بنی زریق اور بنی زریق عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن ازرق بھی کہا جاتا ہے :-

۱۔ قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن حصن بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابو خالد حرث بن قیس بن خالد بن مخلد ہے۔

۳۔ جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

۴۔ ابو عبادہ یعنی سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد

۵۔ ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

۶۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد

۷۔ اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔ یہ سات شخص تھے۔

بنی خالد اور بنی خالد بن عامر بن زریق سے :-

۱۔ عباد بن قیس بن عامر بن خالد ایک شخص تھے۔

بنی خلدہ بنی خلدہ بن عامر بن زریق سے :-

۱۔ سعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ

۲۔ اور فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں بسر بن فاکہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ

۴۔ ان کے بھائی عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

۵۔ مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی عجلان بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے :-

۱۔ رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان۔

۲۔ ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان

۳۔ عبید بن زید بن عامر بن عجلان۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی بیاضہ بنی بیاضہ بن عامر بن زریق سے :-

۱۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔

۲۔ فروہ بن عمرو بن ذوفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں دوفہ بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ۔

۴۔ اور رُحیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں رخیلہ بھی کہا جاتا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ

۶۔ اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔ یہ سب چھ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں علیفہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حبیب

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے :۔

۱۔ رافع بن معلی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن حبیب۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

بنی ثعلبہ

اور بنی نجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک بن نجار، پھران کی شاخ بنی ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :۔

۱۔ ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔ یہ ایک شخص تھے۔

بنی عسیرہ

بنی عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :۔

۱۔ ثابت بن خلد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ ایک شخص۔ ابن ہشام کہتے ہیں عشیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنی عمرو

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عبد عوف بن عوف بن غنم سے :۔

۱۔ عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔

۲۔ سراقہ بن کعب بن عبد العزیٰ بن غزیہ بن عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عبید

بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم سے :۔

۱۔ حارثہ بن نعمان بن زید بن عبید۔

۲۔ سلیم بن قیس بن قہد اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید ہے۔ یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید ہے۔

بنی عائذ

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم سے :۔

۱۔ سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔

۲۔ عدی بن زغباء (قبیلہ جہینہ سے ان کے حلیف) یہ دو شخص تھے۔

بنی زید بن ثعلبہ | بنی زید بن ثعلبہ بن غنم سے :-
۱۔ مسعود بن اوس بن زید۔
۲۔ ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔
۳۔ رافع بن حرث بن سواد بن زید۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی سواد بن مالک | بنی سواد بن مالک بن غنم سے :-
۱۔ عوف
۲۔ معوذ
۳۔ معاذ

حرث بن رفاعہ بن سواد کے تینوں بیٹے اور یہی عفراء کے بیٹے ہیں۔ عفراء ان کی ماں تھیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں عفراء بنت عُبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔ ابن ہشام کہتے ہیں رفاعہ بن حرث بن سواد بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ابن ہشام کہتے ہیں نعیمان بھی کہا جاتا ہے۔
۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن مخلد بن حرث بن سواد۔
۶۔ عبداللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن حرث بن سواد۔
۷۔ عصیمہ قبیلہ اشجع سے ان کے حلیف۔
۸۔ ودیعہ بن عمرو قبیلہ جہنیہ سے ان کے حلیف
۹۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔
۱۰۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حرث بن عفراء کے آزاد غلام ابوالحمراء بھی بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لہٰذا یہ سب دس افراد تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالحمراء حرث بن رفاعہ کے آزاد غلام تھے۔

بنی عتیک بن عمرو | بنی عامر بن مالک بن نجار کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول سے :-
۱۔ ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک۔
۲۔ سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک۔
۳۔ حرث بن صمہ بن عمرو بن عتیک مقام روحاء میں ان کے چوٹ لگ گئی تھی مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ لگایا تھا۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی قیس بن عبید | بنی مالک بن نجار جن کو بنی مذیلہ کہتے ہیں ان کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید

بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حذیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج ہے اور یہ معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار کی ماں تھی۔ اس سبب سے بنی معاویہ اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔

۱۔ ابی بن کعب بن قیس

۲۔ انس بن معاذ بن انس بن قیس۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی بن عمرو

بنی عدی بن عمرو بن مالک بن نجار سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہی لوگ بنی مغالہ بنت عوف بن عبد مناۃ بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ کہلاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مغالہ بنی زریق میں سے تھی اور یہ عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی ماں ہے اس سبب سے بنی عدی اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ اس قبیلہ میں سے :-

۱۔ اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

۲۔ ابو شیخ ابی بن ثابت۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو شیخ بن ثابت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو طلحہ یعنی زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ عدی۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی عدی بن عامر

اور بنی عدی بن نجار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہے :-

۱۔ حارثہ بن سراقہ بن حرث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

۲۔ عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور یہی ابو حکیم کہلاتے ہیں۔

۳۔ سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر۔

۴۔ ابو سلیط یہی اسیرہ بن عمرو ہیں۔ اور عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر ہے۔

۵۔ ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

۶۔ عامر بن امیہ بن زید بن حسحاس بن مالک بن عدی بن عامر۔

۷۔ محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر

۸۔ سواد بن غزیہ بن اہیب (قبیلہ بلی سے ان کے حلیف) یہ سب آٹھ آدمی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں سواد بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حرام بن جندب

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار سے :-

۱۔ ابوزید قیس بن سکن بن قیس بن زعور بن حرام۔

۲۔ ابوالاعور بن حرث بن ظالم بن عبس بن حرام۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالاعور حرث بن ظالم ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سلیم بن ملحان

۴۔ حرام بن ملحان اور ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام ہے۔ یہ چار شخص تھے۔

بنی عوف بن مبذول اور بنی مازن بن نجار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار سے:-

۱۔ قیس بن ابی صعصعہ اور ابی صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف ہے۔

۲۔ عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

۳۔ عصیمہ (بنی اسد بن خزیمہ سے ان کے حلیف) یہ سب تین شخص تھے۔

بنی خنساء بن مبذول بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن سے:-

ابو داؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء

۲۔ سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء یہ دو شخص تھے۔

بنی ثعلبہ بنی ثعلبہ بن مازن بن نجار سے:-

۱۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حرث بن ثعلبہ۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

بنی دینار بنی دینار بن نجار کی شاخ بنی مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار میں سے:-

۱۔ نعمان بن عبد عمرو بن مسعود

۲۔ ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

۳۔ سلیم بن حرث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار۔ یہ ضحاک اور نعمان کے شریک بھائی ہیں۔

۴۔ جابر بن خالد بن عبد الاشہل بن حارثہ۔

۵۔ سعد بن سہیل بن عبد الاشہل۔ یہ پانچ اشخاص تھے۔

بنی قیس بن مالک بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن نجار سے:-

۱۔ کعب بن زید بن قیس

۲۔ اور بجیر بن ابی بجیر ان کے حلیف یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بُجیر قبیلہ بنی عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان کی شاخ بنی عبد بن رواحہ میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں قبیلۂ خزرج سے یہ سب ایک سو ستر آدمی شریک تھے۔

دیگر اصحاب

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم بدر میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ قبیلۂ خزرج بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج سے :-

۱- عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان۔

۲- ملیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان۔

۳- عصمہ بن حُصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان۔

اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے :-

۴- ہلال بن معلّٰی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن امیہ بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب۔

اصحابِ بدر کی کُل تعداد

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں مہاجرین میں سے تراسی آدمی شریک تھے اور اوس میں سے اکسٹھ آدمی تھے اور خزرج میں سے ایک سو ستر آدمی تھے۔ چنانچہ یہ سب تین سو چودہ آدمی تھے جو بدر میں شریک ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔

باب ۹

مسلمان شہداء اور قریش کے مقتولین اور اسیر

شہدائے بدر

قبیلۂ قریش کی شاخ بنی مطلب بن عبدمناف سے :-

۱۔ عبیدہ بن حرث بن مطلب شہید ہوئے۔ ان کو عتبہ بن ربیعہ نے شہید کیا تھا مگر کسی کی تلوار سے ان کا ایک پیر کٹ گیا اور مقام صفرا میں انھوں نے انتقال فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہی ایک شخص ہیں۔

۲۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے عمیرؓ بن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ یہ سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔

۳۔ ذوالشمالین بن عبد بن عمرو بن نضلہ۔ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان سے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

۴۔ بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عاقل بن بکیر ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے۔

۵۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کے آزاد غلام مہجع ۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

۶۔ بنی حرث بن فہر سے صفوان بن بیضا ایک شخص۔ مہاجرین میں سے یہ چھ آدمی شہید ہوئے۔

۷۔ انصار میں سے بنی عمرو بن عوف سے سعد بن خیثمہ۔

۸۔ مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر یہ دو شخص شہید ہوئے

۹۔ بنی حرث بن خزرج سے یزید بن حرث جن کو ابن فسحم کہا جاتا ہے یہی ایک شہید ہوئے۔

۱۰۔ بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے عمیر بن حمام ۔ ایک شخص شہید ہوئے۔

۱۱۔ بنی حبیب بن عبدحارثہ بن مالک بن غضب بن جشم سے رافع بن معلی ایک شخص شہید ہوئے اور

۱۲۔ بنی نجار سے حارثہ بن سراقہ بن حرث ایک ہی شخص شہید ہوئے۔

۱۳۔ بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے عوف

۱۴۔ اور معوذ۔ اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے ہیں۔ انصار میں سے یہ آٹھ آدمی شہید ہوئے اور تمام مہاجرین اور انصار میں چودہ آدمی شہید ہوئے۔

مقتولین قریش بنی عبد شمس

قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ لوگ قتل ہوئے:

۱۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس اس کو حضورؐ کے آزاد غلام زیدؓ بن حارثہ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور زیدؓ تینوں شریک تھے۔

۲۔ حرث بن حضرمی اور

۳۔ عامر بن حضرمی (قریش کے حلیف) عامر کو عمارؓ بن یاسر نے قتل کیا اور حرث کو نعمان بن عصر نے جو اوس کے حلیف تھے قتل کیا۔

۴۔ ان کا آزاد کردہ غلام عمیر بن ابی عمیر

۵۔ اور اس کا بیٹا عمر بن ابی عمیر جس کو ابن ہشام کے بقول ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم نے قتل کیا۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا۔ عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کو زبیر ابن العوامؓ نے قتل کیا۔

۷۔ عاص بن سعید بن عاص بن اُمیہ کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۸۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ کو عاصم بن ثابت بن افلح نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ اس کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عتبہ بن شیبہ بن ربیعہ کو عبیدہؓ بن حرث بن مطلب نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کے قتل کرنے میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ بھی شریک تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

۱۱۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲۔ ان کے حلیف عامر بن عبداللہ کو جو بنی انمار میں سے تھا حضرت علیؓ ہی نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ بارہ شخص قتل ہوئے۔

بنی نوفل بن عبد مناف

بنی نوفل بن عبد مناف سے:-

۱۔ حرث بن عامر بن نوفل کو خبیبؓ بن اساف نے قتل کیا۔

۲۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہی دو شخص قتل ہوئے۔

بنی اسد بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی سے :-

۱ - زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو ثابت بن جذع نے قتل کیا تھا جو بنی حرام میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور علیؓ اور ثابتؓ شریک تھے۔

۲ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن زمعہ کو عمارؓ بن یاسر نے قتل کیا۔

۳ - عقیل بن اسود بن مطلب کو حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دونوں نے قتل کیا۔

۴ - ابو البختری عاص بن ہشام بن حرث بن اسد کو مجذر بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو البختری عاص بن ہاشم ہے۔

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور نوفل بن خویلد بن اسد یعنی ابن عدویہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور یہ نوفل وہ شخص ہے جس نے حضرت صدیقؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ کو جب یہ دونوں اسلام لائے تو ایک رسی میں باندھ دیا تھا یہ شخص شیاطین قریش میں سے تھا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی عبد الدار بنی عبد الدار بن قصی میں سے :-

۱ - نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار کو حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقام صفراء میں قتل کیا جبکہ یہ قید تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے نضر بن حرث بن کلاہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔

۲ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن ملیص کو حضرت ابو بکرؓ کے آزاد غلام بلالؓ بن رباح نے قتل کیا تھا اور یہ زید بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے بنی عبد الدار کا حلیف تھا۔ اور بعض کہتے ہیں زید کو مقدادؓ بن عمرو نے قتل کیا ہے۔

بنی تیم بن مرہ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی تیم بن مرہ سے :-

۱ - عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو حضرت علیؓ نے قتل فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں عبد الرحمنؓ بن عوف نے قتل کیا۔

۲ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب کو صہیبؓ بن سنان نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی مخزوم بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے :-

۱ - ابو جہل بن ہشام اس کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اس پر معاذ بن جموح نے ایک ضرب تلوار کی ماری جس سے اس کا ایک پیر کٹ گیا۔ پھر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ پر ایک وار کیا جس سے معاذ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر معوذ بن عفراء نے ابوجہل کا کام تمام کیا اور زندگی کی کچھ رمق اس میں باقی چھوڑ کر معوذ چلے گئے۔ ان کے بعد عبداللہؓ بن مسعود نے اس کا سر جدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔

۲ - عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا۔

۳ - یزید بن عبداللہ جو بنی تمیم میں سے ان کا حلیف تھا اور بہت بہادر شخص تھا اس کو عمارؓ بن یاسر نے قتل کیا۔

۴ - ابو مسافع اشعری کو ابودجانہ ساعدی نے قتل کیا۔

۵ - اور حرملہ بن عمرو کو خارجہؓ بن زید بن ابی زہیر نے قتل کیا۔ خارجہ بنی خزرج میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں حرملہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرملہ بن اسد ہے۔

۶ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور مسعود بن ابی امیہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۷ - ابو قیس بن ولید بن مغیرہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۸ - ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عمار بنؓ یاسر نے قتل کیا۔

۹ - رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سعد بن ربیع خزرجی نے قتل کیا۔

۱۰ - منذر بن ابی رفاعہ کو معن بن عدی بن جد بن عجلان نے قتل کیا اور معن بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

۱۱ - عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائذ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲ - سائب بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو زبیرؓ بن عوام نے قتل کیا۔

۱۳ - اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۱۴ - حاجب بن سائب بن عویمر بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں عائذ بن عمران بن مخزوم ہے اور بعض حاجز بن سائب بھی کہتے ہیں۔

۱۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عویمر بن سائب بن عویمر کو نعمان بن مالک قوقلی نے قتل کیا۔

۱۶ - عمرو بن سفیان اور

۱۷ - جابر بن سفیان (قبیلہ طے سے ان کے حلیف) عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا اور جابر کو ابوبردہ بن نیار نے قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس قبیلہ کے یہ سب سترہ آدمی تھے۔

بنی سہم | بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی سے :-

۱ - منبہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کو ابوالیسر نے قتل کیا۔

۲ - اس کے بیٹے عاص بن منبہ بن حجاج کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۳ - بنیہ بن حجاج بن عامر کو حضرت حمزہؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۴ - ابوالعاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ نعمان بن مالک قوقلی نے اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہؓ نے قتل کیا۔

۵ - عاصم بن ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سہم کو ابوالیسر سلمیؓ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی جمح | بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی سے :-

۱ - اُمیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح کو بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو معاذؓ بن عفرا اور خارجہؓ بن زید اور حبیبؓ بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

۲ - اس کے بیٹے علی بن اُمیہ بن خلف کو عمارؓ بن یاسر نے قتل کیا۔

۳ - اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو حصین بن حارث بن مطلب اور عثمان بن مظعون نے مل کر قتل کیا ہے۔ اس قبیلہ کے یہ تین شخص تھے۔

بنی عامر بن لوئی | بنی عامر بن لوئی سے :-

۱ - معاویہ بن عامر (ان کے حلیف بنی عبدالقیس سے) اس کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اس کو قتل کیا۔

۲ - معبد بن وہب (بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث سے ان کا حلیف) اس کو بکیر کے دونوں بیٹوں خالد اور ایاس نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ ابودجانہؓ نے قتل کیا۔

مقتولین کی تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں کفار کے کل مقتولوں کی تعداد ہم کو پچاس معلوم ہوئی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابوعبیدہ نے ابی عمرو سے روایت کیا ہے کہ بدر میں ستر کافر قتل ہوئے۔ اور یہی قول ابن عباسؓ اور سعید بن مسیب کا ہے اور کتاب اللہ کی اس آیت کا بھی یہی مطلب ہے اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا (۳ : ۱۶۵) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُحد کی جنگ میں جو تم کو مصیبت پہنچی ہے یعنی ستر مسلمان شہید ہوئے تو تم اس سے دوگنا حاصل کر چکے ہو یعنی بدر میں تم نے ستر مشرک قتل کئے اور ستر کو قید کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان ستر میں سے وہ

لوگ یہ ہیں جن کو ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا ہے ۔

دیگر مقتولین | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-

۱ ۔ وہب بن حرث جو بنی انمار میں سے ان کا حلیف تھا ۔

۲ ۔ عامر بن زید (اہل یمن سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے :-

۳ ۔ عقبہ بن زید (ان کا حلیف اہل یمن سے)

۴ ۔ اور عمیر ان کا آزاد غلام ۔ یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

بنی عبد الدار بن قصی میں سے :-

۵ ۔ نبیہ بن زید بن ملیص

۶ ۔ عبید بن سلیط (بنی قیس سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

بنی تیم بن مرہ سے :-

۷ ۔ مالک بن عبید اللہ بن عثمان (طلحہ بن عبید اللہ کا بھائی) یہ قید کیا گیا تھا ۔ پھر قید ہی میں مر گیا ۔ اور مقتولوں میں شمار کیا گیا ۔

۸ ۔ کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عبید اللہ بن جدعان بھی قتل ہوا ۔ یہ دو شخص قتل ہوئے ۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ سے :-

۹ ۔ حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ۔

۱۰ ۔ ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان نے قتل کیا ۔

۱۱ ۔ زہیر بن ابی رفاعہ کو ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا ۔

۱۲ ۔ سائب بن ابی رفاعہ کو عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا ۔

۱۳ ۔ عائذ بن سائب بن عویمر قید کیا گیا تھا جب فدیہ دیکر چھوٹ گیا تو مکہ جاتے ہوئے راستہ میں زخم کے سبب جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لگایا تھا مر گیا ۔

۱۴ ۔ عمیر قبیلہ بنی طے سے ان کا حلیف تھا ۔

۱۵ ۔ خیار قبیلہ بنی قارہ سے ان کا حلیف تھا ۔ یہ سب سات شخص تھے ۔

۱۶ ۔ بنی جمح بن عمرو سے سبرہ بن مالک ان کا حلیف بھی ایک شخص تھا اور بنی سہم بن عمرو سے

۱۷ ۔ حرث بن منبہ بن حجاج کو صہیب بن سنان اور

۱۸ ۔ عامر بن ابی عوف بن ضبیرہ (عاصم بن ضبیرہ کے بھائی) کو عبد اللہ بن سلمہ عجلانی نے قتل کیا ۔ اور

بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص تھے۔

اسیرانِ بنی ہاشم

قریش کی شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف سے یہ لوگ قید کئے گئے :-

۱۔ حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالب۔

۲۔ نوفل بن حرث بن عبد المطلب

بنی مطلب

بنی مطلب بن عبد مناف سے :-

۱۔ سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب۔

۲۔ نعمان بن عمرو بن علقمہ بن مطلب۔ یہ دو ہی شخص قید ہوئے۔

بنی عبد شمس

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-

۱۔ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔

۲۔ حرث بن ابی وجرہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔

۳۔ ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس۔

۴۔ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد شمس اور ان کے حلفاء میں سے۔

۵۔ ابو ریشہ بن ابی عمرو

[illegible]

۶۔ عقبہ بن عبد الحرث بن حضرمی۔ یہ سات شخص قید ہوئے تھے۔

بنی نوفل

بنی نوفل بن عبد مناف سے :-

۱۔ عدی بن خیار بن عدی بن نوفل۔

۲۔ عثمان بن عبد شمس۔ بنی مازن بن منصور میں سے :- غزوان بن جابر کا بھتیجا

۳۔ ابو ثور ان کا حلیف یہ تین شخص تھے۔

بنی عبد الدار

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے :-

۱۔ ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

۲۔ اسود بن عامر ان کا حلیف۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسد بن عامر بن حرث بن سباق کی اولاد ہیں۔

بنی اسد

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے :-

۱۔ سائب بن ابی حبیش بن مطلب بن اسد۔

۲۔ حویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ حرث بن عائذ بن عثمان بن اسد ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا حلیف سالم بن شماخ۔ یہ تین شخص قید ہوئے تھے۔

بنی مخزوم اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے :-

۱۔ خالد بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

۲۔ امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ

۳۔ ولید بن ولید بن مغیرہ

۴۔ عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۵۔ صیفی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۶۔ ابوالمنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۷۔ ابوعطاء عبداللہ بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۸۔ مطلب بن حنطب بن حرث بن عبید بن عمر بن مخزوم

۹۔ اور ان کا حلیف خالد بن اعلم اور یہی وہ شخص ہے جو قریش کے لشکر میں سب سے پہلے بھاگا تھا۔ یہ سب نو آدمی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور خالد بن اعلم بن خزاعہ سے اور بعض کہتے ہیں بنی عقیل سے تھا۔

بنی سہم بن عمرو ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی سے :-

۱۔ ابووداعہ بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم اس قیدی کا سب سے پہلے فدیہ آیا تھا اور اس کے بیٹے مطلب بن ابی وداعہ نے اس کو چھڑایا تھا۔

۲۔ فردہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم

۳۔ حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعد بن سہم

۴۔ حجاج بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ یہ چار شخص تھے۔

بنی جمح بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے :-

۱۔ عبداللہ بن ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

۲۔ ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح۔

۳۔ امیہ بن خلف کا آزاد غلام فاکہ جس کا رباح بن مغترف نے دعویٰ کیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ یہ بنی شماخ بن محارب بن فہر سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ فاکہ بن جرول بن حذیم بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب بن فہر ہے۔

۴۔ وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔
۵۔ ربیعہ بن دراج بن علبس بن اُہبان بن وہب حذافہ بن جمح۔ اس قبیلے کے پانچ شخص قید ہوئے۔

بنی عامر بن لوئی

بنی عامر بن لوئی سے :-
۱۔ سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوّد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر
اس کو مالک بن دخشم انصاری نے قید کیا تھا۔
۲۔ عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدوّد بن نصر بن مالک۔
۳۔ عبدالرحمٰن بن مشنوء بن وقدان بن قیس بن عبد شمس۔ یہ تین شخص قید ہوئے۔

بنی حرث بن فہر

بنی حرث بن فہر سے :-
۱۔ طفیل بن ابی قنیع
۲۔ عتبہ بن عمرو بن جحدم۔ یہ دو ہی شخص گرفتار کئے گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب قیدی جن کے نام ہم کو معلوم ہوئے ہیں تینتالیس شخص ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان میں ایک ایسا شخص بھی مذکور ہوا ہے جس کا نام میں نے بیان نہیں کیا اور وہ قیدی جن کو ابن اسحاق نے بیان نہیں کیا۔ یہ ہیں :-

دیگر اسیران قریش

بنی ہاشم بن عبد مناف سے :-
۱۔ عقیبہ، بنی فہر سے ان کا حلیف یہی ایک شخص ہے۔ اور بنی مطلب بن عبد مناف سے :-
۲۔ عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور
۳۔ اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور
۴۔ اس کا بیٹا یہ تین شخص ہیں۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے۔
۵۔ خالد بن اُسید بن ابی العیص
۶۔ عاص بن اُمیہ کا آزاد غلام ابوالعریض یسار۔ یہ دو شخص قید ہوئے۔ بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص
۷۔ نبہان ان کا آزاد کردہ غلام۔
۸۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حرث۔ ایک ہی شخص قید ہوا۔
۹۔ بنی عبدالدار بن قصی سے عقیل ان کا حلیف جو یمن کا رہنے والا تھا ایک ہی شخص ہے۔
۱۰۔ اور بنی تیم بن مُرّہ سے مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم۔

۱۱۔ اور جابر بن زُبیران کے حلیف قید ہُوئے۔

۱۲۔ بنی مخزوم بن یقظہ بن مُرّہ سے قیس بن سائب ایک شخص قید ہُوا۔ اور بنی جمح بن عمرو میں سے۔

۱۳۔ عمرو بن ابی خلف

۱۴۔ ابو اہم بن عبداللہ ان کا حلیف

۱۵۔ ایک اور ان کا حلیف تھا اس کا نام مجھ کو یاد نہیں رہا اور امیہ بن خلف کے دو آزاد غلام تھے۔

۱۶۔ ایک نسطاس اور

۱۷۔ دوسرا ابو رافع۔ یہ سب چھ شخص قید ہوئے۔

۱۸۔ بنی سہم بن عمرو سے اسلم نُبیہ بن حجاج کا آزاد غلام ایک شخص قید ہُوا۔ بنی عامر بن لوئی سے :۔

۱۹۔ حبیب بن جابر اور

۲۰۔ سائب بن مالک دو شخص قید ہوئے۔ اور بنی حرث بن فہر سے

۲۱۔ شافع اور

۲۲۔ شفیع (ان کے دونوں حلیف اہلِ یمن سے) قید ہوئے۔

٭

اس کتاب کا مترجم سید یٰسین علی نظامی حسنی خواہرزادۂ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ حضرات ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ مصنف نے اس مقام پر چند قصائد اور اشعار جو واقعۂ بدر کے متعلق کہے گئے نقل کئے ہیں۔ میں اُن میں سے صرف ایک حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے قصیدے کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو میرے خیال میں تمام قصائد کا خلاصہ اور اسلامی جوش و خروش اور دینی غیرت و حمیت سے لبریز ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق فرمایا ؎

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَبْلٰى رَسُوْلَهٗ ۔۔۔ بَلَاءَ عَزِيْزٍ ذِيْ اقْتِدَارٍ وَّذِيْ فَضْلِ

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے رسول کی آزمائش کی۔ آزمائش غالب قدرت والے اور فضل والے کی۔

بِمَا أَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ ۔۔۔ فَلَاقَوْا هَوَانًا مِّنْ إِسَارٍ وَّمِنْ قَتْلِ

ت:۔ اس طرح سے کہ کفار کو ذلت و خواری نصیب کی۔ چنانچہ قید اور قتل کی مصیبت میں وہ گرفتار ہوئے۔

فَأَمْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهٗ ۔۔۔ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

ت:۔ اور رسول اللہ غالب اور منصور ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللّٰهِ مُنْزَلٍ ۔۔۔ مُبَيَّنَةٌ آيَاتُهُ لِذَوِي الْعَقْلِ

ترجمہ:- پھر وہ خدا کے پاس سے فرقان نازل شدہ لائے جس کی آیتیں اہلِ عقل کے واسطے روشن اور ظاہر ہیں۔

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذٰلِكَ وَأَيْقَنُوا ۔۔۔ فَأَمْسَوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ مُجْتَمِعِي الشَّمْلِ

ترجمہ:- بہت سے لوگ اس پر ایمان لائے اور یقین کیا تو خدا کے شکر سے اُن کی پریشانی دُور ہو کر وہ مجتمع ہو گئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوبُهُمْ ۔۔۔ فَزَادَهُمْ ذُو الْعَرْشِ خَبْلًا عَلَى خَبْلِ

ترجمہ:- اور جن لوگوں نے انکار کیا اُن کے دل گمراہ ہو گئے پھر خدا نے انکی دیوانگی اور گمراہی کو اور زیادہ کر دیا

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُولَهُ ۔۔۔ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ أَحْسَنُ الْفِعْلِ

ترجمہ:- اور اپنے رسولؐ کو بدر کے روز اُن پر غالب کیا اور اُن لوگوں کو جو جنگجو رسول کے ساتھ تھے جن کے کام نہایت پسندیدہ ہیں۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْا بِهَا ۔۔۔ وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجَلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

ترجمہ:- اور اُن کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی تلواریں تھیں جن کو اُنہوں نے مضبوط پکڑ رکھا تھا اور خوب جلاء [illegible] پر صیقل کی تھی۔

فَكَمْ تَرَكُوا مِنْ نَاشِئٍ ذِي حَمِيَّةٍ ۔۔۔ صَرِيعًا وَمِنْ ذِي نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلِ

ترجمہ:- پس ان میں سے بہت سے حمیت والے حملہ آوروں اور جوان بہادروں کو انہوں نے مار کر ڈال دیا۔

تَبِيتُ عُيُونُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمِ ۔۔۔ تَجُودُ بِأَسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ

ترجمہ:- جن پر رونے والیوں کی آنکھیں مینہ کی جھڑی کی طرح سے آنسو برساتی ہیں۔

نَوَائِحُ تَنْعَى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ ۔۔۔ وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعَى أَبَا جَهْلِ

ترجمہ:- رونے والیاں عتبہ نامراد اور اُس کے بیٹے کو روتی ہیں اور شیبہ کو روتی ہیں اور ابوجہل کو روتی ہیں۔

تَرَى مِنْهُمْ فِي بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةً ۔۔۔ ذَوِي نَجَدَاتٍ فِي الْحُرُوبِ وَفِي الْمَحْلِ

ترجمہ:- بدر کے گڑھے میں تو ان میں سے ایک جماعت کو دیکھے گا جو جنگ کے موقعوں میں بڑے بہادر تھے۔

باب ۱۹

غزوات اور سرایا

غزوۂ بنی سلیم

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے غزوہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان یا شوال میں فارغ ہوئے اور اس کے بعد صرف سات شب مدینہ میں قیام کیا۔ پھر بنی سلیم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کا عامل سباع بن عرفطہ غفاری اور ابن ام مکتوم کو بنایا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آپ اس قوم کے ایک کنوئیں پر پہنچے جس کا نام کدر تھا۔ تین شب وہاں قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اس سفر میں کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور شوال کے باقی مہینہ اور ذی قعدہ کے سارے مہینے مدینہ ہی میں قیام فرمایا اور ان قیدیوں کو رہا کیا جو بدر سے آئے تھے۔

غزوۂ سویق

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوسفیان بدر سے بھاگ کر مکہ پہنچا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمدؐ سے جنگ نہ کر کے اپنے بدلے نہ لے گا نہ سر میں تیل ڈالے گا نہ غسل جنابت کرے گا۔ پھر آخر یہ اپنی قسم پوری کرنے کی خاطر قریش کے دو سو سوار لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام صدر قناۃ میں جو ایک پہاڑ کے قریب ہے جس کو تیب کہتے ہیں جا کر اترا یہ مقام مدینہ سے ایک منزل کے قریب فاصلہ پر ہے اور رات کو ابوسفیان مدینہ کے اندر بنی نضیر کے محلہ میں حی بن اخطب کے مکان پر آیا اور دستک دی۔ مگر حی بن اخطب نے دروازہ نہ کھولا۔ تب ابوسفیان سلام بن مشکم کے پاس گیا۔ یہ اس وقت بنی نضیر کا سردار تھا اور اس کی قوم کا خزانہ بھی اس کے پاس رہتا تھا۔ اس نے ابوسفیان کی دعوت کی اور خوب کھلایا پلایا۔

ابوسفیان کا ظلم

اس کے بعد ابوسفیان اسی رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ مدینہ کے ایک کنارہ کی طرف آئے جس کا نام عریض ہے۔ یہاں ایک انصاری کی کھیتی اور کھجوروں کے چند درخت تھے۔ ان میں ان شیطانوں نے آگ لگا دی اور ان انصاری کو ان کے ساتھی سمیت سوتے ہوئے شہید کیا اور پھر

وہاں سے بھاگ گئے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپؐ نے فوراً بشیر بن عبدالمنذر کو مدینہ میں نائب مقرر کر کے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ مقام قرقرۃ الکدر تک تلاش کرتے ہوئے آئے مگر ابوسفیان ایسا بھاگا تھا کہ اس کا کہیں پتہ نہ چلا اور راستہ میں ابوسفیان کے ساتھی بھاگنے کی بے تابی میں اپنے ڈھیر سارے ستّو پھینک گئے تھے وہ سب مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لئے اسی سبب سے اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق ہُوا۔ جب واپس ہُوئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بھی ہمارے لئے غزوہ ہے یعنی اس کا بھی ہم کو ثواب ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں۔

غزوۂ ذی امر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ سویق سے واپس آئے تو ذوالحجہ کا باقی مہینہ آپؐ نے مدینہ میں گذارا۔ پھر نجد کی طرف بنی غطفان پر جہاد کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے اور عثمانؓ بن عفان کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور نجد میں صفر کے تمام مہینہ قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور ربیع الاوّل کا مہینہ مدینہ میں گذرا۔

غزوۂ بحران

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی جنگ کے ارادہ سے مدینہ سے کوچ فرمایا اور ابن مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔ یہاں تک کہ آپ مقام بحران میں جو حجاز کے اندر فرع کے کنارہ پر واقع ہے پہنچے یہاں آپ نے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ پورے دو مہینہ قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔

غزوۂ بنی قینقاع

اس واقعہ کی ابتدا اس طرح ہُوئی کہ پہلے سُوق بنی قینقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قوم سے جو یہودی تھی فرمایا کہ اے معشر یہود اللہ سے ڈرو کہیں تم پر بھی وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہُوا۔ تم اسلام قبول کرلو کیونکہ تم نے مجھ کو ان علامات کے مطابق پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لے لیا ہے۔ ان یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ اے محمد تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ وہ لوگ لڑائی کے فنون سے بالکل ناواقف اور جاہل تھے اُن پر تم نے غلبہ پالیا۔ واللہ! تم نے اگر ہم سے جنگ کی تو تم کو ہماری کیفیت معلوم ہوگی کہ ہم کیسے ہیں۔

واقعہ سے متعلق آیات

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیات اسی کے

متعلق نازل ہوئی ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

"کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنم اور بُرے ٹھکانے کی طرف جمع کئے جاؤ گے تمہارے لئے ان دو گروہوں میں ایک نشانی ہے جو باہم جنگ کر رہے تھے۔ ایک راہِ خدا میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے سے دُگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بیشک اس میں اہلِ نظر کے لئے عبرت ہے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قینقاع کے یہود نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو عہد کیا تھا اُسے توڑ کر جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یہ جنگ بدر اور اُحد کے واقعوں کے درمیان ہوئی ہے۔

یہود کی شرارتیں

ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ عرب کی ایک عورت بازار بنی قینقاع میں کوئی چیز لے کر آئی اور اُس کو فروخت کر کے ایک سنار کی دُکان پر بیٹھ گئی۔ یہود نے عورت کا چہرہ بے نقاب کرانا چاہا۔ عورت نے انکار کیا۔ سُنار نے عورت کے ساتھ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی۔ جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اُس کا ستر کھل گیا۔ یہودی ہنسنے لگے اور اُس عورت کی خوب ہنسی اُڑائی۔ عورت نے شور مچایا۔ ایک مسلمان نے آ کر اُس سنار کو جو یہودی تھا قتل کر دیا۔ یہودیوں نے ہجوم کر کے اُس مسلمان کو شہید کیا۔ اس مسلمان کے اقرباء نے فریاد کی۔ تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا بازار گرم ہوا۔

عبداللہ بن اُبی کی گستاخی

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان یہودیوں کا محاصرہ فرمایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپؐ کی اطاعت قبول کی۔ اُس وقت عبداللہ بن اُبی بن سلول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا اے محمدؐ میرے موالی کے ساتھ احسان کیجئے اور یہ سب بنی خزرج کے حلفاء تھے۔ آنحضرتؐ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ رسول اللہؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپؐ کی زرہ کا دامن پکڑ لیا۔ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا چھوڑ دے اور آپؐ کا چہرۂ مبارک غصہ کا رے سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا خرابی ہو تجھ کو میرا دامن چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب

ملک آپ میرے موالی کی جان بخشی کر کے ان پر احسان نہ فرمائیں گے ان میں چار سو حاسر[1] اور تین سو دارع ہیں اور ایسے بہادر ہیں کہ کسی کی جنگ سے نہیں ڈرتے مگر آپ ان کو ایک دن میں قتل کر دیں گے مجھ کو یہی اندیشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا ان کو تجھے بخشا۔ عبداللہ بن ابی خوش ہو کر چلا آیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس محاصرہ میں نبی کریمؐ کے پندرہ روز صرف ہوئے اور مدینہ میں آپؐ نے بشیر بن عبدالمنذرؓ کو نائب مقرر کیا تھا۔

خدا اور رسولؐ سے محبت

ابن اسحاق کہتے ہیں عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب بنی قینقاع سے جنگ ہوئی عبداللہ بن اُبی بن سلول ان کے کام کی چارہ جوئی میں کھڑا ہوا اور عبادہ بن صامت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جیسا کہ عبداللہ بن ابی یہود کا حلیف تھا اسی طرح عبادہؓ بن صامت بھی یہود کے حلیف تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہوں اور یہودیوں سے جو میرے حلیف تھے اُن کی براءت ظاہر کرتا ہوں۔ اور اُن سے میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

آیاتِ قرآنی

راوی کہتا ہے عبداللہ بن اُبی بن سلول اور عبادہ بن صامت کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ہیں :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۞ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۔ (۵ : ۵۲-۵۳)

"اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو اور جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہے بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اے رسولؐ تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی منافقوں کو جیسے عبداللہ بن اُبی کے) کہ دوڑتے ہیں یہودیوں کی محبت میں اور کہتے ہیں ہم زمانہ کی گردش سے ڈرتے

---

[1] حاسر یعنی غیر زرہ پوش اور دارع زرہ پوش

ہیں۔ قریب ہے کہ خدا اپنے رسول کو فتح عنایت کرے یا یہود کے قتل کرنے کا حکم دے تب یہ لوگ یہود کی محبت پر جس کو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے نادم ہوں گے اور مسلمان آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور کی قسمیں کھاتے تھے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔"

سریہ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ کے بعد سے قریش نے ملک شام کے سفر کے لئے مدینہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا اور عراق کا راستہ اختیار کیا تھا چنانچہ اس دفعہ قریش کے بہت سے سوداگر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا بہت سا مال تجارت جس میں بہت سی چاندی بھی تھی لے کر جا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلہ کی خبر پہنچی۔ آپ نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو اس قافلہ کے لئے روانہ فرمایا اور نجد کے مقام قردہ میں زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کی اس قافلہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس قافلہ والوں نے فرات بن حیان نامی ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں فرات بن حیان بنی عجل میں سے بنی سہم کا حلیف تھا۔ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے اس قافلہ کا مقابلہ کیا۔ قافلہ والے سب بھاگ گئے۔ کوئی اُن میں سے گرفتار یا قتل نہیں ہوا۔ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے وہ سب مال مدینہ میں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

باب ۹۲

کعب بن اشرف یہودی کا قتل

کعب کی اسلام دشمنی

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بدر میں مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں فتح کی خوش خبری پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا اور ان لوگوں نے مدینہ میں آکر سارا واقعہ بیان کیا تو کعب بن اشرف کو جب خبر ہوئی کہنے لگا کہ کیا یہ دونوں شخص جو بیان کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ محمدؐ نے فلاں فلاں لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ لوگ اشرافِ عرب اور سردارانِ اہلِ مکہ تھے ان کا محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یہ بات سچ ہے کہ یہ لوگ محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو زمین کا پیٹ جس میں یہ لوگ سمائے ہیں زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے اور پھر جب اس دشمن خدا یعنی کعب بن اشرف کو اس واقعہ کا پورا الیقین ہو گیا تب یہ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر مطلب بن حاعہ بن ضبیرہ سہمی کے پاس ٹھہرا۔

مطلب کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف نے اس کی بہت خاطر کی اور اس نے وہاں بدر کے مقتولوں پر رونا اور قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر اُبھارنا اور اسی قسم کے اشعار اُن کو سنانے شروع کئے۔

مسلمانوں کی دل آزاری

بعد ازاں یہ مدینہ چلا آیا اور چونکہ نہایت خبیث اور بدطینت شخص تھا اکثر عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اس بات کی اور بہت سی باتوں کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایات پہنچیں۔ آپ نے صحابہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو ابن اشرف کو قتل کر سکے۔ محمدؓ بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا بس تم ہی اس کام کو انجام دو اگر تم سے ہو سکے۔

محمدؓ بن مسلمہ کی منصوبہ بندی

محمدؓ بن مسلمہ اپنے گھر آئے اور تین روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہ خبر نبی کریمؐ کو پہنچی تو آپ نے اُن کو بلا کر نہ کھانے کا سبب دریافت

فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ سے ایسی بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں اس کو پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ذمہ صرف کوشش ہے۔ محمدؐ بن سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اس معاملہ میں مشورہ کرنا ضروری ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم جو چاہو مشورہ کرو تم کو اس کی اجازت ہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے مشورہ کر کے چار اور آدمی اس کام میں اپنے ساتھ شریک کئے۔ ایک ابو نائلہ سلکان بن سلامہ بن وقش اشہلی یہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی بھی تھے اور دوسرے عباد بن بشر بن وقش اشہلی اور تیسرے حرث بن اوس بن معاذ اشہلی اور چوتھے ابو عبس بن جبیر بن حارثہ۔

ابو نائلہ کی کعب سے ملاقات اور گفتگو

پھر ان چاروں نے پہلے ابو نائلہ کو کعب بن اشرف کے پاس بھیجا۔ ابو نائلہ نے اس کے پاس جا کر پہلے تو ادھر ادھر کی کچھ باتیں کیں اور کچھ اشعار بھی سنائے کیونکہ ابو نائلہ شاعر بھی تھے۔ پھر اس سے کہا اے کعب بن اشرف میں تو تیرے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا تھا۔ تو پہلے اس کو سن لے۔ کعب نے کہا کہو کیا کام ہے؟ ابو نائلہ نے کہا بات یہ ہے کہ جب سے یہ شخص محمدؐ ہمارے ہاں آئے ہیں طرح طرح کی مصیبتیں اور بلائیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ہمارے راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں یہاں تک کہ ہم لوگ تو بھوکے مر گئے اور فاقوں کے مارے ہم میں دم نہیں ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا۔ اے ابو نائلہ میں تجھ سے پہلے کہا کرتا تھا کہ ایسا ہو گا سو وہی ہوا۔ ابو نائلہ نے کہا اب میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم کچھ کھانے پینے کو ہمیں دو اور اس کے بدلے ہماری چیزیں رہن رکھ لو۔

کعب کی بد فطرتی

کعب بن اشرف نے کہا کیا تم اپنی اولاد میرے پاس رہن رکھو گے۔ ابو نائلہ نے کہا اس بات سے ہماری رسوائی ہو گی اور میرے ساتھ اور بھی لوگ ہیں جو قرض لینا چاہتے ہیں اور میں اُن کو تمہارے پاس لانے والا ہوں تاکہ اُن کو بھی تم دو اور احسان کرو۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر تم اولاد کو رہن نہیں رکھتے ہو تو اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ ابو نائلہ نے کہا ہم تمہارے پاس اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں۔ تم ایک نہایت نوجوان آدمی ہو۔ ہاں ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھتے ہیں اور اُن ہتھیاروں کی قیمت تمہاری رہن کی رقم کے لئے کافی ہو گی۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر ایسا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور ابو نائلہ نے ہتھیاروں کا ذکر اس واسطے کیا تھا تاکہ کعب بن اشرف اُن لوگوں کو مسلح دیکھ کر خوف زدہ نہ ہو۔

چاروں افراد کی روانگی

غرضیکہ ابونائلہ یہ باتیں کرکے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کعب بن اشرف سے جو باتیں ہوئی تھیں اُن سے بیان کیں۔ پھر یہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے اور آپؐ ان کو لے کر بقیع غرقد میں تشریف لائے۔ پھر اُن لوگوں سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر تم لوگ جاؤ اور دُعا کی کہ اے خدا ان کی مدد فرما اور آنحضرتؐ ان کو رخصت کرکے اپنے دولت خانہ میں تشریف لے آئے۔ یہ لوگ کعب بن اشرف کے مکان پر پہنچے اور ابونائلہ نے اُس کو آواز دی۔ اِس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اپنے لحاف کو اوڑھے ہوئے یہ باہر آنے لگا۔ اس کی بیوی مانع ہوئی اور کہنے لگی تو ایک جنگ جُو آدمی ہے اور جو لوگ جنگ جُو ہوتے ہیں وہ اِس وقت باہر نہیں جاتے ہیں۔ اُس نے کہا مجھ کو ابونائلہ نے آواز دی ہے اگر اُس کو یہ خبر ہوتی کہ میں سو رہا ہوں تو مجھ کو نہ جگاتا۔ اب مجھ کو جانا ضروری ہے۔ عورت نے کہا مجھ کو اس کی آواز سے بدی معلوم ہوتی ہے مگر کعب نے عورت کی بات کی کچھ پرواہ نہ کی اور سیدھا مکان سے نکل کر چلا آیا اور تھوڑی دیر ان لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔

ابونائلہ نے کہا اے کعب چلو ہم تم ذرا اِس چاندنی رات میں فلاں مقام پر بیٹھ کر کچھ باتیں کریں تو بڑا لطف حاصل ہوگا۔ کیونکہ اس وقت عجیب کیفیت ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا تمہاری مرضی چلو کیا مضائقہ ہے۔

کعب کا قتل

پھر یہ لوگ آہستہ آہستہ اُس طرف کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابونائلہ نے کعب بن اشرف کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر سونگھا اور کہا کیا اچھی خوشبو ہے ایسی خوشبو تو میں نے کبھی نہیں سونگھی اور پھر اسی طرح سے کئی بار کیا۔ پھر تھوڑی دُور جا کر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ساتھیوں سے کہا کہ دشمنِ خدا کو خوب مارو۔ انہوں نے تلواریں مارنا شروع کیں۔ مگر لحاف کے سبب سے تلواروں نے اُس پر اثر نہ کیا اور دشمنِ خدا نے ایسا شور مچایا کہ تمام محلہ کے گھروں میں اُس کی آواز پہنچی۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کام نہیں کرتیں تب میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر رکھ کر ایسا زور مارا کہ وہ پشت سے نکل گئی اور دشمن خدا ہلاک ہوا اور ہماری تلواروں ہی میں سے ایک تلوار سے حرث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پیر میں زخم لگ گیا۔ ہم لوگ تو وہاں سے بھاگ آئے اور بنی اُمیّہ بن زید اور بنی قریظہ کے محلوں سے گزر کر حرۃ العریض میں آکر ہم نے دم لیا اور حرث بن اوس کی راہ دیکھتے رہے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی ہم سے آملے۔

رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضری

ہم اُن کو اپنے اوپر لاد کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آخر رات کا وقت تھا اور آپؐ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے سلام کیا۔ آنحضرتؐ باہر تشریف لائے۔ ہم نے دشمنِ خدا کے قتل کرنے کی خبر آپؐ سے بیان کی۔ آپؐ بہت خوش ہوئے اور ہمارے ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے آئے۔ پھر اُس دن سے کعب بن اشرف کا حال دیکھ کر تمام یہودی مسلمانوں سے کانپنے لگے۔

محیصہ اور حویصہ

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو یہودی تمہارے قابو چڑھ جائے بے تامل اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ محیصہ بن مسعود نے جو مسلمان ہو گئے تھے قابو پاکر ابن سبینہ یہودی کو قتل کیا۔ ان کے بھائی حویصہ نے جو عمر میں اُن سے بڑے تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اِن سے کہا کہ اے محیصہ تو نے ایسے شخص کو کیوں قتل کر دیا۔ جس کا مالِ قرض کھا کہ تیرے پیٹ میں بہت سی چربی جمع ہو گئی۔ محیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ مجھ کو تیرے قتل کرنے کا حکم دیں تو فوراً تجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ نے حیران ہو کر کہا کیا تو مجھ کو بھی قتل کر دے گا۔ محیصہ نے کہا ہاں بے تامل قتل کروں۔ حویصہ نے کہا واقعی اِس دین کے اختیار کرنے سے تیرا یہ حال ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ دین عجب لذت اور حلاوت رکھتا ہے جس کے آگے کسی چیز کی محبت باقی نہیں رہتی۔ پھر حویصہ بھی مسلمان ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مُجھ کو محیصہ کے مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔

بنی قریظہ کا واقعہ

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو حویصہ کے اسلام لانے کی روایت اس طرح پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو چار سو کے قریب یہودی اُن میں سے آپؐ نے گرفتار کئے۔ یہ لوگ اوس کے حلیف تھے اور اُن کے ساتھ ہو کر خزرج سے لڑا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان سب کی گردنیں مار دو۔ چنانچہ خزرج کے لوگوں نے اُن کو بہت خوشی خوشی قتل کرنا شروع کیا اور ان کے چہروں سے خوشی کے آثار نمایاں تھے بخلاف اوس کے لوگوں کے کہ اُن میں خوشی نہ پائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ چونکہ یہ لوگ اوس کے حلیف ہیں اِس سبب سے ان میں خوشی نہیں پائی جاتی ہے اور اُس وقت اُن یہودیوں میں سے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ وہ آنحضرتؐ

نے اوس کے چوبیس آدمیوں کے حوالے کئے اور فرمایا ان کی گردنیں تم مارو۔
ان یہودیوں میں کعب بن یہودا بنی قریظہ کا سردار بھی تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
محیصہ بن مسعود اور ابوبردہ بن نیار کے حوالے کیا اور فرمایا محیصہ اس کی گردن مارے اور ابوبردہ
اس کو بالکل ہلاک کرے۔ چنانچہ محیصہ نے اس کی گردن ماردی اور ابوبردہ نے اس کو ہلاک کیا۔
حویصہ نے جو اس وقت تک کافر تھا اپنے بھائی محیصہ سے کہا کہ کیا تو نے کعب بن یہودا کو قتل
کردیا۔ محیصہ نے کہا ہاں۔ حویصہ نے کہا واللہ تیرے پیٹ میں اس کا مال قرض کی کما کر کس قدر چربی
پیدا ہوئی ہے پھر بھی تو نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔
محیصہ نے کہا مجھ کو اس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ تیرے قتل کرنے
کا حکم فرمائیں تو واللہ بے تامل تجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ محیصہ کی اس بات سے بہت متعجب ہوا
اور رات پھر اسی فکر میں جاگتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی تو کہنے لگا۔ واللہ بے شک وشبہ یہ دین
سچا ہے۔ پھر صبح کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوا۔

باب ۲۳

غزوۂ اُحد (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بحران سے واپس آکر جمادی الآخر اور رجب اور شعبان اور رمضان چار مہینے مدینے میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد شوال ۳ھ میں غزوۂ اُحد کا واقعہ پیش آیا۔

قریش کا اصلاح مشورہ

جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی اور سوالین قریش مقتول ہوئے۔ باقی مفرورین مثلاً عکرمہ بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب و صفوان بن اُمیہ وغیرہ نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمدؐ کی جنگ میں صرف کرو۔ تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمدؐ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور تمام سوداگروں نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۔ (۸:۳۶)

"بے شک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں۔ بس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پچھتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا پھر عاجز اور مغلوب ہو جائیں گے اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔"

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تہامہ اور بنی کنانہ وغیرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

احسان کا بدلہ

راوی کہتا ہے ابو عزہ عمرو بن عبداللہ جمحی وہ شخص جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اس نے آپ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیالدار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجئے اور بغیر فدیہ کے رہا

فرمایئے تو آپؐ نے اُس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دینا۔ اب اس وقت مکہ میں صفوان بن اُمیّہ نے اس سے کہا کہ اے ابو عزہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے خلاف کارروائی کرنا نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ نہ کرو، تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔ اگر وہاں سے تم صحیح وسلامت واپس آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا۔ اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کرونگا یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں۔ ابو عزہ صفوان کے ساتھ ہو لیا اور تہامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اُس نے خوب اُبھارا اور جوشیلے اشعار سُنا سُنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ میں پہنچا اور اُن کو قریش کی امداد اور آنحضرتؐ سے جنگ پر آمادہ کیا اور جُبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بُلا کر کہا کہ تُو بھی اس لشکر کے ساتھ جا اور اگر تُو نے (حضرت) حمزہؓ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا کیونکہ حمزہؓ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اُس کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

قریشی عورتیں

راوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابو سفیان نے اپنی بیوی ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا۔ اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے اُم حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور صفوان بن اُمیّہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا۔ یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خناس بنت مالک بن مضرب اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہو لی۔ یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عمرہ بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہو لی۔

ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اُس کے پاس آتا۔ یہ اُس سے کہتی کہ اے ابو دسمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجیو جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے۔ یہاں تک کہ یہ لشکر اسی کرّوفر سے مدینہ کے مقابل بطن سبخہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔

رسول اللہ کا خواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس لشکر کے وُرود کی خبر پہنچی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اس کی تعبیر بہتر کرے، میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور مستحکم زرہ کے اندر داخل کیا ہے۔ اس کی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی وہ ایک شخص ہے جو میرے خاندان میں سے ہے اور وہ شہید ہوگا۔

جنگ کے متعلق مشورہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ ہی میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے رہے تو بُری جگہ میں پڑے رہیں گے اور اگر ہم پر اُنھوں نے حملہ کیا تو ہم اُن سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول کی رائے بھی آنحضرتؐ کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم کو ساتھ لے کر آپ دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم اُن کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم اُن سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں۔

عبداللہ بن اُبی کی رائے

عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے تو یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لے جائیے۔ اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بُری حالت میں پڑا رہے گا اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ مقابل ہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر ماریں گی۔ پھر اُن کو سوا اس کے کہ ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا۔

مسلمانوں کا جذبۂ شہادت

مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر آنحضورؐ سے مُصر ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک

کہ رسول پاک نے سلاحِ جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا۔ حضورؐ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہیئے تھا۔ کہ اتنے میں آنحضرتؐ تشریف لائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق مصر ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیئے تھا۔ لہٰذا آپ شہر ہی میں تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاحِ جنگ سے آراستہ ہو کر پھر اُن کو بغیر جنگ کے اُتار دے۔ پھر رسول اکرمؐ ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے نائب مقرر کیا۔

منافقوں کی واپسی

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مقام شوط میں جو مدینہ اور اُحد کے درمیان میں ہے پہنچے تو عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہلِ شک تھے۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اُس کے نبی اور اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم یہ دیکھتے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو۔ اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے۔ عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جا رہے ہیں۔ کہا اے دشمنانِ خدا اللہ تم کو دُور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے اُحد کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو اُن کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

آنکھ اور دِل کا اندھا

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرتؐ مع لشکر کے مقام حرّہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گھوڑے نے اپنی دُم جو ہلائی تو اُس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک فال لینا پسند اور بدشگونی کو ناپسند فرماتے تھے۔

آپ نے اُس شخص سے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں کر لو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلوار کھنچے گی۔ پھر رسول اقدسؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستے سے ہم کو لے چلے۔ ابو خیثمہ نے کہا یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں۔ ابو خیثمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں مربع بن قیظی نامی ایک شخص کا باغ تھا۔ یہ شخص اندھا اور نہایت بدذات منافق تھا۔ جب اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمدؐ اگر تم رسول ہو۔ تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے باغ میں سے گزرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانتا کہ یہ خاک محمدؐ کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمدؐ پر پھینک دوں۔ مسلمان اس کے قتل کرنے کے لئے دوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے منع کیا اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے ایسا ہی دل کا بھی اندھا ہے۔ مگر سعد بن زید اشہلی نے آپ کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا۔

اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزر کر اُحد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت اُحد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم جنگ نہ کرنا۔ قریش نے انصار کے کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے۔ انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چر رہے ہیں اور ہم نے ابھی تک مدافعت نہیں کی۔

تیر اندازوں کو ہدایت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر عبداللہ بن جُبیر کو سردار بنایا۔ اُن کے کپڑے اُس روز بالکل سپید تھے۔ اور یہ تیر انداز کل پچاس آدمی تھے۔ ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دینا۔ اور تم لوگ یہیں بیٹھے رہو اور تیر اندازی کرتے رہو۔ جاؤ ایسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف سے آجائیں۔ خود رسول کریمؐ نے اُس روز دو زرہیں زیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالے کیا۔

کم عمر مجاہد ابن ہشام کہتے ہیں سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا۔ جب عرض کیا گیا کہ رافع بڑا تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی۔ پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیرا بچھا کر دیا کرتا تھا تب آپ نے اُسکو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اُس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

اسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت نجاری اور براء بن عازب حارثی اور عمرو بن حزم نجاری اور اُسید بن ظہیر حارثی ان سب کو بسبب صغرسنی کے واپس کر دیا اور جنگِ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جس میں دو سو سوار تھے۔ لشکر کے میمنہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

حضرت ابودجانہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے؟ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر آنحضرتؐ نے ان کو نہ دی۔ پھر ایک شخص ابودجانہؓ کھڑے ہوئے۔ یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے۔ ابودجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ ابودجانہ بڑے بہادر اور فنونِ حرب سے واقف تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب یہ جنگ کے لئے نکلتے تو سرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابودجانہؓ جنگ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان نہایت شوکت وشان کے ساتھ پھرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سوا ایسے موقع کے یعنی جنگ میں کفار کے سامنے اس طرح چلنا جائز ہے۔

ابوعمرو فاسق

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ضبیعہ میں سے ایک شخص ابوعامر عبدعمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے پچاس غلام اور اس کے قبیلہ کے پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے۔ یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی۔ چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقعہ ہوا اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو ابوعامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہ اوس! میں ابوعامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔

راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ ابوعامر کو راہب کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر قہر نازل ہوا کہ یہ سب میرے کہنے سے باہر ہو گئے۔ پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی

اور پھر اُن پر پتھر برسانے لگا۔

علمبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے کہا اور اُن کو جنگ کی ترغیب دلائی کہ اے بنی عبدالدار! بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرادیا جس سے ہم کو وہ مصیبت پہنچی۔ یہ یاد رکھو کہ لشکر کی فتح وشکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گرتا ہے لشکر کے بھی پیر اُکھڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اُٹھاؤ اور یا ہمارا جھنڈا ہمارے حوالے کردو۔ انہوں نے کہا اے ابوسفیان مقابلہ کے وقت دیکھ لینا کہ ہم کس طرح جھنڈے کو قائم رکھتے ہیں۔ ابوسفیان کا بھی یہی مطلب تھا وہ ان کے اس جواب کو سن کر بہت خوش ہُوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہُوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دف بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر اُبھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی ۔

وَيْهًا بَنِيْ عَبْدِالدَّار   حُمَاةَ الْأَدْبَار
وَيْهًا بَنِيْ عَبْدِالدَّار   ضَرْبًا بِكُلِّ بَتَّار

ترجمہ:۔ ہاں اے بنی عبدالدار۔ اپنے دشمنوں کو خوب مار مار کر ہلاک کرو۔

مسلمانوں کی شجاعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے اَمِت اَمِت یہ قول ابن ہشام کا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پس ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ اپنے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی۔ ہر شخص اپنے جوش وخروش میں بھرا ہُوا تھا۔ کوئی عشقِ الٰہی میں جامِ شہادت کا طالب تھا اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کررہا تھا ابودجانہ انصاری نے ایسی شجاعت اور جوانمردی دکھائی کہ کفار کے چھکے چھڑا دیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جدھر رُخ کرتے تھے صفیں اُلٹ دیتے تھے۔

رسول اللہ کی تلوار کا حق ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ زبیر بن عوام کہتے تھے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار مانگی اور آپ نے مجھ کو نہ دی اور ابودجانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہُوا۔ اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں آنحضرت کی پھوپھی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر آپ نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابودجانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا کہ ابودجانہ اس تلوار کا کیا حق ادا کرتے ہیں۔ پھر میں اُٹھ کر دجانہ کے پیچھے ہولیا اور میں نے دیکھا کہ ابودجانہ نے اپنا سُرخ عمامہ نکال کر باندھا۔ اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اب ابودجانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے

نکال لیا اور ان کی جنگ کی یہی علامت تھی اور یہ شعر اُس وقت کہہ رہے تھے۔

اَنَا الَّذِیْ عَاھَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ

ترجمہ:۔ "میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے دوست نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری سرشت میں پڑا ہوا ہے"

اَنْ لَا اَقُوْمَ الدَّھْرَ فِی الْکَبُوْلِ اَضْرِبْ بِسَیْفِ اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

ترجمہ:۔ "یہ کہ میں کبھی لشکر کی پچھلی صفوں میں نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا و رسول کی تلوار کے ساتھ کفار کو قتل کروں"

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس وقت ابودجانہؓ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اُسی کو قتل کیا۔ زبیرؓ بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اُس کو شہید کر دیتا۔ اتفاق سے ابودجانہؓ کا اور اُس کا سامنا ہوا۔ زبیرؓ کہتے ہیں میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے ابودجانہؓ پر تلوار کا وار کیا۔ ابودجانہؓ نے اُس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر ابودجانہؓ نے اپنی شمشیر کا ایسا وار کیا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

زبیرؓ کہتے ہیں اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بے شک خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ واقعی ابودجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابودجانہؓ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر اُبھار رہا ہے۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اور جب میں نے اُس پر تلوار اُٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی شان کا خیال کیا کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسرِ شان ہے۔

باب ۹۴

غزوہ اُحد (۲)

حضرت حمزہؓ کی شہادت

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کئے۔ چنانچہ ارطاۃ بن عبد شرجیل بن عبد مناف بن عبدالدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباع بن عبدالعزیٰ غبشانی جس کی کنیت ابو نیار تھی حضرت حمزہؓ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے اُس سے فرمایا اے ابن مقطع میرے سامنے آ۔ اِس کی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آزاد لونڈی تھی اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابو نیار حضرت حمزہؓ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے حضرت حمزہؓ نے میرے سامنے ابو نیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اُس کا پورا اطمینان ہو گیا حضرت حمزہؓ کی طرف میں نے اُس کو پھینک مارا۔ وہ سیدھا جا کر اُن کے زیرِ ناف لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہؓ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر فوراً گر پڑے۔ میں ٹھہرا رہا آخر جب وہ جاں بحق ہو گئے تو میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اُٹھا لیا۔ اور خیمہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ میری اور کچھ ضرورت نہ تھی۔

ضمری کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں اور عبیداللہ بن عدی بن خیار حضرت معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ جبیر بن مطعم کا آزاد غلام وحشی بھی یہیں رہتا تھا۔ جب ہم اس شہر میں آئے تو عبیداللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو۔ ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اُس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اُس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اُس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے

تو لٹے چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا۔

وحشی سے گفتگو یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم وحشی کے مکان پر پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڈھا بعاث[1] کی طرح غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے اور نشہ میں نہیں ہے۔ ہم نے جا کر سلام کیا اُس نے جواب دیا اور عبیداللہ بن عدی سے کہا کہ تُو عدی بن خیار کا بیٹا ہے۔ عبیداللہ نے کہا ہاں۔ وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تُو اپنی ماں کا دُودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اُونٹ پر سوار کرایا تھا اور تیرے پَیر اُس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ اُنہی کو دیکھکر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبیداللہ کہتے ہیں ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ سُنیں کہ تم نے اُن کو کیوں کر شہید کیا۔ وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ بھی تم سے اُسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اُوپر مذکور ہُوا ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔

پھر کہنے لگا حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے مَیں مکّہ میں آیا اور میرے آقا جُبیر بن مطعم نے شرط کے مطابق مجھ کو آزاد کر دیا۔ مَیں مکّہ ہی میں رہتا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ بھی فتح کر لیا مَیں طائف بھاگ گیا۔ پھر جب آنحضرتؐ نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہوگئے۔ مَیں پریشان ہُوا کہ اب مَیں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں۔ کبھی یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے رسول کریمؐ اُس سے کچھ نہیں فرماتے۔

رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضری مَیں اُس شخص سے یہ سُن کر حضورؐ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہُوا اور آپؐ کے پس پُشت کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت پڑھنے لگا۔ آپؐ نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کیا وحشی ہے؟ مَیں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا بیٹھ جا اور بیان کر کہ تُو نے حمزہؓ کو کیونکر قتل کیا؟ مَیں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے۔ پھر جب مَیں بیان کر چکا تو آپؐ نے فرمایا تجھ پر خرابی ہو اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹا لے مَیں تیرا چہرہ پھر نہیں دیکھوں گا۔ پس جب مَیں آنحضرتؐ

---

[1] بعاث ایک سیاہ رنگ کا سُست اُڑنے والا پرندہ ہے۔ ۱۲

کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو آپ کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضورؐ مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر فوج کشی کی۔ مَیں بھی اُس فوج کے ساتھ ہُوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ شروع ہُوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہُوئے کھڑا ہے۔ مَیں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہؓ شہید ہُوئے تھے مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پوری گردش کر چکا تو اُس وقت اُس کو مَیں نے مسیلمہ کی طرف پھینک مارا۔ اِدھر سے مَیں نے یہ حربہ اُس کی طرف چھوڑا اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلمہ کے تلوار ماری۔ اب خدا کو علم ہے کہ ہم دونوں کے ہتھیاروں میں سے کس کے حربہ نے اُس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اُس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں نے رسول اللہ کے بعد خیر الناس حضرت حمزہؓ کو شہید کیا ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں۔ مَیں نے سُنا کہ ایک شخص پُکار پُکار کر کہہ رہا تھا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہُوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاتلِ حمزہؓ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔

باب ۹۵

غزوۂ اُحد (۳)

مصعبؓ بن عمیر کی شہادت

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں مصعبؓ بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

ابن قمیٔہ لیثی نے ان کو شہید کیا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے رسول اللہ کو شہید کر دیا ہے۔ اسی خیال میں اس نے قریش سے آکر کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ مصعبؓ بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد رسول اللہ نے اپنا نشان حضرت علیؓ کو عنایت کیا اور حضرت علیؓ نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا۔ بہت سے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب بازار قتل و قتال گرم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علیؓ فوراً حسب الارشاد نشان کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابو القصیم[1] ہوں۔ مشرکوں کے علمبردار ابو سعد بن ابی طلحہ نے آپ کو آواز دی کہ اے ابو القصیم میدان میں آتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابو سعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی۔ آپ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابو سعد نے میدان میں آکر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے۔ اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ میں نہ آیا تب اُس نے کہا کہ اے اصحابِ محمدؐ تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے۔ یہ بات سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابو سعد کو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

---

[1] توڑ کر رکھ دینے والا (مرتب)

عاصمؓ بن ثابت عاصمؓ بن ثابت بن ابی افلح نے مسافع بن طلحہ اور اس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا اس کی ماں سلافہ نے آکر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور اس سے پوچھا کہ اے لختِ جگر تیرے کس شخص نے تیر مارا؟ اس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر میرے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے اور میں ابن ابی افلح ہوں۔ اس کی ماں سلافہ نے یہ سن کر قسم کھائی کہ اگر عاصم کی کھوپڑی اس کے ہاتھ لگے گی تو وہ اس میں شراب پئے گی اور عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت مشرکوں کا علمبردار عثمان بن ابی طلحہ تھا۔ اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

حنظلہؓ غسیل الملائکہ حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اس کی طرف حملہ کیا۔ مگر پیچھے سے غفلت میں شداد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام راہِ خدا یعنی جہاد میں تھامے رہتا ہے جس وقت اس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اُڑ جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسولِ کریم کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی۔ فرمایا اسی سبب سے فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح و ظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار اور مشرکین کو مارتے مارتے بھگانا شروع کیا اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے اور ایسی ہزیمت ہوئی جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

ہزیمت کے اسباب ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہؓ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تحاشا بھاگی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیر انداز جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مالِ غنیمت کے لوٹنے کے

لاپچ سے چلے گئے اور اُسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ بس اس آواز کو سن کر مشرکین اُسی درہ میں سے جو اب خالی ہو گیا تھا مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

قریش کا جھنڈا ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نامی نے آکر اُس جھنڈے کو اٹھایا اور پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نامی نے لے لیا۔ اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اس کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ! میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علمبردار تھا۔

چہرۂ اقدس پر زخم ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں ایک طرح کی درہمی و برہمی پیدا ہوئی اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے لئے پوری آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک گذر ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر مارا جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔

بدنصیب لوگ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کریں حالانکہ اُن کا نبی اُن کو اُن کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ (۳ : ۱۲۸)

ابن ہشام کہتے ہیں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا تھا جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور آپ کی پیشانی بھی زخمی ہوئی اور ابن قمہ ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسار کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر پیوست ہو گئے۔ مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھود رکھے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہی گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے۔ اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا

اور طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے۔ ابوسعید خدری کے والد مالک بن سنان نے آپ کے زخم سے خون چوس کر کلیاں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہؓ بن عبیداللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہؓ بن عبیداللہ کو دیکھے۔

ابوعبیدہ بن الجراح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آنحضرتؐ کے رخسار میں پیوست ہو گیا تھا نکالا۔ اُس سے آپ کے دو دانت نکل گئے اور جب دُوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں دانت شہید ہو گئے۔

زیاد بن سکن کی جانثاری ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجوم کیا تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کو فروخت کر کے جنّت کو خرید لے۔ یہ سُن کر زیاد بن سکن پانچ انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور اُس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو۔ مسلمانوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا۔ آنحضرتؐ نے اپنے پیر پر اُن کا سر رکھ لیا اور آپ کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے وہ جاں بحق ہو گئے۔

ام عمارہؓ کی جاں نثاری ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہؓ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی اُحد کی جنگ میں مردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ اُم سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہؓ کے پاس گئی اور میں نے کہا اے خالہ مجھ کو بتایئے کہ اُحد میں آپ نے کیونکر جنگ کی تھی اور کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ اُم عمارہؓ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں آنحضرت کے پاس کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ اُم سعد نے کہا کہ میں نے ام عمارہ کے ایک شانہ پر ایک گہرا زخم دیکھا۔ پوچھا۔ یہ زخم آپ کو

کس نے پہنچایا؟ ام عمارہؓ نے جواب دیا ابن قمئہ نے! خدا اُسے خراب کرے۔

پھر جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمئہ یہ کہتا ہوا آیا کہ مجھ کو بتلاؤ محمدؐ کہاں ہے؟ اگر اُنھوں نے نجات پائی تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہؓ کہتی ہیں میں اور مصعبؓ بن عمیر اور چند لوگ جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اُس کی طرف بڑھے۔ اُس نے مجھ پر حملہ کیا مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اُس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔ میری تلوار اُس پر کارگر نہ ہوئی۔

ابو دجانہؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو دجانہؓ نے اپنے جسم کو رسول اللہؐ پر ڈھال بنا دیا تھا اور اُن کی پشت پر برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ آنحضرتؐ پر جھکے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کفار کو تیر مار رہے تھے۔ سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپؐ نے مجھ کو ایسا تیر اُٹھا کر دیا جس میں پھل بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

قتادہؓ کی معضوب آنکھ

ابن اسحاق کہتے ہیں اس روز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیر اندازی کی اور پھر رسول مقبولؐ کی کمان قتادہؓ بن نعمان نے لے لی۔ چنانچہ اُنھی کے پاس رہی اور قتادہؓ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی جس سے اُن کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ پڑی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آنکھ کو اپنے دستِ مبارک سے پھر حلقہ میں رکھ دیا۔ اُسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح وسالم اور تیز نظر ہو گئی۔

انسؓ بن نضر

ابن اسحاق کہتے ہیں انسؓ بن مالک کے چچا انسؓ بن نضر کا گزر طلحہؓ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا رسولِ خدا تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں! انس نے کہا پھر تم رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ جس طرح اُن کا انتقال ہوا تم بھی اُسی طرح مر جاؤ۔ پھر انس کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہی کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں اُس روز جو دیکھا گیا تو میرے چچا انس بن نضر کے جسم میں ستر زخموں کے نشان تھے اور مقتولوں میں اُن کی لاش کوئی پہچان نہ سکا۔ فقط اُن کی بہن نے اُن کی

اُنگلیوں سے اُن کو پہچانا ۔

عبدالرحمٰن رضہ بن عوف ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمٰن رضہ بن عوف کے چہرے پر سخت زخم آیا۔ اور بیس سے زائد زخم اِن کے بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم اُن کی ٹانگ میں تھے اور اُن کے سبب سے اُن کی ٹانگ میں لنگ ہوگیا تھا ۔

مسلمانوں کو خوش خبری ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے پہلے آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے ۔ یہ کہتے ہیں میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آنحضرتؐ کو پہچانا اور پکار کر آواز دی کہ اے مسلمانوں کے گروہ! خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ صحیح و سلامت موجود ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو ۔

باب ۹۶

غزوۂ اُحد (۴)

اُبی بن خلف کی بدبختی

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کی طرف آنے شروع ہوئے اور آپ ان کو لیکر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ اُبی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ایک شخص اُس کے مقابلے کو کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو۔ چنانچہ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لیکر اُس کو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اُڑ جاتی ہیں۔ اور آپ نے اُس کو اُبی بن خلف کی گردن پر مارا۔ اُبی اُس کے صدمہ سے لرز گیا اور گھوڑے سے لڑھکنے لگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اُبی بن خلف جب مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمدؐ! میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں اُس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں ہی انشاء اللہ تعالےٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب یہ خبیث آنحضرتؐ کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگا کر اسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم محمدؐ نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں ہے۔ کہنے لگا مکہ میں محمدؐ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس واللہ اگر محمدؐ مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا۔ اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو دشمن خدا اُبی بن خلف مقام سرف میں جہنم رسید ہوا۔

غضبِ الٰہی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ آنحضرتؐ پئیں مگر بدبو کے سبب سے آپؐ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرے اور سر سے خون کو دھویا اور فرمایا اُس شخص پر سخت غضبِ الٰہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔

سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں مجھ کو جیسی اپنے بھائی عُتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی کیونکہ اُسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے آپؐ سے یہ کلمہ سُنا کہ خدا کا سخت غضب اُس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا۔ تو میں نے اس غضبِ الٰہی ہی کو اُس کے لئے کافی سمجھا۔

مشرکین کا حملہ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا اور اِن کفار میں خالدؓ بن ولید بھی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُس وقت دُعا کی کہ اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے اُن کو بھگا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اُونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دو زِرہوں کے پہننے سے آپؐ کا بدن بھاری ہوگیا تھا۔ اس سبب سے آپؐ اُس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اُس کے نیچے بیٹھ گئے اور آپؐ طلحہ کی پُشت پر کھڑے ہو کر اُس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایسی خدمت انجام دی۔

نمازِ ظہر ابن ہشام کہتے ہیں اُحد کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی۔ اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دُور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے تھے۔

یمان اور وقش ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے۔ حسیل بن جابر جن کا نام یمان تھا اور یہ حذیفہ بن یمان کے باپ تھے۔ یہ اور ثابتؓ بن وقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے

گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں بوڑھے آدمی ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے پھر چلیں ہم بھی کفار کو قتل کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔

پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفار پر جا پڑے اور لوگوں میں رَل مِل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفار نے شہید کر دیا اور ابو حذیفہؓ کے باپ حسیل بن جابر کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم! یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ حذیفہؓ نے کہا اللہ تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہؓ نے نہ لیا اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہؓ کی قدر و منزلت خدا، رسول اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

یزید بن حاطب اور اس کا باپ

ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن اُمیہ بن رافعہ تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی تھا۔ اس کا نام یزید بن حاطب تھا اس کو اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اسے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو اور اس لڑکے کا باپ حاطب ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہُوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا کہ اس کو کس چیز کی تم خوشخبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کا فریب دے رہے ہو جس میں حرمل[1] کے درخت ہیں۔

قزمان منافق

ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہُوا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قزمان کہتے تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوتا تو آنحضرتؐ فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب اُحد کی جنگ ہُوئی تو اس شخص نے تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا اور پھر یہ سخت زخمی ہُوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے کہ اے قزمان آج تیری خوب آزمائش

---

[1] حرمل اسپند یعنی سیاہ دانہ کو کہتے ہیں جو اکثر جنگلوں اور ویرانوں میں پیدا ہوتا ہے اور اسکے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا۔ ۱۲ مترجم

ہوئی۔ پس اب تو جنت کی بشارت حاصل کر۔ اُس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف اپنی قوم کی حمایت کے لئے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی تو اُس نے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔

مخیریق ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کے مقتولوں میں سے ایک مخیریق ہے۔ یہ بنی ثعلبہ بن فیطون میں سے تھے۔ جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے۔ مخیریق نے کہا ایسے وقت پر ہفتہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیریق نے تلوار لے کر کفار سے مقابلہ کیا اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا کل مال محمدؐ کا ہے اُن کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ مخیریق نے کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گئے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا مخیریق یہودیوں میں سب سے بہتر تھا۔

حرث بن سوید ابن اسحاق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقع پا کر غفلت میں مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبیعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ اگر تم کو حرث بن سوید مل جائے تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمرؓ کو یہ نہیں ملا اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سوید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضورؐ کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اسکے حق میں نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣ : ٨٦﴾

"خدا ایسے گروہ کو کیونکر ہدایت کرے اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسول کے حق ہونے کی گواہی دینے اور بینات کے اُن کے پاس آجانے کے بعد بھی کافر ہو گئے۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا"۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سوید نے فقط مجذر بن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو اُحد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذر کو حرث نے اس عداوت کی وجہ سے قتل کیا کہ مجذر نے اس کے باپ سُوید کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گزر چکا ہے۔ پھر ایک روز رسول اللہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے کہ سوید بن

حرث ایک چار دیواری سے باہر نکلا اور دو کپڑوں میں اُس نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر رکھا تھا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں سوید بن ثامت کو معاذ بن عفراء نے تیر کی ضرب سے بعاث کی جنگ سے پہلے قتل کیا تھا۔

اصیرمؓ کی شہادت ابن اسحاق کہتے ہیں ابوہریرہؓ نے ایک روز لوگوں سے کہا کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہوا۔ جب لوگ حیران ہوئے اور اُن کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا تو ابوہریرہؓ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائیے وہ کون شخص ہے؟ ابوہریرہؓ نے کہا وہ اُصیرمؓ بن عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصیرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اصیرمؓ نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصیرم کو اسلام کا خیال آیا اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور بہت سے آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبدالاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ اُن کا گزر اُصیرم کے پاس ہوا۔ انہوں نے کہا واللہ یہ تو اُصیرمؓ ہے۔ پھر اُصیرمؓ سے لوگوں نے پوچھا تم کیونکر آئے؟ اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے لئے؟ اصیرمؓ نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں اور میں خدا اور رسولؐ پر ایمان لے آیا ہوں اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور اُن کو اس قدر قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی جس میں تم مجھ کو دیکھ رہے ہو۔ پھر اُس وقت اصیرمؓ کی رُوح خلد بریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہؓ نے اس کا ذکر آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اُصیرمؓ جنتی ہے۔

عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور اُن کے چار بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر شیروں کی طرح جہاد کیا کرتے تھے۔ جب اُحد کی جنگ کا موقعہ آیا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں رہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ اِن کو شہادت کا شوق غالب تھا۔ یہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپؐ کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اُن کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی یہی خوشی ہے۔ تب پھر ان کو تم کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا اور

شہادت کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

حضرت حمزہؓ اور ہندہ ابن اسحاق کہتے ہیں ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرامؓ کی لاشوں کے پاس آئی اور اُن کے ناک کان کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہندہ نے اُن کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے اور اپنا سارا زیور اُتار کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا اور حضرت حمزہؓ کے جگر مبارک کو نکل کر اُس نے اپنے مُنہ میں لے کر چبایا۔ مگر اُس کو نگل نہ سکی تب اُس کو اُگل دیا۔ اور پھر ایک اُونچے پتھر پر چڑھی اور پُکار کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت اُثاثہ نے اس کو دندان شکن جواب دیا اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

حضرت عمرؓ اور حضرت حسانؓ بن ثابت ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب نے اُس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا اے ابن فریعہ تم سُن رہے ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہجو کر رہی ہے اور حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ جو جو گستاخیاں اُس نے کی ہیں اُن کے گیت بنا کر گا رہی ہے تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ حسانؓ نے کہا ہاں مَیں اُس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا تھا اور مَیں کہہ رہا تھا کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمرؓ تم مجھ سے بیان کرو کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسانؓ کو ہندہ کے اشعار سُنائے۔ پھر حسانؓ نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے جن میں مشرکین کو نہایت ذلیل وخوار اور شرمندہ کیا ہے[1]

---

[1] مترجم نے سیرت ابن ہشام کی جلد اوّل یہاں پر ختم کی ہے چنانچہ تحریر کرتے ہیں۔ (مرتب)

للّٰہ الحمد کہ آج بتاریخ پندرہ ماہ ذی قعدہ مبارک ۱۳۲۸ھ ہجری نبوی کتاب سیرت ابن ہشام کی پہلی جلد کے ترجمہ سے فراغت پائی۔

سید لیسین علی حسنی نظامی دہلوی خواہرزادہ حضرت

خواجہ نظام الدین اولیا سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس سرہٗ

باب ۹۷

غزوۂ اُحد (۵)

ابوسفیان کی ہرزہ سرائی ابن اسحاق کہتے ہیں جلیس بن زبان بنی حرث بن عبد مناۃ میں سے ایک شخص تھا اور اس جنگ میں اُن مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفیان کے پاس سے گذرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہؓ کی نعش کے جبڑے میں اپنا نیزہ مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے تُو نے مزہ چکھا۔ جلیس نے پکار کر کہا اے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا حرکت کر رہا ہے؟ ابوسفیان نے جلیس سے کہا تیرا بُرا ہو میری بات کو ظاہر نہ کر۔ یہ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ پھر جب ابوسفیان واپس ہُوا تو اس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بآوازِ بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے تمہارے درمیان میں ڈول کی طرح ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہُوئی ہے۔ پھر کہا اے ہُبلؔ[1] اپنے دین کو غالب کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی یہ بات سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو اور کہو خدا عزّوجل غالب اور اعلیٰ ہے۔ ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دوزخی ہیں۔ اور ہمارے جنتی ہیں۔

جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ ذرا میرے پاس آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمرؓ اس کے پاس گئے تو اُس نے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ۔ کہ محمدؐ اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہُوئے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں وہ تو تشریف رکھتے ہیں اور تیری باتیں سب سُن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ! میں تمہاری بات کو ابن قمئہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں۔ وہ کہتا

---

[1] ہُبل وہ بُت ہے جو خانہ کعبہ کے اندر رکھا رہتا تھا اور قریش اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ۱۲

تھا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ ابن قمئہ کا نام عبداللہ تھا۔

اگلی جنگ پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے مقتولین کا مثلہ کرنے سے نہ میں خوش ہُوا نہ ناراض ہُوا۔ نہ میں نے اُن کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو۔ بہت اچھا۔ یہ ہمارے اور تمہارے درمیان پختہ وعدہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جاکر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں۔ آیا مکّہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ واللہ! اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو نکلوں گا اور اُن سے بڑھ کر ضرور جنگ کروں گا۔

مشرکین کا تعاقب حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مشرکین کو دیکھنے گیا اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اُونٹوں کو آگے لے کر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔

سعد بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعدؓ بن ربیع کی مجھ کو خبر لادے کہ وہ زندہ ہیں یا مُردہ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعدؓ کہاں ہیں؟ پھر یہ انصاری سعدؓ کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہُوئے آئے دیکھا تو سعدؓ زخمی ہوئے پڑے تھے اور جان کی رمق باقی تھی۔

انصاری کہتے ہیں میں نے کہا اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مُردہ؟ سعد نے کہا میں مُردوں میں ہوں تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزائے خیر دے جو کسی نبی کو اُس کی اُمت کی طرف سے نہ دی ہو اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا اور رسولِ خدا کو دُشمن کی طرف سے کوئی صدمہ پہنچے گا تو تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچنے دینا چاہیئے" انصاری کہتے ہیں۔ پھر اُسی وقت سعدؓ بن ربیع نے انتقال کیا اور میں نے

اکر حضورؐ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک لڑکی کمسن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکرؓ اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعدؓ بن ربیع کی ہے جن کو عقبہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیب بنایا تھا اور بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ پھر اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

رسول اللہ کا رنج و ملال

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہؓ کی لاش ڈھونڈنے تشریف لائے اور میدان کے بیچ میں دیکھا کہ اُن کا پیٹ چاک کیا ہوا اور جگر باہر نکلا پڑا ہے اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ رسولِ مقبولؐ نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا اور نیز میرے بعد لوگ اس کو دستور نہ بنا لیتے تو میں اُن کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اگر خدا نے کسی جنگ میں مجھ کو قریش پر غالب کیا تو میں اس کے عوض اُن میں سے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ جب مسلمانوں نے حضرت حمزہؓ کی حالت پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر رنج و ملال دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اُن کا ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں سے کسی نے ایسا مثلہ نہ کیا ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سا رنج مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہؓ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب خدا و رسول کے شیر ہیں۔

راوی کہتا ہے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور ابو سلمہ بن عبدالاسد آپس میں رضاعی بھائی تھے۔ ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

آیاتِ قرآن مجید

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غصہ اور کافروں کے انتقام لینے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ

خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ ۞ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۞ (۱۶ : ۱۲۷-۱۲۶)

یعنی اگر تم بدلہ لو تو اُسی قدر بدلہ لو جس قدر تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اے رسولؐ! تم صبر ہی اختیار کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر رنجیدہ نہ ہو اور نہ اُن کے مکر سے تنگی میں رہو۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مُثلہ کرنے سے منع کیا۔

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

شہداء کی نماز جنازہ

ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کو ایک چادر اوڑھانے کا حکم کیا پھر اُن پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ پھر دوسرے شہید لا لا کر حضرت حمزہؓ کے پاس رکھے گئے اُن پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اسی طرح سے حضرت حمزہؓ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن صفیہ آئیں تاکہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کے بیٹے زبیرؓ سے کہا کہ تم اپنی ماں کو واپس لے جاؤ تاکہ وہ حمزہؓ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔

زبیرؓ نے جا کر اپنی ماں صفیہؓ سے کہا کہ آنحضورؐ فرماتے ہیں تم واپس چلی جاؤ۔ صفیہؓ نے کہا یہ کیوں! مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مُثلہ کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔ زبیرؓ نے آکر رسولِ مقبولؐ سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔ اور حمزہؓ کو دیکھ کر اُن پر نماز پڑھی اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضورؐ نے حکم دیا اور حضرت حمزہؓ دفن کئے گئے۔

عبداللہ بن جحشؓ

عبداللہؓ بن جحش کے گھر کے لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش کا بھی مُثلہ کیا تھا مگر اُن کا پیٹ چاک نہیں کیا تھا۔ نبی کریمؐ نے اُن کو بھی حضرت حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہی لوگوں سے سُنی ہے اور کسی سے نہیں سُنی۔ اور عبداللہ بن جحشؓ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہؓ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے شہداء کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوتے ہیں۔

شہداء کا اعزاز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں کے پاس تشریف لائے تو فرمایا میں اِن لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہو گیا قیامت کے روز اُس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو مُشک کی ہو گی۔ دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریعت کا قاری ہو اُس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص راہِ خدا میں زخمی ہو گا۔ خدا قیامت کے روز اُس کو اُٹھائے گا اور اُس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو مُشک کی ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں بھی دوست تھے۔

حمنہ کا رنج واندوہ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی۔

حمنہ نے اِنَّا للہ اور استغفار پڑھی اور دُعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر پہنچی، تب بھی انہوں نے انا للہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعبؓ بن عُمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہو گئیں اور رونا شروع کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشہل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے گزرے اور نوحہ و گریہ کی آواز آپؐ کے کان میں آئی تو آپؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا حمزہؓ پر کوئی رونے والی نہیں ہے۔ یہ سُن کر سعدؓ بن معاذ اور اُسید بن حضیر جب بنی عبدالاشہل کے گھروں میں پہنچے تو اُن کی عورتوں کو حضرت حمزہؓ پر نوحہ کرنے کے لئے بھیجا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سُنی تو رسول اللہ نے فرمایا۔

"انصار پر خدا رحم کرے۔ یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہیئے کہ واپس چلی جائیں۔"

رسولؐ اللہ کی محبّت وعقیدت

روایت ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک عورت کے پاس سے گزرے اور لوگوں نے اُس عورت کو اُس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنائی۔ عورت نے کہا اور رسولؐ اللہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ کرکے بتلایا کہ بخیر وعافیت وہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب اُس عورت نے آپؐ کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپؐ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ ہم کو رسولؐ اللہ کی صحت وسلامتی مطلوب ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب رسولؐ اللہ اپنے گھر والوں میں پہنچ گئے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضؓ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھو ڈالو۔ کیونکہ اِس نے آج مجھ کو اپنا جوہر خوب دکھایا ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھو ڈالو کہ اس نے آج اپنا جوہر خوب دکھلایا ہے۔ رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں ثابت قدمی دکھائی ہے تو ابودجانہؓ اور سہلؓ بن حنیف بھی تمہارے ساتھ ثابت قدم رہے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اُحد کی جنگ کے روز کسی نے یہ ندا دی تھی ؎

لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ ؕ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ ؕ

یعنی تلوار تو صرف ذوالفقار تلوار ہے اور کوئی جوان علیؓ جیسا نہیں۔"

اور پھر رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے۔ یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائے گا۔

باب ۹۸

غزوۂ اُحد (۶)

مشرکین کا تعاقب

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ ہفتہ کے روز ہُوئی تھی۔ جب اتوار کا دن ہُوا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور اُن کا تعاقب کرنے کے لئے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ جابرؓ بن عبداللہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند! مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہیئے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں تجھ کو رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ مگر تُو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ اُن کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔ اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ نبی کریمؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ اور یہ حضورؐ کے ساتھ ہو لئے اور اس مرتبہ آنحضرتؐ اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

جذبۂ جہاد

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں اُحد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے رسول اللہ کے منادی کی آواز سُنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے لئے بلا رہا ہے تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں ہماری شرکت رہ جائے گی اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے۔ جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ پھر آخر ہم دونوں ہمت کر کے رسول اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اُس سے چلا نہ جاتا تو میں اُس کو سہارا دیدیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اُس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

تعاقب کی جنگی تدبیر

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے آٹھ میل

مقام حمراء الاسد تک گیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے اور پیر، منگل، بدھ تین روز تک یہاں مقام کیا۔ پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اور یہ اُس وقت تک مشرک ہی تھا کہنے لگا اے محمدؐ! تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہُوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا تم کو بعافیت ان میں قائم رکھے۔

پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اُس وقت مقام روحاء میں مقیم تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمدؐ کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں اُن کو بھی مار کر اس جھگڑے ہی کو پاک کریں کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا۔ پوچھا اے معبد کیا خبر لائے؟ معبد نے کہا محمدؐ اپنے اصحاب کو لے کر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں اور اس قدر لشکرِ جرار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اُحد میں ساتھ نہ تھے اور وہ اُحد کی غیر حاضری پر بہت پچھتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضب ناک ہو رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے۔ ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دیں گے۔ معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ رائے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

ابوسفیان کا پیغام

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبدالقیس کے چند سوار گزرے اُنہوں نے اُن سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم مدینہ جا رہے ہیں ابوسفیان نے کہا کس لئے؟ اُنہوں نے کہا کچھ غلّہ خریدنا ہے؟ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمدؐ تک پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اس کو پہنچا دیا۔ تو میں اُس کے معاوضہ میں سُوق عکاظ کے اندر تم کو کشمش کے اُونٹ بھر دوں گا۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمدؐ کو یہ خبر دینا کہ ہم بہت ساز و سامان مہیا کر کے اُن کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں۔ عبدالقیس کا یہ قافلہ حمراء الاسد میں حضورؐ کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل یعنی کافی ہے ہم کو اللہ جو اچھا کارساز ہے۔

پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے گمان میں اصحابِ رسولِ خدا کا

استعمال کرے تو صفوان بن اُمیّہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے۔ اس لئے واپس چلنا بہتر ہے۔ چنانچہ یہ سب لوگ مکّہ کو ہی واپس چلے گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حمراء الاسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے ان کے لئے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ اُن کے پاس سے گزریں گے مثل روز گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

معاویہ بن مغیرہ کا قتل

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مُغیرہ بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبد شمس کو گرفتار کر لیا تھا اور معاویہ عبدالملک بن مروان کا نانا یعنی مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ رسول اللہ نے اس کو بدر میں قید کیا تھا اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے آپؐ سے چھوڑ دینے کے لئے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ اب ایسا نہ ہو گا کہ مکّہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تُو کہتا پھرے کہ میں نے محمدؐ کو دو مرتبہ فریب دیا اے زُبیر اس کی گردن مار دو۔ زُبیرؓ نے فوراً اس کی گردن مار دی۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا یعنی ایک دفعہ دھوکہ کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا۔ پھر عاصم سے فرمایا کہ اس کی گردن مار دو چنانچہ عاصم نے اُس کو قتل کیا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ زیدؓ بن حارثہ اور عمارؓ بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پناہ میں چلا گیا تھا اور عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اُس کو قتل کرو۔ چنانچہ زیدؓ بن حارثہ اور عمارؓ بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن اُبَی کی ذلّت جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن اُبَی بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ چکتے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ تمہارے اندر موجود ہیں تم کو خدا نے اِن کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو۔ ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس دفعہ جو اُس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا تو مسلمانوں نے چاروں طرف سے اُس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دُشمنِ خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تُو نے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پھر عبداللہ بن اُبَی ذلیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الانگتا پھلانگتا باہر نکلا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہی کے کام کی پختگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔

انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے اور اُنہوں نے پُوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر اُنہی کے کام کے پختہ ہونے کے لئے تقریر بیان کیا کرتا تھا۔ مگر انہی کے چند صحابیوں نے میری کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اُن انصاری نے کہا میرے ساتھ چل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے لئے دُعائے مغفرت کراؤں گا۔ اِس نے کہا مجھ کو اُن کی دُعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں کی آزمائش ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ کا روز مسلمانوں کے لئے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہلِ ایمان کو اُس روز اللہ تعالیٰ نے شہادت اور کرامت و عنایت کے ساتھ معزز و ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور اہلِ نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر اُن کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

باب ۹۹

غزوۂ اُحد اور آیاتِ قرآنی (۱)

سورۂ آلِ عمران

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اللہ تعالےٰ نے اُحد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائیں ہیں جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (۳ : ۱۲۱)

وہ اور جب اے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے لئے لڑائی کی جگہیں مقرر اور درست کرتے تھے اور خدا سُننے والا علم والا ہے ۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔

یعنی جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بُزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں (یہ دونوں گروہ بنو سلمہ بن جشم بن خزرج اور بنی حارثہ بن نبیت اوس میں سے تھے) اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا (کیونکہ ان کی بُزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی۔ ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ ضعف ان کا دُور کر کے ان کو قوی دل بنا دیا اور اپنے رسول کے ساتھ یہ جنگ میں شریک ہوئے) اور لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر کمزور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اُس سے مدد کے خواستگار ہوں (تاکہ اللہ اُن کے ضعف کو دُور کر کے اُن کو قوی بنا دے ۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔

اور بیشک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اُس وقت تم تعداد اور قوت میں تھوڑے اور ضعیف تھے۔ اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بنو (یعنی تقویٰ کرنا ہی شکرِ نعمت ادا کرنا ہے ۔

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ؕ

اے رسول جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم کو کافی نہیں ہے یہ بات کہ تمہارا پروردگار آسمان سے اُترنے والے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری امداد کرے گا جن کے گھوڑے نشان دار ہوں گے۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں فرشتوں کے گھوڑوں کی دُمیں اور گردن کے بال سفید تھے اور ابن اسحاق کہتے ہیں ان فرشتوں کے عمامے سفید تھے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۙ

اور اس امداد ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بشارت کیا تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور تمہارا ضعف جاتا رہے اور مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آسکتی ہے جو غلبہ اور حکمت والا ہے (یعنی تمام قوت اور غلبہ خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔)

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ؕ

تاکہ کفاروں میں سے ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کرو۔ پھر وہ پھر جاویں نا اُمید اور ناکامیاب ہو کر۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے :-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ؕ

اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا خدا اُن کی توبہ قبول کرے یا اُن کو عذاب کرے۔ بے شک وہ ظالم ہیں۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۚ

اے ایمان والو! دُگنے پر دُگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس آتش دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر

رحمت کی جائے۔

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

اور اے مسلمانو اپنے پروردگار کی مغفرت اور اُس جنّت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے جو تونگری اور مفلسی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصّہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کردیتے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی سخت بُرائی یا اپنے حق میں ظلم کرتے ہیں تو اُس کے بعد پچھتا کر، خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اُس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ اُن کا بدلہ یہ ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

پھر مسلمانوں کی اس بلاء و مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تسکین اور تعریف کے لئے ارشاد کرتا ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

اے مسلمانو تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہو گزرے ہیں۔ تو زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ احکامِ الٰہی کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہُوا؟ یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم ہمّت نہ ہارو اور غمگین نہ ہو اور تم ہی غالب ہوگے اگر تم مومن ہو۔

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا

بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ
وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝

اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے دوسری قوم کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچ چکا ہے۔ ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے ہیں (کبھی فتح ہے کبھی شکست ہے (اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی) تاکہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تاکہ پاک کرے اللہ مومنوں کو اور کفار کو مٹا دے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔

وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝

اور بے شک تم تو موت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں تمنا کرتے تھے۔ بس اب تم نے اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

اور محمد فقط رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا تو ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا (یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ رسول ایک نہ ایک روز انتقال فرمائیں گے اس لئے تم کو ان کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہیے جیسے کہ ان کے سامنے ثابت ہو۔)

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝

اور کسی ذی نفس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ بغیر حکم الٰہی کے مر جائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر

ہے۔ ایسے ہی رسول کی موت بھی وقت مقرر پر موقوف ہے اور جو دُنیا کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اُس کو اُس سے دیتے ہیں اور جو آخرت کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اُس کو اُس سے دیتے ہیں اور عنقریب شکرگزاروں کو ہم اچھا بدلہ دیں گے۔

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (۳ : ۱۴۸)

اور بہت سے پیغمبر ایسے گزرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خداوالوں نے جہاد کیا ہے اور راہِ خدا میں جو مصیبت اُن کو پہنچی اُس سے کمزور اور ضعیف اور ماندہ نہیں ہوئے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (اور جو جہاد کے وقت) وہ یہی دُعا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش اور جو ہم سے ہمارے کام میں زیادتیاں ہوگئی ہیں اُن سے درگزر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کفار پر ہماری مدد فرما۔ تو خدا نے اُن کو دُنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝

اے ایمان والو! اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر تم نقصان والے ہو جاؤ گے بلکہ خدا تمہارا مولا ہے اور وہ بہتر مددگار ہے (اُسی کی اطاعت کرو)۔

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ یعنی عنقریب میں کفار کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دوں گا کیونکہ وہ مشرک ہیں) تو تم یہ نہ سمجھو کہ انجام اُن کے واسطے ہوگا نہیں بلکہ انجام تمہارے ہی واسطے ہوگا اور تم اُن پر غالب ہو گے۔ کیونکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور میری اطاعت کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کو مصیبت پہنچی تو تمہارے بعض گناہوں کے سبب سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے نبی کے خلاف کیا تھا)

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَ

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

اور بے شک اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اُس کو سچا کر دیا جبکہ تم کفار کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم مالِ غنیمت کو دیکھ کر لڑائی سے بزدل ہو گئے اور کام میں جھگڑا ڈال دیا اور اپنے سردار عبداللہ بن جُبیرؓ کی تم نے مورچے میں جمے رہنے میں) نافرمانی کی بعد اُس کے کہ دکھا یا اللہ نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں سے دُنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزمادے اور بے شک خدا نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

جب تم بھاگے چلے جارہے تھے اور پیچھے مُڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسولؐ تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے اس لئے تم کو رنج کے بعد رنج پہنچا۔ تاکہ تم غمگین نہ ہو اُس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اُس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اُن کاموں سے جو تم کرتے ہو"۔

باب ۱۰

غزوۂ اُحد اور قرآنی آیات (۲)

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

پھر خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت طاری کی (کہ مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ وسلامت دیکھ کر خوشی کے مارے سارا رنج وغم بھول گئے) اور اونگھ نے تم میں سے ایک گروہ کو ڈھک لیا اور ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی ۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے ہمارے اختیار کی کیا بات ہے ۔ کہہ دو سب کام خدا ہی کے اختیار میں ہیں ۔ یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو (اے رسول) تمہارے سامنے ظاہر نہیں کرتے ہیں ۔ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے ۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمالے اور تمہارے دلوں کو پاک کر دے اور اللہ سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ بنو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں

سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ اللہ نے اِن کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تاکہ اِن کے دلوں میں یہی حسرت رہے اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ○

اور اگر تم راہِ خدا میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اُس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○

رحمتِ الٰہی سے تم ان کو نرم دل ملے ہو اور اگر تم سخت گو غصہ والے ہوتے تو ضرور یہ لوگ (اُحد کی جنگ میں) تمہارے اردگرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو اور ان کے واسطے دُعائے مغفرت کرو۔ اور (امرِ جنگ میں) ان سے مشورہ لو اور جب پُورا قصد کر دو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر اللہ تعالےٰ تمہاری یاری ترک کرے۔ پس کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ مؤمن صرف اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۔

نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مال خیانت کو لیکر قیامت کے روز حاضر ہو گا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اُس نے کمایا ہے اُس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

کیا جس نے رضامندیٔ خدا کی پیروی کی وہ اُس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غصہ میں آگیا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالےٰ اُن کے سب کاموں کو دیکھتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

مومنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حکمت اُن کو تعلیم کرتا ہے تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں۔ اور بُرائیوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

کیا جب تم پر اُحد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہنچی۔ حالانکہ بدر کی جنگ میں اِس سے دُگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ کہدو یہ تمہارے ہی پاس سے ہے۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝

اور جو مصیبت تم کو اُحد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہنچی۔ وہ خدا کے حکم سے تھی تاکہ خدا تم میں سے مومنوں اور منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ لوگ اُس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور اللہ اُن کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ

الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝

جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک دو۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ راہِ خدا میں قتل ہوتے ہیں اُن کو تم مُردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، کھاتے پیتے خوش ہیں اُس نعمت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے دی ہے اور اُن لوگوں کی خوش خبری پاتے ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ اُن پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں اُن کی رُوحیں اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صُورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں میں آرام کرتے ہیں اور پھر جب اپنی خوش عیشی اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد کی طرف رغبت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ کریم نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ

ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازے پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح و شام جنت سے اُن کو رزق ملتا ہے۔

ابن مسعودؓ سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ ابن مسعودؓ نے کہا ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا فرمایا تمہارے بھائی جو اُحد میں شہید ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے۔

جنّت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں ۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں - پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے دریافت کیا کہ اے میرے بندو ! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے ۔ اُنھوں نے عرض کیا ۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی ۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوسکتی ہے کہ ہم جنّت میں جہاں چاہتے ہیں چل اور میوے کھاتے پیتے ہیں ۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہی سوال کیا اور اُنھوں نے یہی جواب دیا ۔ پھر تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ، اور اُنھوں نے یہی جواب دیا اور عرض کیا کہ خداوندا ! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے ، اور ہم دُنیا میں جاکر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں ۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے جابرؓ میں تجھ کو ایک خوشخبری سُناؤں ۔ میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنائیے ۔ فرمایا ۔ تمہارے باپ جو اُحد میں شہید ہوئے تھے تعالیٰ نے اُن کو زندگانی عطا فرمائی ہے اور فرمایا اے عبداللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کر دوں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں ۔

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دُنیا سے جُدا ہوتا ہے پھر وہ دُنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دُنیا کی نعمتیں اس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں دوبارہ آکر جہاد کرے ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝

جن لوگوں نے خدا اور رسُول کا حکم مانا اس کے بعد کہ انہیں (جہاد میں) زخم لگ چکے تھے اُن میں سے نیک اور متقی لوگوں کے لئے اجرِ عظیم ہے ۔ جن لوگوں سے مکہ آکر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں ۔ پس تم اُن سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سُن کر ایمان زیادہ ہُوا اور اُنھوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے ۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝

پس واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی برائی اُن کو نہ پہنچی اور خدا کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

بے شک یہ خبر شیطانی تھی وہ دوستوں سے تمہیں ڈراتا ہے۔ پس تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور اے رسول تم اُن لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور اُن کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اور تم یہ نہ خیال کرو کہ کفار کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ اُن کے نفس کے لئے بہتر ہے۔ ہم اِن کو اس لئے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں اور اِن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (۳ : ۱۷۹)

خدا مومنوں کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اے منافقو تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا و رسول پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔

باب ۱

شُہدائے اسلام اور مقتولینِ قریش

شہدائے اسلام مہاجرین

۱۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم شہید ہوئے۔ وحشی جبیر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا۔

۲۔ اور بنی امیہ بن عبد شمس میں سے عبداللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے۔

۳۔ اور بنی عبدالدار بن قصیٰ سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے۔ ان کو ابن قمئہ لیثی نے قتل کیا تھا۔

۴۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے۔ یہ چار شخص مہاجرین میں سے تھے۔

انصار شہداء

۱۔ بنی عبدالاشہل میں سے :-

۵۔ عمرو بن معاذ بن نعمان۔

۶۔ اور حرث بن انس بن رافع۔

۷۔ اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔

۸۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش

۹۔ اور عمرو بن ثابت بن وقش۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا ہے کہ

۱۰۔ سلمہ اور عمرو کے والد ثابت بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

۱۱۔ اور رفاعہ بن وقش

۱۲۔ اور ابو حذیفہ بن یمان کے باپ حسیل بن جابر۔ ان کو یمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کو مسلمانوں نے دھوکہ میں قتل کر دیا تھا اور ابو حذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں

کو معاف کردیا تھا۔

۱۳۔ اور صیفی بن قیظی

۱۴۔ اور حباب بن قیظی

۱۵۔ اور عباد بن سہل

۱۶۔ اور حرث بن اوس بن معاذ۔ یہ سب بارہ شخص تھے۔

اور اہلِ راتج میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔

۱۷۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاشہل

۱۸۔ اور عبید بن تیہان

۱۹۔ اور حبیب بن یزید بن تیم۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

۲۰۔ اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے۔

۲۱۔ ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید۔

۲۲۔ اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امتہ۔ ان کو شداد بن شعوب لیثی نے شہید کیا تھا اور یہی غسیلِ ملائکہ ہیں۔ یہ دو شخص تھے۔

۲۳۔ اور بنی عُبید بن زید میں سے اُنیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔

۲۴۔ اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابو حَیّہ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے۔
ابن ہشام کہتے ہیں ابو حَیّہ بن عمرو بن ثابت ہیں۔

۲۵۔ اور عبداللہ بن جُبیر بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

۲۶۔ اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ بن خیثمہ ابو سعد ایک شخص شہید ہوئے۔

۲۷۔ اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان میں سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک شخص شہید ہوئے۔

۲۸۔ اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سبیع بن حاطب بن حرث بن قیس بن ہیشہ ایک شخص تھے۔

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے:

۲۹۔ عمرو بن قیس

۳۰۔ اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔

۳۱۔ اور ثابت بن عمرو بن زید
۳۲۔ اور عامر بن مخلد۔ چار شخص

اور بنی مبذول میں سے :۔
۳۳۔ ابو ہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقفت بن مالک بن مبذول۔
۳۴۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔
۳۵۔ اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ اوس حضرت حسانؓ بن ثابت کے بھائی ہیں۔

اور بنی عدی بن بخار میں سے :۔
۳۶۔ انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک کے چچا تھے۔

اور بنی مازن بن بخار میں سے :۔
۳۷۔ قیس بن مخلد اور
۳۸۔ کیسان، قیس بن مخلد کا غلام۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی دینار بن بخار میں سے :۔
۳۹۔ سلیم بن حرث اور
۴۰۔ نعمان بن عبد عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی حرث بن خزرج میں سے :۔
۴۱۔ خارجہ بن زید بن ابی زہیر
۴۲۔ اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔
۴۳۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔
۴۴۔ مالک بن سنان بن جبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر یہ ابوسعید خدری کے والد تھے اور ابوسعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔
۴۵۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر۔

۴۶ ۔ اور عقبہ بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر ۔ یہ تین شخص شہید ہوئے ۔

اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ۔

۴۷ ۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ ۔

۴۸ ۔ اور ثقف بن فروہ بن عدی ۔ یہ دو شخص شہید ہوئے ۔

اور بنی طریف میں سے :۔

۴۹ ۔ عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف ۔

۵۰ ۔ اور بنی جہینہ میں سے ان کے حلیف ضمرہ ۔ یہ دو شخص شہید ہوئے ۔

اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے :۔

۵۱ ۔ نوفل بن عبداللہ ۔

۵۲ ۔ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان ۔

۵۳ ۔ اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم ۔

۵۴ ۔ اور مجذر بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ بلی سے ۔

۵۵ ۔ اور عبادہ بن حسحاس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذر اور عبادہ ایک قبر میں مدفون ہوئے ۔

۵۶ ۔ اور بنی حبلی میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے ۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے :۔

۵۷ ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۵۸ ۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام ۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے ۔

۵۹ ۔ اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام ۔

۶۰ ۔ اور ابوایمن (عمرو بن جموح کے آزاد غلام) چار شخص شہید ہوئے ۔

اور بنی سواد بن غنم سے :۔

۶۱ ۔ سلیم بن عمرو بن حدیدہ ۔

۶۲ ۔ اور ان کے آزاد غلام عنترہ

۶۳ ۔ اور اسہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس ۔ یہ تین شخص شہید ہوئے ۔

اور بنی رزیق بن عامر سے :-

۶۴۔ ذکوان بن عبد قیس

۶۵۔ اور عبید بن معلی بن لوذان۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معلی بن حبیب میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ ۶۵ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں :-

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن نمیلہ (ان کے حلیف مزینہ سے)

اور بنی خطمہ میں سے حرث بن عدی بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ شہید ہوئے اور خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک بن نجار سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

مقتولین قریش ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو مشرکین کے علمبردار تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔

۱۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۲۔ اور ابو سعد بن ابی طلحہ کو سعدؓ بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ ہی نے اس کو بھی قتل کیا۔

۳۔ اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۴۔ اور سافع بن طلحہ

۵۔ اور جلاس بن طلحہ

ان دونوں کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔

۶۔ اور کلاب بن طلحہ

۷۔ اور حرث بن طلحہ کو بنی ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبدالرحمٰنؓ

بن عوف نے قتل کیا ہے۔

۸۔ اور ارطات بن عبد شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۹۔ اور ابو یزید بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو اور

۱۰۔ اس کے ایک حبشی غلام صواب کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علیؓ نے اور بعض کہتے ہیں سعدؓ بن ابی وقاص نے۔ اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہؓ نے قتل کیا ہے۔

۱۱۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی قتل ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے :-

۱۲۔ عبد اللہ بن حمید بن زہیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے ان کے حلیف :-

۱۳۔ ابو الحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۴۔ اور سباع بن عبد العزیٰ۔ عبد العزیٰ کا نام عمرو بن نضلہ ہے اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے :-

۱۵۔ ہشام بن امیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔

۱۶۔ اور ولید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔

۱۷۔ اور ابو امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۸۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ چار شخص اس قبیلہ سے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے

۱۹۔ عمرو بن عبد اللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابو عزہ کہتے تھے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ گرفتاری قتل فرمایا۔

۲۰۔ اور اُبی بن خلف بن وھب بن حذافہ بن جمح جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

۲۱۔ اور بنی عامر بن لوئی میں سے :-

۲۱۔ عبیدہ بن جابر

۲۲۔ اور شیبہ بن مالک بن معزب۔ ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ مشرکین میں سے یہ بائیس آدمی قتل ہوئے۔

جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراء عرب نے کہے ہیں اُن میں سے چند اشعار ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اشعار حضرت حسّانؓ بن ثابت

سُقْتُمْ كِنَانَةَ جَهْلًا مِنْ سَفَاهَتِكُمْ　　إِلَى الرَّسُولِ فَجُنْدُ اللّٰهِ مُخْزِيهَا

ترجمہ:۔ اے قریش بنی کنانہ کو تم اپنی جہالت اور بیوقوفی سے رسولِ خدا کے مقابلے پر لائے تو خدا کا لشکر اُن کو ذلیل کرنے والا ہے۔

أَوْرَدْتُمُوهَا حِيَاضَ الْمَوْتِ ضَاحِيَةً　　فَالنَّارُ مَوْعِدُهَا وَالْقَتْلُ لَاقِيهَا

" موت کے کھلے ہوئے اور ظاہر مقاموں پر تم نے ان کو لاکر کھڑا کر دیا لہٰذا آگ اُن کی وعدہ گاہ ہے اور قتل اُن سے ملنے والا ہے "

جَمَّعْتُمُوهُمْ أَحَابِيشَ بِلَا حَسَبٍ　　أَئِمَّةَ الْكُفْرِ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيهَا

" تم نے بے حسب اور ذلیل وحابیش کو جمع کیا۔ کفر کے پیشواؤں میں متکبر لوگوں نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

أَلَا اعْتَبَرْتُمْ بِخَيْلِ اللّٰهِ إِذْ قَتَلَتْ　　أَهْلَ الْقَلِيبِ وَمَنْ أَلْقَيْنَهُ فِيهَا*

" کیا تم نے خدا کے لشکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے اُن لوگوں کو قتل کیا جو بدر کے گڑھے میں ڈال دیئے گئے تھے۔

كَمْ مِنْ أَسِيرٍ فَكَكْنَاهُ بِلَا ثَمَنٍ　　وَجَزِّ نَاصِيَةٍ كُنَّا مَوَالِيهَا

" تمہارے بہت سے قیدی ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پیشانی کے بال کتر کے چھوڑ دیئے جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے

کعب بن مالک کے اشعار

أَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلَى نَأْيِهَا　　أَتَفْخَرُ مِنَّا بِمَا لَمْ تَلِي

ترجمہ:۔ قریش ہم سے دور ہیں مگر ان کو یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات میں فخر کرتے ہو جو تمہیں میسّر نہیں ہوتی ۔

فَخَرْتُمْ بِقَتْلَى آصَابَتْهُمْ ؛ فَوَاضِلَ مِنْ نِعَمِ الْمُفَضَّلِ

" تم نے ہمارے اُن لوگوں کی شہادت پر فخر کیا ہے جنہیں صاحب فضل وکرم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہترین نعمتیں ملی ہیں ۔

فَحَلُّوْا جِنَانًا وَ اَبْقَوْا لَكُمْ أُسُوْدًا تُحَامِيْ عَنِ الْاَشْبُلِ

" یہ شہداء جنت میں پہنچ گئے اور تمہارے لئے ایسے شیروں کو چھوڑ گئے ہیں جو اپنے بچوں کی پوری حفاظت کر سکتے ہیں ۔

تُقَاتِلُ عَنْ دِيْنِهَا وَسْطَهَا نَبِيٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلِ

" یہ اپنے دین کے لئے لڑ رہے ہیں ۔ اُن کے درمیان وہ نبیؐ موجود ہیں جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے " ۔

باب ۱۰۲

رجیع کا المناک واقعہ

معلّم کے لئے درخواست

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اُحد کی جنگ کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں۔

اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تاکہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابی ان لوگوں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ ہیں :-

۱۔ مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہؓ کے حلیف۔

۲۔ اور خالدؓ بن بکیر لیثی، بنی عدی بن کعب کے حلیف

۳۔ عاصم بنؓ ثابت بن ابی اقلح قبیلۂ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے۔

۴۔ اور خبیبؓ بن عدی قبیلۂ بنی جحبی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے۔

۵۔ اور بنی بیاضہ میں سے زید بن دثنہ بن معاویہ۔

۶۔ عبداللہؓ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف۔

ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثدؓ بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔

دھوکے بازی اور غدّاری

جب قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ ان صحابہؓ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارے پر واقع ہے، تو ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ غداری کی اور قبیلۂ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ صحابہؓ اس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آرہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا واللہ! ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لے جائیں اور ان سے

تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثدؓ بن ابی مرثد اور عاصمؓ بن ثابت اور خالدؓ بن بکیر نے کہا، خدا کی قسم! ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے۔ اور عاصمؓ کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے نعش کی حفاظت عاصمؓ کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصمؓ کے سر کو مکہ میں لے جا کر سُلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں۔ کیونکہ جب عاصمؓ نے اُس کے دونوں بیٹوں کو اُحد میں قتل کیا تھا تو اُس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھے موقعہ ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیئوں گی۔ جبکہ عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ کوئی مُشرک مجھے ہاتھ نہ لگائے اور نہ میں کسی مشرک کو ہاتھ لگاؤں۔ وہ اُنہیں ناپاک سمجھتے تھے۔ جب ہذیل نے ایسا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اِس زور کی بارش برسائی کہ وہ لوگ اِن کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اُسی بارش کی رَو میں اُن کی نعش بہہ گئی۔ اور کسی کو اُس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عاصمؓ کا یہ واقعہ سُنا تو فرمایا کہ یہ اُسی دعا کا سبب تھا جو عاصمؓ نے اپنی زندگانی میں اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

ابن طارق کی شہادت زیدؓ بن وثنہ اور خبیبؓ بن عدی اور عبداللہؓ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور اُنہوں نے اپنے آپ کو بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارقؓ نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے اُن کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھر مارے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں اِن کو دفن کر دیا۔ خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن وثنہ کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ میں جو مکہ میں قید تھے فروخت کر دیا۔ خبیبؓ کو تو حجیر بن ابی وہاب تمیمی بنی نوفل کے حلیف نے خریدا، عقبہ بن حرث بن عامر بن نوفل کے لئے کیونکہ ابو اہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اُس کے باپ کو خبیبؓ نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا۔

زیدؓ بن وثنہ کی شہادت زیدؓ بن وثنہ کو صفوان بن اُمیّہ نے اپنے باپ اُمیّہ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو اِن کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے۔ اِس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا

دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے اِن کو باہر لے گئے۔

ابوسفیان نے کہا اے زیدؓ تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمدؐ کی اس جگہ گردن ماریں۔ زیدؓ نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا رہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانٹا بھی چبھے۔ ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمدؐ کے اصحاب کو محمدؐ کا دوست دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدؓ بن وثنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت

حجیر بن ابی اہاب کی لونڈی ماویہ کہتی ہے کہ خبیبؓ میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ اُن کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اُس میں سے انگور کھا رہے ہیں۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر ماویہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیبؓ نے مجھ سے کہا کہ اُسترہ مجھے دیدو تا کہ میں شہادت کے لئے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کو اُسترہ دیا اور کہا کہ یہ خبیبؓ کو دیدے۔ پھر مجھ کو خوف ہوا کہ خبیبؓ کہیں اس لڑکے کو اُسترے سے قتل نہ کر دے اور اپنے خون کا بدلہ لیلے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی۔ لڑکا خبیبؓ کو اُسترہ دے آیا۔ خبیبؓ نے اُس سے کہا۔ تیری ماں کو خیال ہوا ہے کہ کہیں میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ پھر خبیبؓ نے اُس کو جانے دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیبؓ کو لے کر مقام تنعیم میں آئے تا کہ ان کو قتل کریں۔ خبیبؓ نے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ خبیبؓ نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیبؓ نے ہی اہلِ اسلام کے لئے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ قائم کیا۔

راوی کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیبؓ کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیبؓ نے اُس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسولؐ کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ! ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ۔ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

ابوسفیان کے بیٹے معاویہؓ کہتے ہیں میں اُس وقت موجود تھا۔ جب خبیبؓ نے قریش کو یہ

بددعا دی اللہ میں اُس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حرث سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا ہے کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابو میسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا اُس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس حربہ کے ساتھ خبیب کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب نے سعید بن عامر بن خذیم جمحی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور ان کو بیکایک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمرؓ سے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے سوال کیا کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اُس نے کہا اے امیر المومنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیبؓ کو قتل کیا گیا ہے اور اُن کی بددعا میں نے سنی تھیں۔ واللہ جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں قریش نے حرام مہینہ میں خبیبؓ کو قید رکھا پھر اُس کے گذرنے کے بعد اُن کو شہید کیا۔

واقعے کے بارے میں قرآنی آیات

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے تو بعض منافقوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ دیوانے تھے جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں پر جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ ۚ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ (۲ : ۲۰۴)

اور (اے رسول) ایک وہ شخص ہے جس کا قول تم کو دنیا کی زندگی میں اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں فساد کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے اور

خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خُدا سے خوف کر تو اُس کو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے (یعنی گناہ سے زیادہ باز رہنے کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے) پس کافی ہے اُس کو جہنم اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضامندی میں فروخت کرتے ہیں اور خدا بندوں پر مہربان ہے۔

خبیبؓ کے اشعار

ابن اسحاق کہتے ہیں خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے موقعہ پر یہ اشعار پڑھے ؎

لَقَدْ جمع الاحزاب حولی و اَلّبُوا	قبائلھم و استجمعوا کُلّ مجمع

ترجمہ:۔ دیکھو تو ان گروہوں نے اپنے اپنے قبائل کو میرے چاروں طرف اکٹھا کر لیا اور دعوت دے دیکر مجمع فراہم کیا۔

وَکُلُّھُمْ مُبْدِی العداوۃ جاھدٌ	علیّ لانّی فی وثاقٍ بمضیع

" یہ سب کے سب مجھ سے اپنی عداوت برملا بیان کر رہے ہیں اور مجھی پر زور آزمائی کر رہے ہیں کیونکہ میں رسیوں میں بندھا ہوا اپنے مقتل میں بے بس ہوں۔

وَقَدْ جمعوا ابناءھم و نساءھم	وقربت من جذعٍ طویلٍ مُمَنّعِ

" انھوں نے اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بلا کر اکٹھا کر لیا اور مجھے ایک تنے کے قریب کر دیا گیا ہے۔

اِلَی اللہِ اشکو غربتی ثُمّ کُربتی	وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی

" میں خدا کے حضور اپنی غربت اور جانکاہی کی شکایت کرتا ہوں اور اُس بندوبست کی جو لشکروں نے میرے قتل کے لئے کیا۔

فذا العرش صَبّرنی علٰی ما یُرادُ بی	فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی

" پس عرش والے ہی نے مجھ کو اس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ انھوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے۔

و ذٰلِکَ فِی ذات الالٰہ وَ اِنْ یَّشَاءَ	یُبَارِکْ عَلٰی اوصالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

" اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان حصے کے جوڑوں پر برکت عنایت کرے۔

وَقَدْ خَيَّرُوْنِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتَ دُوْنَهُ ۔۔۔ وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

ترجمہ:۔ انہوں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مگر یہ بے صبری کے آنسو نہیں ہیں۔

وَمَا بِي حِذَارُ الْمَوْتِ إِنِّي مَيِّتٌ ۔۔۔ وَلٰكِنْ حِذَارِي جَحْمُ نَارٍ مُلَفَّعِ

" مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بے شک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی شعلہ زن آگ کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔۔۔ عَلٰى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللّٰهِ مَضْجَعِي

" پس جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے کہ مجھے کس پہلو پر پچھاڑ کر مارا جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں سے جن لوگوں نے خبیبؓ بن عدی کے قتل میں کوشش کی وہ یہ ہیں:۔

عکرمہ بن ابی جہل اور سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدوُدّ اور اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف اور عبیدہ بن حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن الاوقس سلمی بنی اُمیہ بن عبدشمس کا حلیف اور اُمیہ بن ابی عُتبہ اور حضرمی کے بیٹے۔

اشعار حسانؓ بن ثابت ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہؓ کا مرثیہ کہا جو اس واقعہ میں شہید ہوئے۔

مرثیہ

صَلَّى الْإِلٰهُ عَلَى الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا ۔۔۔ يَوْمَ الرَّجِيْعِ فَأُكْرِمُوْا وَأُثِيْبُوْا

ترجمہ:۔ خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں ایک بعد دیگرے شہید ہو کر بزرگی اور ثواب کو پہنچے۔

وَأَبُو الشَّرِيَّةِ مَرْثَدٌ وَأَمِيْرُهُمْ ۔۔۔ وَابْنُ الْبُكَيْرِ إِمَامُهُمْ وَخُبَيْبُ

" اور مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے اور ابن البکیر جو لشکر کے امام تھے اور خبیب (رضی اللہ عنہ)

وَابْنٌ لِطَارِقٍ وَابْنُ دَثْنَةَ مِنْهُمُ ۔۔۔ وَافَاهُ ثَمَّ حِمَامُهُ الْمَكْتُوْبُ

" اور طارق کے فرزند اور ابن دثنہ بھی انہی میں سے تھے وہیں ان کی موت ان کو پہنچی

جو اُن کے لئے لکھی ہوئی تھی ۔

وَالعَاصِمُ المقتولُ عندَ رجیحِهِمْ　　کسب المعالی انّـه لکسوب

ترجمہ :۔ اور عاصم جو رجیع کے پاس شہید ہوئے ، بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے حاصل کرنے والے تھے ۔

مَنَعَ المَقَادَةَ اَنْ یَنَالُوا ظَهْرَهٗ　　حَتّٰی یُجَالِدُ اِنَّهٗ لَنَجِیْبٌ

" لوگوں کو اُنھوں نے اپنی پُشت کے قریب نہ آنے دیا ، یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار سے جنگ کی ، بے شک یہ بڑے جوانمرد تھے ۔

باب ۱۰۳

بئرِ معونہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کا باقی مہینہ اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے اور مشرکوں ہی نے حج کا انتظام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینے کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بئر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

معلمین کی روانگی ابن اسحاق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت کی۔ اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ آپ اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو مجھ کو اُمید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ دھوکہ بازی نہ کریں۔ ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ آپ نے اس کے کہنے سے چالیسؓ صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ منذرؓ بن عمرو، حرثؓ بن صمہ، حرام بن ملحان، بنی نجار میں سے اور عروہؓ بن اسماء بن صلت سلمی، نافعؓ بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیسؓ شخص تھے۔

عامر بن طفیل کا فریب مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بئر معونہ پر پہنچے یہ مقام بنی عامر اور بنی سلیم کے شہروں کے درمیان تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا۔ جب صحابہ یہاں آکر ٹھہرے تو حرام بن ملحان کو انہوں نے ایلچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اُس نے خط کو بھی نہ دیکھا اور فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہؓ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے لئے ضامن ہُوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رعل

اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہؓ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے قبول کیا اور صحابہ کی طرف روانہ ہوئے اور چاروں طرف سے صحابہؓ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر اُن پر جا پڑے اور سب صحابہؓ شہید ہوئے سوا کعب بن زید کے کہ ان میں ایک رمق جان باقی تھی۔ اس حالت میں مقتولین کے درمیان سے انھیں لایا گیا اور پھر بالکل تندرست ہو کر خندق کی جنگ میں شہید ہوئے۔

عمرو بن اُمیہ اور منذر کی مردانگی

راوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن حلاج تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اِن دونوں کو صحابہ کے اس واقعہ کی خبر ایک پرندہ سے معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے ڈیروں پر چکر کھا رہا ہے اُس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے کہ واللہ! اس پرندہ کی کوئی خاص حالت ضرور معلوم ہوتی ہے۔ پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں اور ان کے گھوڑے کھڑے ہیں۔ انصاری شخص نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور اس واقعہ کی خبر کریں۔ انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اُس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں منذر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہماری خبر دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گذار کر دیں گے۔

پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو قبیلۂ مضر سے ہیں تب انھوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے اُن کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔

دو عامریوں کا قتل

عمرو بن اُمیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے تو وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آ کر ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمرو مدنی کہتے ہیں کہ یہ دونوں بنی سُلیم میں سے تھے اور یہ دونوں شخص عمرو بن اُمیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن اُمیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے

صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟
انھوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ملال

پھر جب عمرو بن امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی تو اُن کو بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ اُن پر نہایت شاق گزرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت کے ضامن ہوئے تھے۔

رُتبۂ شہادت

ان شہیدوں میں عامر بن فہیرہ رضی بھی تھے جن کے بارے میں عامر بن طفیل کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ قتل ہوا تو آسمان و زمین کے درمیان معلق ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا عامر بن فہیرہ ہے۔
ابن اسحاق کہتے ہیں جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا اور پھر مسلمان ہو گیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اُس کے سینہ سے پار ہو گیا اور اُس نے کہا۔ "فزت واللہ" خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ جبار کہتا ہے میں اُس کی اس بات کو سُن کر حیران ہُوا کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا ہے؟ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پُوچھا۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب شہادت پر فائز ہونا تھا جو اُس کو نصیب ہوئی۔

عامر بن طفیل پر حملہ

پھر ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا اور اُس کے ایک نیزہ مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا اور وہ اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پھر کہنے لگا یہ ابو براء کی کارروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اُس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہو گی اس کے موافق عمل کروں گا۔

باب ۱۰۲

یہود بنی نضیر کی جلاوطنی

یہود کی ناپاک سازش ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی دونوں مقتولوں کے خون بہا کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بنی نضیر میں تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دے دی تھی اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے اس سبب سے آپؐ نے ان سے گفتگو کی۔ انھوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے یہ پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ پھر کبھی ہاتھ نہ لگے گا محمدؐ کو زندہ نہ چھوڑو۔ اور ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب کو انھوں نے اس کام پر آمادہ کیا کہ جب دیوار کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہ دوسری طرف سے اس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گرا دے تاکہ آپؐ شہید ہو جائیں۔ آنحضرتؐ کو جبرائیلؑ نے اس واقعہ کی خبر کی اور اسی وقت رسول اللہ بغیر کسی سے کہے سنے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہؓ آپؐ کو تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انھوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا اور اس نے کہا کہ میں نے رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ سنکر مدینہ چلے آئے۔

بنی نضیر کا محاصرہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بنی نضیر کے اس مکروفریب کا حال بیان کیا اور بنی نضیر سے جنگ وحرب کی تیاری کا حکم دیا۔ اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے آنحضرتؐ روانہ ہوئے اور ربیع الاوّل کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محاصرے میں چند شب وروز گزر گئے تب آپؐ نے حکم دیا کہ ان کے اشجار کاٹ دیئے جائیں اور کھیتوں میں آگ

لگا دی جائے۔ اُس وقت بنی نضیر نے شور مچایا کہ اے محمدؐ تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو اور فسادی کو بُرا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو اور جلواتے ہو۔

منافقین کی فتنہ پردازی بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوقل اور داعس اور سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انھوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ اگر تم مُسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اس بھروسہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے اُن کی کچھ مدد نہ کی اور وہ لاچار ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اُونٹوں پر لے جایا جاسکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اس بات کو منظور فرمایا اور وہ اپنا تمام مال واسباب اُونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ پھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو اُن میں سے ملکِ شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے اُن میں سردار یہ لوگ تھے۔ سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب۔

یہود کے اموال کی تقسیم ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور اُن کی عورتیں گیت گاتی اور دَف بجاتی جاتی تھیں اور ان میں ایک عورت عروہ بن ورد عبسی کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی۔ کہ اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ بنی نضیر اپنا باقی مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ گئے۔ اور یہ مال خاص نبی کریمؐ کا تھا جہاں آپؐ چاہتے اس کو خرچ کرسکتے تھے۔ اور اُن مہاجرین پر آپؐ نے اس مال کو تقسیم کیا جنھوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے رسولؐ اللہ نے کچھ نہیں دیا سوا ایک سہل بن حنیف اور ابودجانہ کے کہ جب اُنھوں نے آپؐ سے اپنی تنگ دستی بیان کی تو آپؐ نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جحاش نے اور دوسرے ابوسعد بن وہاب نے۔ اور رسولؐ اکرم نے اُن کے مالوں پر اُن کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یامین سے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے بھائی عمرو بن جحاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا؟ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن جحاش کو قتل کرا دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر نازل فرمائی ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن پر غالب و مسلط کرنے اور پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے :-

آیاتِ قرآنی

چنانچہ فرماتا ہے :-

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (۵۹ : ۲)

ترجمہ :- وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہلِ کتاب سے تھے اُن کے گھروں سے نکالا۔ اے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے (کیونکہ اُن کی قوت و حشمت بہت تھی) اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ تو خدا کا عذاب اُن پر اُس جگہ سے آیا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔ پس اے آنکھوں والو! ان کے حال سے عبرت پکڑو۔

وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

اور اگر خدا ان کے واسطے جلاوطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دُنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ۝

جو کھجور کے درخت تم نے قطع کئے وہ خدا کے حکم سے کئے اور جن کو تم نے اُن کی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقوں کو ذلیل کرے۔

فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ: تو اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن خدا اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ

" جو کچھ دولت اور مال بستی والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا تو وہ خدا اور رسول اور اُن کے قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ مال و دولت تمہارے تونگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں اُس کو لو اور جو نہ دیں اُسے سے باز رہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الیٰ قولہ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ -

(۵۹ : ۱۷)

باب[1]

غزوۂ ذات الرقاع

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نضیر کے غزوہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ مگر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا جہاں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ربیع الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپؐ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابو ذرؓ غفاری اور بقول بعض حضرت عثمانؓ کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نامی ایک درخت تھا۔

صلوٰۃ خوف

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذات الرقاع میں آکر فروکش ہوئے تو قبیلہ غطفان کے لوگ کثیر لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آئے اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے نماز خوف پڑھائی۔

جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے۔ اور یہ نماز اس صورت میں ہوئی کہ نصف آدمی آپؐ کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے مقابلے میں صف بستہ کھڑے رہے جب آپؐ ایک رکعت پڑھ چکے تو یہ لوگ جو آنحضرتؐ کے ساتھ تھے دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور اُن لوگوں نے جو نبی کریمؐ کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آکر اپنی دوسری رکعت پوری کی۔ یعنی لشکر کے دونوں حصوں نے ایک ایک رکعت حضورؐ کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی۔

---

[1] اس کی تفصیل فقہ کی کتب میں موجود ہے۔ مترجم

غورث کا واقعہ بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں محمدؐ کو قتل کر آؤں۔ قوم نے کہا اس سے بہتر کیا ہے؟ مگر تو یہ کام کیوں کر کر سکیگا اُس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ اُس وقت تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمدؐ! میں ذرا آپؐ کی تلوار دیکھ لوں۔ آپؐ نے فرمایا دیکھ لے۔ راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ غورث نے اُس کو اُٹھا لیا اور میان سے نکال کر ہلانے لگا اور کہا اے محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خدا میرا محافظ ہے میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضورؐ کے آگے رکھ دیا۔

آیاتِ قرآنی اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَن يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ (۵: ۱۱)

یعنے اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا۔ پس خدا نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور خدا سے ڈرتے رہو اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے جب کہ اُنھوں نے آپؐ کے قتل کرنے کے لئے مکر کیا تھا۔

حضرت جابرؓ کے اُونٹ کا واقعہ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو میری سواری کا اُونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ رسولِ کریمؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرا اُونٹ نہیں چلتا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اس کو بٹھا دو۔ میں نے اُونٹ کو بٹھایا۔ آپؐ نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دیدو یا کسی درخت میں سے توڑ لاؤ۔ میں نے ایک لکڑی لاکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم اونٹ پر سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا اور پھر آپؐ نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اُس اُونٹ کو ماری۔ اب جو چلے تو

اُونٹ آپؐ کے ناقے کے برابر چل رہا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا دواں ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اُونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپؐ کو ہبہ کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپؐ ہی اس کی قیمت لگائیے۔ فرمایا میں نے اسے ایک درہم کے عوض لے لیا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا دو درہم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے۔ یہاں تک کہ رسول کریمؐ بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ ایک اوقیہ پر آپؐ راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اُونٹ آپؐ کا ہو چکا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! تو نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسولؐ اللہ! فرمایا باکرہ عورت سے یا ثیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی؟ وہ تم سے خوش ہوتی اور تم اُس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے اور اُنہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو اُن کی دیکھ بھال کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاء اللہ برکت ہو گی۔

اور اے جابرؓ اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دیں گے اور آج کا دن وہیں گزاریں گے۔ اے جابرؓ تمہاری بیوی اپنے تکیوں کو صاف کرے گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس تکئے کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہوں گے اور تم کو اُس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے۔ پھر شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ ہم بھی اپنے گھر گئے۔

جابرؓ کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

۱؎ باکرہ وہ عورت ہے جس کی شادی نہیں ہوئی اور ثیبہ وہ عورت ہے جس کی شادی ہو چکی ہو۔ ۱۲

ہُوا اور اُونٹ کو مسجد کے دروازے پر باندھ کر خود مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ یہ اُونٹ کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ اُونٹ جابر لائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر کہاں ہیں؟ مَیں بُلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے! اپنے اُونٹ کو لے جاؤ۔ یہ تمہارا ہی ہے اور پھر بلالؓ کو حکم دیا کہ جابرؓ کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ حرّہ کی جنگ جب ہُوئی تو ضائع ہوگیا۔

عبادت کا ذوق وشوق

جابر کہتے ہیں جب ہم غزوۂ ذات الرقاع سے واپس ہُوئے تو ایک شخص نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کیا تھا اور اُس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اُس کو خبر ہوئی تو اُس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحابِ محمد کا خون نہ بہا لوں گا واپس نہ ہوں گا۔

پھر یہ شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے پیچھے روانہ ہُوا۔ نبی کریمؐ منزل پر پہنچ کر فروکش ہُوئے اور فرمایا کون شخص ہے جو آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا؟ عمّارؓ بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسولؐ اللہ! ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ اُن میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔

چنانچہ یہ دونوں اُس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجری سے کہا کہ تم اوّل شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجری نے کہا مَیں آخر رات جاگوں گا۔ تم اوّل رات تک جاگ لو۔ پھر مہاجری سو رہے اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے انصاری کو کھڑے ہوتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ تو انصاری کے ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اُس شخص نے ایک تیر اور مارا۔ انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اُس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع وسجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا اور اپنے ساتھی مہاجری کو جگایا۔

جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ اور مہاجری نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا؟

انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

واپسی پر مدینہ میں قیام

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے۔

پھر سنہ ۴ ہجری میں شعبان کے اندر آپؐ نے ابوسفیان سے وعدے کے مطابق بدر کا ارادہ کیا۔

باب ۱۰۶

غزوۂ بدر الآخرۃ اور دُومۃ الجندل

ابوسفیان کا گریز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ روز ابوسفیان کا انتظار کیا مگر ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا عسفان میں پہنچا تو اس کی رائے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے لئے ایسا موسم ہونا چاہیئے جس میں تم اپنے جانوروں کو چرا بھی سکو اور دودھ بھی پیو اور یہ موسم خشکی کا ہے اس لئے میری یہ رائے ہے کہ تم واپس مکہ کو چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے۔ اس لشکر کا نام اہل مکہ نے جیش السویق رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں ستو بہت پئے تھے۔

مخشی بن عمرو ضمری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار فرما ہی رہے تھے کہ مخشی بن عمرو ضمری کا آپ کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ وہ شخص ہے جس سے غزوۂ ودان میں آنحضرت نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اس نے کہا اے محمدؐ کیا تم اس چشمہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر تیرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری صلح کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہو گا وہ ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیگا۔ مخشی نے کہا اے محمدؐ! واللہ ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ دومۃ الجندل ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہینے تک مدینہ میں رہے اور ربیع الاول ۵ھ میں آپ غزوہ دومۃ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔

باب ۱۰

غزوۂ خندق (۱)

یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کا غزوہ شوال سنہ ۵ھ میں درپیش ہوا اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری، حی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری، ہوذہ بن قیس وائلی اور ابو عمار وائلی وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں تم محمدؐ سے جنگ کرو۔ ہم ان کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہِ یہود تم قدیم اہلِ کتاب ہو اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمدؐ کا؟ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے اور تم بہ نسبت محمدؐ کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ (۴:۵۱) سے آخر تک اس کا مفصل بیان اوپر گزر چکا ہے۔

یہود اور غطفان

قریش فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے اور اُن کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی انکے ساتھ ہو گئے۔

کفار کے سرکردہ افراد

ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کے قریش کا سردار ابو سفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزارہ کا سردار عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا اور بنی مُرّہ کا سردار حارث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجع کا سردار مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان تھا۔

خندق کی کھدائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تب آپؐ نے مدینہ کے گرد خندق بنانے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر سے آنحضرتؐ بھی خود اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ رسول پاکؐ کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے بھاگ جاتے تھے اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کبھی کوئی سخت ضرورت ہوتی جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا تب وہ رسول اللہؐ سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

آیات قرآنی اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:-

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۲۴: ۶۲)

ترجمہ: بے شک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے ساتھ کسی امر جامع پر ہوتے ہیں تو رسول کی بغیر اجازت کے کہیں نہیں جاتے۔ اے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو جب تم سے اپنی کسی ضرورت کے لئے اجازت لیں تم اُن میں سے جس کو چاہو اجازت دو اور خدا سے ان کے لئے مغفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں جو چپکے چپکے کھسک کر جایا کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی۔

لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ:- رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بے شک خدا اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس بات سے خوف کرنا چاہیئے کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔ خبردار بے شک خدا ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اُس

بات کو جس پر تم ہو اور جس روز وہ اُس کی حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال اُنھوں نے کئے ہیں۔ اُن سے اُن کو خبردار کردے گا اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

معجزاتِ نبویؐ ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کے کھودنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد معجزے ظاہر ہوئے جن کے بیان کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضورؐ کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اِن معجزات کو بچشم خود دیکھا ہے۔

سخت زمین کا نرم ہونا جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اِس میں کُدال (پھاوڑہ) کارگر نہیں ہوتا۔ اِس کو کیونکر کھودیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا اور پھر اُس پانی کو اُس سخت جگہ پر چھڑک دیا۔ وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اُس جگہ موجود تھے کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے ہی وہ زمین ایسی نرم ہو گئی جیسے ریت ہوتی ہے اور بہت جلد ہی اُس کو اُٹھا کر پھینک دیا۔

کھجوروں میں برکت نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے۔ یہ لڑکی کہتی ہیں میں اُن کھجوروں کو لے کر چلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے لئے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا مجھ کو دے۔ میں نے وہ کھجوریں آپ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر اُن کے اُوپر ایک کپڑا ڈھک دیا اور ایک شخص سے فرمایا۔ کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلا لو۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے۔ اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب سب لوگ کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں۔

کھانے میں برکت

حضرت جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کے کھودنے میں معروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں اُن کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکالو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا۔

جب شام ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور آپؐ کی دعوت کرتا ہوں۔ آپؐ میرے گھر تشریف لے چلیں۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں مگر آنحضرتؐ نے میری یہ بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابرؓ کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابرؓ نے دعوت کی ہے۔

جابرؓ کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع لوگوں کے میرے گھر تشریف لاتے۔ ہم نے کھانا نکال کر آپؐ کے سامنے رکھا۔ آنحضرتؐ نے نوش فرمایا۔ اور پھر آپؐ کے بعد سب لوگوں نے کھانا نوش کیا۔ کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔

معجزانہ پیش گوئیاں

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں معروف تھا کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اُس کے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر اُس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی اور اُس پتھر پر ضرب لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اُس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمکنے والی

چیز کیا تھی ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے بھی دیکھی ہے ؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں ! فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے یمن کو مجھ پر فتح کیا اور دوسری بار ملکِ شام اور مغرب کو فتح کیا اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے قیامت تک جس قدر ملک تم فتح کرو گے ان سب کی کنجیاں پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرما دی ہیں ۔

باب ۱۰۸

غزوۂ خندق (۲)

کفار کی آمد

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لے کر مقام مجتمع الاسیال میں آن پہنچے۔ یہ مقام زمین رومہ میں جرف اور زغالہ کے درمیان واقع ہے اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔

اور قبیلۂ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر احد کی ایک جانب مقام ذنب نقمی میں آ اُترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صف آراء ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا۔

حیّ بن اخطب اور کعب بن اسد

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حیّ بن اخطب بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ اور کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ حیّ بن اخطب اُس کے پاس آیا تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اُسے اپنے پاس نہ آنے دیا۔ حیّ بن اخطب نے شور مچایا کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تُو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا۔ تُو ایک منحوس شخص ہے مجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور اس کے علاوہ میرا محمدؐ سے عہد ہو چکا ہے اور میں نے محمدؐ کو باوفا اور عہد کا پورا پایا ہے، میں نہیں چاہتا کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں۔ حیّ بن اخطب نے کہا تیرا بُرا ہو! ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا۔ غرضیکہ جب حیّ بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اُس کو

بلگیا۔ اُس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لے کر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میری امداد کو آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب اُحد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے کہ ہم محمدؐ کا استیصال کئے بغیر واپس نہ ہوں گے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے حیّ بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت و خواری لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حیّ بن اخطب تیرا برا ہو مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ کیونکہ میں نے محمدؐ کو نہایت باوفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔

کعب بن اسد کی عہد شکنی

الغرض حیّ بن اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اُس بات پر اُس کو راضی کر لیا کہ اگر ہم یعنی قریش اور غطفان کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آکر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کر کے حیّ بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو توڑ ڈالا۔

عہد شکنی کی تفتیش

جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد شکستہ کر کے حیّ بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے تب آنحضرتؐ نے سعدؓ بن نعمان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعدؓ بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہؓ بن رواحہ اور خواتؓ بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق کریں اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ اگر یہ خبر سچ ہو تب تم اس کو اشارہ سے مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے اور اُس کی حالت اُس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی اور دیکھا کہ واقعی اس نے رسول کریمؐ کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب اُنہوں نے کہا کہ تو نے رسولِ خدا کا عہد کس سبب سے توڑا؟ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول اللہ کون ہے؟ اور محمدؐ سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔

اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے۔ سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر سعد اور اُن کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسلمانو! اللہ بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

کڑی آزمائش اور منافقین

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے۔ چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ محمدؐ ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ بیت الخلاء میں بھی نہیں جا سکتا۔

بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا اور اوس بن قیظی نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرضیکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی طرح بیس راتوں سے کچھ زائد پڑے رہے سوا تیر اندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

سعد بن معاذؓ کا جذبۂ ایمانی

مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار لے لو۔ یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ابھی تکمیل نہ ہوا تھا۔ جب حضورؐ نے اس کو تکمیل کرنا چاہا تو سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔

ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس بات کا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم کیا ہے یا آپؐ اپنی رائے سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائیگی۔ سعدؓ بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے بتوں کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوائے مہمانی[۱] یا

---

[۱] یعنی جبراً یا زبردستی ہم سے ایک کھجور نہ لے سکتے تھے۔ ۱۲

خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب خدا نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہم کو عزت دی ہے اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دیدیں۔ واللہ! ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے۔ پھر سعدؓ نے اس کاغذ کو لے کر مٹا دیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ کر لیں۔

چند مشرکین

اسی طرح جب بہت روز گزر گئے کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے بیٹھے تھے اور بجز تیراندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی تو قریش میں سے چند سوار جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ ان سواروں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے:۔

۱۔ عمرو بن عبد وُدّ ابن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے۔ اور

۲۔ عکرمہ بن ابی جہل اور

۳۔ ہبیرہ بن ابی وہب اور

۴۔ ضرار بن خطاب شاعر وغیرہ۔

یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بنی کنانہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہو گا کہ کون شہسوار اور مردِ میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نئی تدبیر دیکھی ہے ایسا طریقہ عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

سلمانؓ فارسی کا اعزاز

ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تھی۔ خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمانؓ ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ قصہ سنا فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلے کو نکلے۔ قریشیوں میں سے ایک شخص عمرو بن عبدوُد نامی تھا بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا اور اُحد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا پھر اس

موقع پر آیا اور مسلمانوں سے کہا کہ میرے مقابل کون آتا ہے؟ حضرت علیؓ اس کے مقابل گئے اور اس سے کہا اے عمرو کیا تُو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا۔ ہاں میں نے عہد کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ مجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ پھر میرے مقابل آ۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ! میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علیؓ پر تلوار ماری حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اُس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا اور باقی قریشیوں کو بھی خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

مسلمانوں کا شعار خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ تھی کہ ہر ایک مسلمان حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ کہتا تھا تاکہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

باب ۱۹

غزوۂ خندق (۳)

حضرت سعدؓ بن معاذ

غزوۂ خندق میں حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعدؓ بن معاذ کی والدہ بھی آپؐ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں۔ اس وقت تک عورتوں کے لئے پردے کا حکم نہ ہُوا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعدؓ بن معاذ گزرے اور مَیں نے اُن کی زِرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی اور اُس میں سے سعدؓ کی کلائیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ مَیں نے سعدؓ کی ماں سے کہا کہ اگر سعدؓ کی زِرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور مَیں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعدؓ کے تیر نہ لگ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ کہ سعد کی اکحل[1] رگ میں ایک تیر آکر لگا۔ یہ تیر بنی عامر کے ایک شخص حبان بن قیس بن عرقہ نے مارا تھا اور مارتے وقت کہا تھا کہ میرا یہ تیر نوش کر اور مَیں ابن عرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا۔ خدا تیرے چہرے کو جہنّم میں عرق آلود کرے۔ پھر اللہ تعالےٰ سے دُعا کی کہ اے خدا! اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھنا۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں اور اُن کو اُن کے گھر سے نکالا ہے اور اگر تُو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ مَیں اپنی آنکھ سے بنی قریظہ کی ہلاکی دیکھ لوں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو بنی مخزوم کے حلیف ابو اُسامہ جشمی نے تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عاصم بن حبان نے تیر مارا تھا۔

---

[1] کہنی کے سامنے کی رگ۔ (ناشر)

حضرت صفیہؓ کی شجاعت اس جنگ میں رسول اکرمؐ کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ اور حسان بن ثابت بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسول اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آ گیا تو سخت مشکل ہو گی۔ اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقع محل دیکھ رہا ہے۔ یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔ صفیہؓ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور دیکھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی اور اس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر حسان سے آکر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کر آئی ہوں تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اس کے کپڑے نہیں اتارے۔ حسان نے کہا اے صفیہؓ مجھ کو اس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

نعیمؓ کا کارنامہ ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہو سکے کرو اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہٰذا ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔

نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ پھر نعیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ ان کے بڑے دوست تھے۔ انہوں نے بنی قریظہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بے شک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمدؐ سے عہد شکنی کی ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمدؐ تم پر حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے؟ اور تم میں

محمد کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور رہن کے اپنے پاس مقید رکھو تاکہ اگر محمد تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں۔ بنی قریظہ نے کہا اے نعیم! واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو؟ قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمدؐ سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں اور محمدؐ سے انہوں نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپؐ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلے ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے چند سرداروں کو گرفتار کر کے آپؐ کی خدمت میں لائیں۔ آپ اُن کی گردنیں ماردیں اور محمدؐ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔ پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور رہن کے مانگیں اور پھر اُن کو محمدؐ کے پاس بھیج دیں اور محمدؐ اُن کو قتل کر دیں۔ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ کو نہ دینا ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے۔ غطفان نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

مشرکین میں پھوٹ

راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۵ھ میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمدؐ پر حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم اپنے چند آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمدؐ سے جنگ نہ کریں گے۔ کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمدؐ ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اگر

تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا کہ ضرور تم ہماری مدد کو آجاؤ گے۔
بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔
اُنہوں نے کہا واللہ ہم ہرگز اُن کو اپنے آدمی نہ دیں گے اور بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس حیلہ حوالہ کو نہیں سُنتے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم ہرگز محمد سے جنگ نہ کریں گے۔ قریش نے اپنے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

سخت آندھی راوی کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہُوا کہ اُس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے اُلٹ گئے۔ اور اُن کا کھانے پینے کا سارا سامان خراب ہو گیا اور مارے سردی کے پریشان ہو گئے۔

مشرکین کی حالت راوی کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو اُن کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا تاکہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گزری۔
ابن اسحاق کہتے ہیں اہلِ کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہؓ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے؟ اور اُن کی صحبت میں رہے ہیں؟ حذیفہ نے کہا ہاں۔ اُس شخص نے کہا۔ آپ کس طرح کام کرتے تھے؟ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اُس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں ہوتے تو آنحضرتؐ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔
حذیفہؓ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے نماز کے بعد صحابہؓ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لا دے اور مَیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اُس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے۔
حذیفہؓ کہتے ہیں خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ کو طلب کیا۔ مَیں کھڑا ہُوا۔ آنحضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں؟ اور کسی سے کچھ نہ کہنا سیدھے ہمارے پاس چلے آنا۔
حذیفہؓ کہتے ہیں۔ مَیں جب مشرکوں میں پہنچا تو مَیں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے

نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔

پھر اُسی وقت ابو سفیان کھڑا ہُوا اور کہنے لگا اے قریش واللہ! تم ایسی جگہ ٹھہرے ہو کہ جہاں جُوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔ بنو قریظہ نے ہم سے عہد شکنی کی اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گزریں اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ ہم کو کسی طرح کا اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس مَیں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکّہ کو واپس چلے چلو۔ پھر ابو سفیان اپنے اُونٹ کے پاس آیا۔ اُس کے رسّی بندھی ہوئی تھی۔ ابو سفیان بدحواسی میں اُونٹ پر سوار ہو کر اُس کو مارنے لگا۔ تب ایک اور شخص نے اُس کا بند کھول دیا اور ابو سفیان روانہ ہُوا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور مَیں ابو سفیان کو ایک تیر مار کر قتل کر دیتا۔

حذیفہؓ کہتے ہیں پھر مَیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپؐ اُس وقت کھڑے ہُوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ کو دیکھا اپنے پَیروں میں مجھ کو داخل کر لیا اور چادر مجھ پر ڈال دی۔ پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔ مَیں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے کی خبر سُنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔

باب ۱۰

غزوۂ بنی قریظہ

یہود سے جنگ کا حکم ابن اسحاق کہتے ہیں ۵ھ ہجری میں جبکہ مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے واپس ہوکر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اُتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرائیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرائیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جائیے اور میں بھی انھی کی طرف جا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سننے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُم مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

ہراول دستہ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عنایت کرکے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی اُن کے ساتھ ہو لئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اُن کے گستاخانہ کلمات سن کر آپؐ کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپؐ سے ملاقات کی اور عرض کیا اگر آپؐ بذات خاص ان خبیثوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے اُن کو مجھے بُرا بھلا کہتے سنا ہے۔ علیؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تب پھر کچھ نہ کہیں گے۔ پھر جب آپؐ اُن کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندروں کے بھائیو![1]

---

[1] کیونکہ بنی اسرائیل میں سے ایک فرقہ کو اللہ تعالیٰ نے بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا تھا۔ ۱۲

تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا۔ آپ تو ناواقف نہیں۔

جبرائیل علیہ السلام بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار جس کا زین پوش دیباج کا تھا یہاں سے گزرے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔ اللہ تعالٰے نے ان کو اس لئے بھیجا تا کہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب غالب کریں۔

نماز کی ادائیگی الغرض جب رسولؐ اللہ بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ اُن کے ایک کوئیں پر جس کو بیرانا کہتے ہیں آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپؐ کی خدمت میں آکر جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامانِ جنگ کی تیاری کرنے میں معروف ہو گئے اور آنحضرتؐ کے پاس آنے شروع ہوتے اور یہیں آپؐ کے پاس عشاء کی نماز کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ آپؐ نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اُن کی برائی بیان کی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس راتیں بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا یہاں تک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس عہد کے مطابق آگیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

بنی قریظہ کا محاصرہ جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اُن کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یہودیو! جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اُس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں اُن میں سے جو بات تم کو پسند ہو اُس کو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں اُن کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ان شخص کا اتباع کریں اور ان کی تصدیق بجا لائیں۔ کیونکہ واللہ یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ سچے نبی ہیں اور

وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم توراۃ کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔

کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمدؐ اور اُن کے اصحاب پر جا پڑو اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمدؐ پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے ملنے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنے اہل و عیال کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو اُن کے بعد اپنی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات اُن پر شبخون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ پھر ان سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہؓ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ ہم اُن سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے۔ آپ نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے تو بنی قریظہ کے بہت سے مرد و عورت ان کے سامنے رونے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہؓ کو اُن کی حالت پر رحم آگیا اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حکم پر اُتر آئیں۔ ابولبابہؓ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا کہ اُسی وقت مجھ کو خیال ہوا کہ میں نے خدا و رسول کی خیانت کی۔ اُسی وقت وہاں سے واپس ہو کر میں مسجد میں آیا اور ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا میں ہرگز اس ستون سے جُدا نہ ہوں گا اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا و رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

آیتِ قرآنی ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہؓ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۸ : ۲۷)

اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جانتے ہو۔

جب ابولبابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوئی اور آنحضرتؐ کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا۔ اب جو خود اس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو رہا نہیں کرتا۔ جب تک کہ اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

توبہ کی قبولیت

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہؓ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہؓ کی توبہ قبول ہونے کا حکم آنحضرتؐ پر نازل ہوا اور آپ ہنس پڑے۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا آپ کس بات پر ہنستے ہیں؟ اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو خوشخبری پہنچا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔

پس ام سلمہؓ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتوں پر پردہ عائد نہیں ہوا تھا، کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ اللہ نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہؓ نے لوگوں کو منع کیا کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول اللہ مجھ کو خود اپنے دستِ مبارک سے کھولیں گے جب میں کھلوں گا۔ چنانچہ جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تب آپ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں چھ رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۹ : ۱۰۲)

اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور برے دونوں

طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

چند لوگوں کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اُتر آئے تب ثعلبہ بن سعیہ اور سعید بن سعیہ اور اسد بن عبید جو بنی ہدل میں سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے اور نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچا زاد بھائی تھے اُسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضورؐ کے حکم پر اُترے۔

اُسی رات کو عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکل کر آپؐ کے پہرہ دار محمد بن مسلمہ کے پاس سے گزرے۔ جب محمد بن مسلمہ نے ان کو دیکھا۔ پوچھا کون ہے؟ انھوں نے کہا میں عمرو بن سعد ہوں۔ اور یہ وہ شخص تھے جنھوں نے بنی قریظہ کا اُس وقت ساتھ نہ دیا تھا جب کہ انھوں نے آنحضرتؐ کا عہد توڑا۔ اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمدؐ سے کبھی غدر نہ کروں گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اُن کو پہچانا تو اُن کو کچھ نہ کہا اور جانے دیا۔

عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبویؐ کے دروازے پر آئے اور پھر اُن کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ ذکر کیا گیا آپؐ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اُس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اُسے نجات دی۔

سعدؓ بن معاذ کی ثالثی

پھر جب صبح کو بنی قریظہ آنحضرتؐ کے حکم سے اُتر آئے۔ قبیلہ اوس نے آپؐ سے گفتگو کی کہ یا رسول اللہ! بنی قریظہ ہمارے موالی ہیں بنی خزرج کے نہیں ہیں۔ اور آپؐ نے ہمارے خزرجی بھائیوں کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو آپؐ جانتے ہیں۔ یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور رسول کریمؐ کے حکم پر اُتر آئے تب آپؐ نے ان کو عبداللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا۔ یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے اوس کے لوگو! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے اور آپؐ نے ان کو ایک عورت رفیدہ نامی کے خیمہ میں بھیج دیا تھا۔ یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی

اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضورؐ نے سعد بن معاذ سے فرما دیا تھا کہ جب تک بنی قریظہ کی مہم سے واپس آؤں تم یہیں رہو۔

جب آپؐ نے سعدؓ بن معاذ کو اس فیصلہ کا حَکَم بنایا تو انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعدؓ بن معاذ کے پاس گئے اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر اُن کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خوبصورت شخص تھے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے کر آئے اور راستہ میں اُن سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تم کو اسی واسطے اس فیصلے کا حَکَم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعدؓ نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سُن کر بہت سے لوگ تو اُسی وقت سعد کے پاس سے چلے گئے اور سعدؓ کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سُن کر بنی عبدالاشہل میں جاکر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کردی۔ سعد بن معاذ جس وقت رسول اکرمؐ کے سامنے پہنچے تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں سے تھے اُن کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب آپؐ نے انصار سے کیا اور انصار یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کا یہ خطاب عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعدؓ بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسولِ خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے حَکَم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا کیا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو گے اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو گے۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعدؓ بن معاذ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کے سبب سے آپؐ کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعدؓ نے کہا تو میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ نبی کریمؐ نے سعد کے اس فیصلہ کو سُن کر فرمایا اے سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

یہود کا قتل

اہلِ علم کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اور زبیرؓ بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی حمزہؓ کی طرح شہید ہوں گا یا اُن کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قریظہ نے کہا اے محمدؐ! ہم سعدؓ بن معاذ کے حکم پر اُترتے ہیں۔ چنانچہ اُن سب کو گرفتار کر لیا گیا اور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ میں لاکر اُن کو بنی نجار میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر آنحضرتؐ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا تھوڑے

تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان تھے۔

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جا رہا تھا تو انھوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ واللہ! یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے قتل سے فارغ ہوئے۔

حیّ بن اخطب کا قتل اسی وقت دشمنِ خدا حیّ بن اخطب بھی بندھا ہوا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو! خدا کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح سے جاری ہوئی تھی اور اس خون ریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن مار دی گئی۔

ایک عورت سے قصاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی اور اُسے اس لئے قتل کیا گیا کہ اس نے خلاد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اس کی گردن مار دی۔

زبیر بن باطا قرظی کا واقعہ بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نامی تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بعاث کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کر ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقعہ پر زبیر بن ثابت کے پاس آیا اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو

ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو پناہ دلواؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ اس کو دوں۔ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آکر کہا کہ حضور نے تجھ کو پناہ دیدی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہوں گے تب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

ثابت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا۔ ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی رسول کریم نے بخش دیا۔ اس نے کہا حجاز میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہیں گے۔ ثابت پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آکر کہا تیرا مال بھی نبی اکرم نے بخشدیا ہے۔

زبیر نے کہا اے ثابت ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا؟ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر نے کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار حی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سموال جو ہمارا پشت پناہ تھا وہ کیا ہوا؟ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے؟ ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں ان کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابت نے لے جا کر اس کی گردن ماردی۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں تو فرمایا واللہ! وہ دوزخ میں ہمیشہ اُن سے ملتا رہے گا۔

عطیہ اور رفاعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بالغ ہو چکے تھے۔ عطیہ قرظی کہتے ہیں مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیر ناف بال نہ تھے۔ چنانچہ مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا۔

سلمیٰ بنت قیس منذر کی ماں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے

بیعت کی تھی۔ انہوں نے آپ سے رفاعہ بن سموال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے۔ وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا۔ رسول اکرمؐ نے اسے اُن کو بخش دیا۔

اموال کی تقسیم

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہو کہ رسول اللہؐ نے اس مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اُس کے لئے ایک حصہ مقرر کیا۔ بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔

راوی کہتا ہے مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ اپنے لئے منتخب فرمائیں اور یہ عورت رسول اللہ ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ آن کا انتقال ہوا۔

آنحضرتؐ نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ اُنھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے لئے زیادہ آسان ہے۔ آنحضرتؐ نے اُن کو اسی حالت پر رہنے دیا۔ جب آنحضرتؐ نے ریحانہ سے اسلام کی بات کی۔ تو ریحانہ نے انکار کیا۔ آپ کو یہ انکار ناگوار گزرا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جوتوں کی آہٹ آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعیہ ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لے کر آرہے ہیں کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضورؐ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

باب ۱۱۱

ارشاداتِ قرآن مجید

آیاتِ قرآنی

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوۂ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورۂ احزاب میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ (۳۳ : ۹)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے پس ہم نے اُن پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے"

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝

" جبکہ انہوں نے تم پر اُوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں حیرت سے پھر گئیں اور تمہارے دل تمہارے حلق کو آ گئے تھے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے"

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (۳۳ : ۱۲)

" وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور دل کے خوف سے خوب ہلائے اور لرزش دیئے گئے اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے محض فریب دینے کے لئے ہم سے وعدہ کر رکھا تھا۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ

فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝

ترجمہ :- اور جب اُنہی میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہلِ مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانا نہیں ہے اس لئے تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے، یہ منافق صرف لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے "

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۝

" اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آئیں اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کو کہیں تو یہ فوراً آئیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بے شک پہلے انھوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ پشت نہ پھیریں گے جہاد سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا۔

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

" کہدو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ دے گا اور اس وقت تم فائدہ نہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ کہدو کون شخص ہے جو تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ برائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور وہ خدا کے سوا اپنے لئے مددگار اور حمایتی نہ پائیں گے "

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (۱۸ - ۲۳)

" بے شک خدا جانتا ہے اُن لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو بہکاتے ہیں اور خود جنگ میں نہیں جاتے مگر تھوڑا سا (یعنی کبھی کبھی)

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ

ترجمہ:- اور تمہارے حق میں بخیلی کرتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں،
جیسے موت کی غشی والے کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے، تب تم سے
تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مالِ غنیمت میں بخیلی کرنے والے۔

وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ
وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝

" اور اگر پھر لشکر آموجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور
تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑیں گے
یہ لوگ مگر تھوڑا سا۔"

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۝ (۳۳ : ۲۱)

" بے شک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) اُن لوگوں کے لئے جو خدا اور روزِ آخرت (کے
عذاب) سے ڈرتے اور کثرت سے یادِ الٰہی کیا کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا عمدہ
نمونہ موجود ہے۔"

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

" اور جب سچے مسلمانوں نے (دشمنوں کے) گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے،
جس کا خدا اور رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس
موقع کے پیش آنے سے ان کا ایمان اور فرمانبرداری کا شیوہ زیادہ ہُوا۔

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ
نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

" مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ خدا کے ساتھ جنہوں نے (جاں نثاری) کا عہد کیا تھا اُس میں
سچے اُترے، سو بعض تو اُن میں سے اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہُوئے) اور بعض اُن
میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی (بات میں) کچھ ردّ و بدل نہیں کیا (بلکہ

اسی لئے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا (چاہے) توبہ کی توفیق دے کر ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے۔"

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۧ

ترجمہ:۔ اور خدا نے کافروں کو مدینے سے) ہٹا دیا (اور وہ) اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے) اُن کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ (یعنی بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مددگار ہوتے تھے خدا اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اُتار لایا اور اُن کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا ایسا) رعب بٹھا دیا کہ تم بے دھڑک) بعض کو اُن میں سے قتل اور بعض کو قید کرنے لگے اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا اور (نیز) اُس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تم (ہی) کو مالک بنا دیا۔

○

باب ۱۲

غزوۂ قریظہ کے بعد کے واقعات

حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوگئی تو حضرت سعدؓ بن معاذ کا زخم بہنے لگا اور اُسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے تورات کا وقت تھا۔ اُسی وقت جبرائیل استبرق کا عمامہ باندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔ رسول کریمؐ اُسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعدؓ کے پاس آئے اور دیکھا تو اُن کا انتقال ہوگیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ سے واپس آرہی تھیں تو اُسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے۔ فرماتی ہیں راستہ میں ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی۔ اُسید رضی اللہ عنہ اس سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے اُسید تم ایک عورت کے مرنے پر اسقدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچازاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ سعدؓ بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے۔ جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اُس کو بہت ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگا واللہ! ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعدؓ کی روح سے بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جابرؓ کہتے ہیں جس وقت سعدؓ کو دفن کیا گیا ہے تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود

تھے۔ تو آپؐ نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ تسبیح پڑھی۔ اس کے بعد تکبیر کہی۔ ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! تسبیح اور تکبیر آپؐ نے کس لئے پڑھی ہے؟ فرمایا اس نیک بندے کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی ہے۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا تو سعدؓ بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات پر یہ شعر کہا ؎

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ ۔۔۔ سَمِعْنَا بِهٖ اِلَّا لِمَوْتِ سَعْدٍ اَبِیْ عَمْرٍو

ترجمہ:۔ کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے اللہ تعالےٰ کے عرش کو ہلتے نہیں سُنا سوا سعدؓ بن معاذ ابی عمرو کے۔

غزوۂ خندق میں شہدائے اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کی جنگ میں مسلمانوں سے چھ آدمی شہید ہوئے:۔

۱۔ بنی عبدالاشہل میں سے سعدؓ بن معاذ اور

۲۔ انس بن عوف بن عتیک بن عمرو

۳۔ عبداللہ بن سہل۔ تین شخص

۴۔ خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے طفیل بن نعمان

۵۔ ثعلبہ بن غنمہ، دو شخص

۶۔ اور بنی نجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا کہ کون شخص تھا۔

کفار کے مقتولین

اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بن قصی میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار ایک تیر سے زخمی ہوا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ

ضرورت نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لاش مشرکین کو واپس کر دی۔ اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اس لاش کے معاوضہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار درہم دینا چاہتے تھے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدودؔ اور اس کے بیٹے حسل بن عمر کو قتل کیا۔

غزوۂ قریظہ کے شہید

بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حرث بن خزرج سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا تھا۔ اُس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ان کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قریظہ کے محاصرے کے وقت ابو سنان بن محصن نے انتقال کیا اور بنی قریظہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اسی مقبرے میں اب بھی اُن کے مُردے دفن کئے جاتے ہیں۔

جب صحابہؓ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے بلکہ اب تم اُن پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد آپؐ ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

سلام بن ابی الحقیق کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کرنے کی اجازت لی۔ کیونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔ اب خزرج نے چاہا کہ ہم سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں۔ یہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع وہ شخص ہے جو قبائل عرب کو آنحضرتؐ کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ آنحضرتؐ نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دیدی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک بات یہ بھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں جب اوس کوئی کام کرتے تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزرج نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ تو یہ بات طے ہوئی تھی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آکر حضورؐ سے اجازت چاہی۔ آپؐ نے ان کو اجازت دی۔ پس خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہ حرث بن ربعی اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کردیا کہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

خیبر میں ورود یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی کنڈیاں لگا دی گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اس کو آواز دی اس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میرہ[1] کی تلاش میں یہاں آئے ہیں۔ عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں:

انصار کا بیان ہے کہ ہم اندر آگئے اور اندر سے اُس کوٹھری کی بھی کنڈی لگا دی تاکہ کوئی اندر آکر اُس کے قتل میں مانع نہ ہو۔ مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر شور مچانے لگی اور ہم لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اور رات کے اندھیرے میں اُس کے جسم کی سفیدی سے ہم نے اُس کو پہچان کر اپنی تلواروں پر رکھ لیا۔ جب اُس عورت نے شور مچایا تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اُس پر بلند کی۔ مگر پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کا خیال کرکے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہوجاتا۔

کہتے ہیں جب ہم نے اُس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن اُنیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے

انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کرکے ہم واپس ہوئے اور جب اُوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بصارت کے سیڑھی پر سے گر پڑے اور اُن کا ہاتھ اور

[1] یعنی فوج کے لئے سامانِ خورد و نوش از قسم غلہ وغیرہ ۱۲

بقولِ بعض پیر اُتر گیا۔ ہم اُن کو اُٹھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دَم لیا۔ یہودیوں نے چراغ روشن کر کے ہم کو چاروں طرف ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمنِ خدا قتل ہو گیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے ہم میں سے ایک آدمی تیار ہُوا۔ اُس نے کہا میں جاتا ہوں اور معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ گیا اور لوگوں میں گھس گیا اور اُس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اُس کے مُنہ کو دیکھ رہی ہے اور لوگوں سے اس قصہ کو بیان کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ واللہ میں نے ابن عتیک کی آواز سُنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابن عتیک کہاں۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔

انصاری کہتے ہیں اُس کی اس بات سے میں بہت خوش ہُوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمنِ خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر آپؐ کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اُس کو قتل کیا ہے! ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے آپؐ کو تلواریں دکھائیں۔ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ اس تلوار سے وہ قتل ہُوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے[1] کا نشان دیکھا ہے۔

[1] جب عبداللہ بن انیس نے اُس کے پیٹ میں تلوار اتاری تھی تو اُس پر پیٹ کی کچھ آلائش لگ گئی تھی۔ ۱۲

باب ۱۱۴

سرکردہ افراد کا قبولِ اسلام

عمروؓ بن العاص اور خالدؓ بن ولید کا قبولِ اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں خود عمرو بن عاص کی زبانی روایت ہے کہتے ہیں جب میں خندق کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا۔ تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے تھے اور میری بات سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا بخدا میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز محمدؐ کا کام بلند ہوتا جاتا ہے اور انہی کو غلبہ اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اُن لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری رائے کیا ہے۔

نجاشی کے دربار میں

میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں اور وہیں رہنا اختیار کریں، کیونکہ اُس کے ماتحت ہو کر رہنا میرے نزدیک محمدؐ کے تابعدار ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔ پھر اگر یہاں ہماری قوم محمدؐ پر غالب ہوئی تب تو ہمارے لئے بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر محمدؐ غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ پھر ہم اُس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن اُمیہ ضمری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر اور اُن کے ساتھیوں کے لئے بھیجا تھا۔ جس وقت ہم نجاشی کے پاس جا رہے تھے اُس وقت عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس سے آرہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن اُمیہ جا رہا ہے۔ میں نجاشی سے اس کو مانگ لوں گا اور قتل کردوں گا۔ پھر قریش اگر محمدؐ کو قتل کریں گے تو میں اُن کے برابر ہو جاؤں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں، میں نجاشی کے سامنے گیا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ عادت تھی۔ نجاشی نے کہا۔ آؤ میرے دوست آؤ خوب آئے۔ کیا میرے لئے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے

لاتے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے لئے لایا ہوں، پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا۔ نجاشی بہت خوش ہوا اور اس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے۔ اس کو آپ مجھے دے دیجئے۔ تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔

نجاشی کی ناراضگی عمرو بن عاص کہتے ہیں نجاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا کہ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ناک ضرور ٹوٹ گئی ہو گی۔

عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ کاش اس وقت زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتا۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگ رہا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تاکہ تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو اور میری اطاعت کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر لے۔ بے شک وہ حق پر ہیں اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ! کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں۔ نجاشی نے کہا ہاں! میں بیعت لیتا ہوں۔

قبول اسلام عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے کہا اے ابوسلمان کہاں جاتے ہو؟

خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ واللہ بے شک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو اسلام قبول کرنے ان کے پاس جا رہا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسلام لانے

جا رہا ہوں۔

پھر ہم مدینہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر آنحضرتؐ کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بیعت کرو اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام: ابن اسحاق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریظہ کی جنگ ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا۔

باب ۱۱۴

دیگر غزوات

غزوۂ بنی لحیان

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی پانچ مہینے رہے۔ پھر چھٹے مہینے میں بنی لحیان کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے اور اصحاب رجیع یعنی خبیب بن عدی اور اُس کے ساتھیوں کے بدلے کے لئے جنگ کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن اُم مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

منازلِ سفر

پھر مدینہ سے باہر نکل کر جبل غراب پر سے گزرے۔ یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے آپ مقام بشراء پر آئے اور وہاں سے صفق ذات الیسار میں آئے۔ پھر یہاں سے پتھریلے میدان سے گزر کر سیدھے راستہ پر آ گئے اور یہاں سے آپ نے تیز رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحیان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے امج اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحیان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔ آنحضرتؐ کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپؐ نے فرمایا۔ اگر ہم عسفان کی طرف اُتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آ رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۰ سواروں کو لے کر عسفان کی طرف اُتر گئے۔ اور پھر دو سواروں کو آپؐ نے کراع الغمیم کی طرف روانہ کیا اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔

جابر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جس وقت آپؐ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے :-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ کَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْءِ الْمَنْظَرِ

فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ ۔

ترجمہ:۔ "میں سفر کی مشقت بُرے انجام، واپسی کے اندوہ و غم اور مال و اسباب کی بدحالی دیکھنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔"

اُونٹوں پر چھاپہ بنی لحیان کے غزوہ سے آکر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تین ہی رات رہے تھے کہ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُونٹوں پر آپڑا اور اُن کو لوٹ کر لے گیا ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا اور اس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

غزوہ ذی قرد ابن اسحاق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عُیینہ کو اُونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے۔ صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگائے ہوئے کسی ضرورت کو جا رہے تھے اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ایک گھوڑے کو ہنکاتا ہوا ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آجاؤ۔ اور پھر سلمہ بن اکوع شیر کی طرح دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے اُن کے رُخ پھیرنے شروع کر دیئے۔ اور جب تیر مارتے تھے کہتے تھے:

خُذْھَا وَاَنَا ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ ۔

ترجمہ:۔ "اس تیر کو لو۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔"

اور سلمہ یہ کرتے کہ جب دشمن اُن کی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر اُن کے تیر مارنے شروع کرتے۔

مسلمان شہسوار راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کی پکار سُنی تو تمام مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ فوراً سوار آنحضرتؐ کی خدمت میں آنے شروع ہو گئے۔ سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے، انہی کو مقدادؓ بن اسود بھی کہتے ہیں۔ پھر مقداد کے بعد عبادؓ بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بنی عبدالاشہل میں سے اور سعدؓ بن زید بنی کعب بن عبدالاشہل میں سے اور اُسیدؓ بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور عکاشہؓ بن محصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے۔ اور ابو قتادہؓ حرث بن ربعی بنی سلمہ میں سے اور ابو عیاشؓ عبید بن زید بن صامت بنی زریق میں سے آکر آپؐ کی خدمت میں جمع ہوئے۔ آپؐ نے سعد بن زید کو ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ میں بھی تم سے آملتا ہوں۔

رسول اللہ کی نصیحت راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعیاش سے فرمایا۔ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملے گا۔

ابوعیاش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اچھا سوار ہوں۔ پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ بخدا پچاس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا تب مجھ کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابوعیاش کا گھوڑا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے عقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار جا پہنچے۔

محرز کی سبقت اور شہادت ابن اسحاق کہتے ہیں پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا یہ محرز بن نضلہ تھے جس کو اخرم بھی کہتے ہیں اور بعض قمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سوار ہو کر روانہ ہونے لگے تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا وہ گھوڑا دوسرے گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہنانے اور جولانی کرنے لگا۔ بنی عبد الاشہل کی بعض عورتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قمیر سے کہا کہ اے قمیر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملو قمیر نے کہا بہت اچھا اور پھر اس پر سوار ہو کر بہت جلدی قوم سے جا ملے اور ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ان سے کہا کہ اے بدمعاشو! ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری سرکوبی کو آ جائیں۔

لٹیروں میں سے ایک شخص نے قمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اور ان کا گھوڑا بھاگ کر اپنے مقام پر آ گیا اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں قمیر کے ساتھ وقاص بن مجزز مدلجی بھی شہید ہوئے۔

مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام ابن اسحاق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام "ذو اللمۃ" تھا سعد بن زید کے گھوڑے کا نام "لاحق" تھا۔ بقداد کے

گھوڑے کا نام "بعزجہ" تھا اور بعض کہتے ہیں "سبحہ" تھا۔ عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا نام "ذولمہ" تھا۔ اور ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام "خروہ" تھا۔ عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام "لماع" تھا۔ اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام "مسنون" تھا۔ ابو عیاش کے گھوڑے کا نام "جلوہ" تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جَنَاح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لٹیرے ان کے گھوڑے جَنَاح کو لے گئے۔

لٹیروں کے مقتول ابو قتادہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اُس پر اوڑھا دی اور پھر لٹیروں کے مقابلے پر چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ مسلمانوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر انا للہ پڑھی اور سمجھے کہ ابو قتادہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہے بلکہ ابو قتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابو قتادہ نے اس لئے اپنی چادر اُس کو اوڑھا دی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابو قتادہ کا قتیل ہے۔

اور عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اُس کے بیٹے عمرو بن اوبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لٹیروں سے چھڑا لئے۔ پھر رسول اکرم مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قردین جا کر اُترے اور ایک دن رات وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر سَو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اُونٹ بھی میں لٹیروں سے چھڑا کر لاؤں اور لٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لٹیرے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے اندر سَو سَو آدمیوں میں ایک ایک اُونٹ تقسیم فرمایا اور مدینے میں واپس تشریف لے آئے۔

غفاری کی بیوی کی نذر

غفاری[1] کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ عورت کی اس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور فرمانے لگے۔ تو نے اس اونٹنی کے لئے بُرا بدلہ تجویز کیا۔ ایک تو خدا تجھ کو اس پر نجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے۔ یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو۔ یہ اونٹنی تو میرے اونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے اس لئے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔

---

[1] یہ وہ شخص ہے جو آنحضرتؐ کے اونٹوں کو چرایا کرتا تھا۔ ۱۲

باب ۱۱۵

غزوۂ بنی مصطلق

غزوۂ بنی مصطلق

غزوۂ ذی قرد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جمادی الاخر اور رجب کا مہینہ گزار کر شعبان سنہ ہجری میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق آپ سے جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور ان کا سردار حرث بن ابی ضرار ہے جو آنحضرت کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا۔

آنحضرت اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام مریسیع پر جو ان کے ایک چشمہ کا نام تھا دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی۔ یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر ہے۔

دونوں لشکروں میں خوب جنگ ہوئی اور قتل و قتال کے بعد اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور مسلمانوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام صحابیٔ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان میں قتل کر دیا۔

عبداللہ بن اُبی کی فتنہ پردازی

راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں ایک شخص جہجاہ بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا اور سنان بن وبر جہنی عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جہجاہ میں لڑائی ہو گئی

پھران دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے لئے لوگوں کو پکارا۔ جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔ اُس نے انصار کو حضورؐ اور مہاجرین کے خلاف اُبھارنے کے لئے کہا کہ تم لوگوں نے اِن مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا۔ واللہ اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ اِن لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

رسول اللہ کو خبر | جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا ایک نوعمر شخص زید بن ارقم نام کا وہاں کھڑا ہُوا یہ گفتگو سُن رہے تھے جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب رسول اللہ دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور عمرؓ بن خطاب بھی حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمرؓ بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تاکہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن اُبی کو قتل کر دیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے اُسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت آپؐ کے کوچ کرنے کا نہ تھا۔ آنحضرتؐ کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضورؐ کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے اور زید بن ارقم نے حضورؐ سے کہہ دیا ہے وہ اُسی وقت دوڑتا ہُوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جو لوگ اُس وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن اُبی کی طرف سے دفع الوقتی کے لئے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہو گی۔

اسید بن حضیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو | ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہُوئے تو اسید بن حضیر نے حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپؐ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپؐ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنے صاحب کی بات

نہیں سُنی کہ اُس نے کیا کہا ہے؟ اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس ساتھی کی؟ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اُسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا اُس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ اُسید نے کہا یا رسول اللہ! بس تو آپ ہی اُس کو مدینہ سے نکالیں گے۔ اگر آپ چاہیں گے۔ خدا کی قسم! آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ پھر اُسیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے لئے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ بنائینگے۔ مگر آپؐ کے تشریف لانے سے وہ بات ختم ہو گئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ آپؐ نے اُس کی بادشاہت چھین لی۔ آپؐ اُس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کوچ فرمانے کا سبب یہی تھا کہ لوگ اس گفتگو سے رُک جائیں۔ پھر رسول اللہ اُس دن بھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا۔ آخر نبی کریم ایک جگہ اُترے اور سب لوگ سو گئے۔ پھر آپؐ حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقعاء کہتے تھے فروکش ہوئے۔

رفاعہ بن زید کی ہلاکت

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مر گیا تھا یہ منافقوں کا سردار اُن کا سرگروہ تھا۔

ابن اُبی کے بارے میں آیاتِ قرآنی

راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن اُبی کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سُن کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سُنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں اُس بات کی وجہ سے جو آپ نے اُس کی سُنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اُس کا سر آپؐ کی خدمت میں حاضر کروں۔ واللہ خزرج اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ

نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اُس کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے قتل کیا تو مجھ کو ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اُس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں۔ پھر میں اُس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اُس کو قتل کر دوں ۔ نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں ہم اُس کو قتل نہیں کراتے بلکہ اس کی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا رکھنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن اُبی جب کوئی ایسی فتنہ انگیزی کرتا تو اُسی کی قوم اُس کو سخت و سُست کہتی تھی۔ اس وقت آنحضرتؐ نے عمرؓ بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمرؓ جس دن تم نے مجھ سے اِس کے قتل کرانے کے لئے کہا تھا۔ اگر میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ میں نے جان لیا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

مقیس کی حیلہ جوئی ابن اسحاق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ مکہ سے بظاہر مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور اپنے بھائی کا خون بہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جو کہ مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خون بہا دے دیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

مقتولین بنی مصطلق ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا یہ شعار تھا یا منصور اَمِت اَمِت۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے مالک اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک شہسوار کو جس کا نام احمر یا احیمر تھا قتل کیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حرث بن ابی ضرار بھی انہی قیدیوں میں سے تھیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حرث ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اُس کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئی تھی۔ غرضیکہ جویریہؓ نے کتابتؒ کرلی اور جویریہؓ نہایت خوب صورت ملاحت والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازے پر آتے ہوئے دیکھا اور اُن کا آنا مجھے ناگوار گزرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہُوا کہ جو حُسن اِن کا میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہؓ آنحضور کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں حرث کی بیٹی جویریہ ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے وہ آپؐ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ میں ثابت بن قیس یا اُس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اُس سے کتابت کرلی ہے اور اب میں آپ کی خدمت میں اس لئے آئی ہوں کہ آپؐ میرے مالِ کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جویریہ کیا اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے؟ جویریہؓ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے؟ فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مالِ کتابت ادا کر دیتا ہوں تم مجھ سے شادی کرلو۔ جویریہؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے قبول ہے۔

جب یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی کہ آنحضورؐ نے جویریہ بنت حرث سے شادی فرمائی ہے تو لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور آپؐ کے شادی فرمانے سے اُسی روز ایک سو قیدی، قید سے آزاد ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے نزدیک جویریہؓ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لئے بابرکت نہیں تھی۔

حارث کا قصّہ ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ ہے کہ جب رسولؐ اللہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے اور ساتھ جویریہ بنت حارث بھی تھیں۔ آپؐ لشکر کے انتظام میں بھی معروف تھے تو آپؐ نے جویریہؓ کو بطور ودیعت ایک انصاری کے ہاں رہنے دیا۔ اور انہیں حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب آپؐ مدینہ تشریف لے آئے تو حارث بن ابوضرار اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آیا۔ جب وہ عقیق کے مقام پر پہنچا تو اُس نے اپنے

ؒ آقا کی رضامندی سے کنیز یا غلام طے شدہ رقم ادا کر کے رہائی حاصل کرلیتا ہے جسے کتابت کہتے ہیں۔ (مرتب)

ان اُونٹوں پر ایک نظر ڈالی جو فدیہ کے لئے لایا تھا ان میں سے دو اُونٹوں کا اُسے لالچ آیا۔ اُس نے اُنہیں عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپادیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ! تم میری بیٹی کو لے آئے ہو۔ یہ اُس کا فدیہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

"وہ دو اُونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپادیا ہے"

حارث یہ سُن کر بولا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

"میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"

واللہ اس معاملے سے اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوسکتا تھا۔ چنانچہ حارث اُس کے دو بیٹوں اور اُس کی قوم کے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

وہ دونوں اونٹ آدمی بھیج کر منگوائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ ان کی بیٹی جویرؓیہ انہیں واپس کر دی گئیں۔ یہ بھی اسلام لے آئیں اور اس پر پختہ ہوگئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد کو نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے نکاح کر دیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہوگیا۔

زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا تو ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے لئے سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ میرے قتل کو آ رہے ہیں اور بغیر تحقیق کئے بھاگ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں چلا آیا اور یہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہوگئے اور زکوٰۃ نہیں دی۔

مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا اور اُن پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلا آیا اور بیان کیا کہ یا رسولؐ اللہ! ہم نے سُنا ہے کہ جب آپؐ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا تو ہم اُس کے استقبال کے لئے نکلے اور ہم اُسے زکوٰۃ بھی دینا چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا اور اُس نے آپؐ سے کہا کہ ہم اُس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ واللہ اعلم

اس لئے نہیں نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝ وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ الخ

ترجمہ :- اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا چڑھو۔ پھر اپنے کئے سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم میں رسولِ خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہارا کہا مانیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے "

اور حضورؐ اس سفر سے واپس چلے آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں افک کا واقعہ ہوا۔

سیرت ابن ہشام جلد دوم ص۲۹۶

باب ۱۱۹

واقعۂ اِفک

حضرت عائشہؓ کی روایت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی ازواج مطہرات کو ساتھ لے جانے کے معاملے میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کا قرعہ نکل آتا اُس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہُوا تب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہؓ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں آپ مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور لوگ میرے ہودج کو اُٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اُونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک منزل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور رات کا کچھ حصہ وہیں گزارا۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہونے لگے میں رفع ضرورت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک ہار کھل پڑا۔ میں اُس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا پھر جب میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہُوا سمجھ کر میرا ہودج اُونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔

صفوان بن معطل

پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اُسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پھر صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گزرے۔ اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھے

دیکھا تھا۔ اب جو انھوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور میں
اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا آپ پر رحم کرے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے صفوان کو جواب نہ دیا۔ پھر صفوان نے اپنا
اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں اس پر سوار ہوئی اور صفوان اس کی نکیل پکڑ
کر آگے ہو لئے اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صبح ہوگئی
اور لشکر ٹھہرا تو صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انھوں نے کہا
مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔

تہمت کے اثرات

یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو میں بیمار ہوگئی اور تہمت کی خبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو
بھی پہنچی۔ مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جب میں بیمار
ہوتی تھی تو حضرتؐ میری دلجوئی از حد فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے آپؐ کی وہ توجہ اپنے
حال پر نہ دیکھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری
میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ کو اصل واقعہ کا علم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میں نے یہ حالت دیکھی تو
تو عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو
میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں۔ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔
پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف
سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہوگئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے بیت الخلاء نہ تھے جیسے
عجم کے لوگوں میں رسم ہے کہ گھر میں بیت الخلاء بناتے ہیں۔ ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضاء حاجت کو جایا
کرتے تھے اور عورتیں رات کو جاتی تھیں۔ فرماتی ہیں کچھ اوپر بیس راتوں کے بعد میں قضاء حاجت کو ام مسطح بنت
ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ ام مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر صدیقؓ
کی خالہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ام مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے (مسطح کا نام
عوف تھا) عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے اور بدر میں
شریک ہوا ہے۔ ام مسطح نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے؟ میں نے کہا
مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ ام مسطح نے تہمت کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس خبر کو سُن کر میں ایسی بدحال ہوئی کہ قضاءِ حاجت سے پوری طرح فراغت بھی حاصل نہ کر سکی۔ پھر واپس گھر آگئی اور اس قدر روئی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی! تم کچھ رنج نہ کرو۔ خدا کی قسم جس شخص کے پاس خوب صورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اُس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اُس پر ضرور لوگ تہمت لگاتے ہیں۔

رسول اللہ کا رنج و ملال حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خُطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ آپ کیا بیان فرمائیں گے۔ تو آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کے بارے میں مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ واللہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کے بارے میں کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں صرف میرے ساتھ ہی داخل ہوتا ہے۔

تہمت لگانے والے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے اور حمنہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمنہ کی بہن زینبؓ رسول اللہ کی زوجہ تھیں اور آپ کو جو التفات میری جانب تھا وہ ازواج میں سے کسی اور سے نہ تھا۔ زینبؓ کو تو خدا نے اُن کی دینداری کے سبب رشک و حسد سے محفوظ رکھا۔ مگر حمنہ بہن کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب رسول اللہ نے صحابہ میں یہ تقریر کی تو اُسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ تہمت اُٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں اُن کی سزا دہی کے لئے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہیں تو آپ مجھ کو حکم فرمائیں۔ واللہ وہ اس لائق ہیں کہ اُن کی گردنیں ماری جائیں۔

کشیدگی عائشہؓ فرماتی ہیں اُسید کا یہ کلام سُن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ تو جھوٹا ہے۔ تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ تو ہرگز ان کی گردنیں نہیں مار سکتا۔ اُسید نے کہا خدا کی قسم! تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور

یہاں تک کہ ان دونوں میں بدزبانی ہوئی ۔ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علیؓ بن ابی طالب اور اسامہؓ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اسامہؓ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کہیں اور کہا یا رسول اللہ ! یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کے اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور علیؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں ۔ آپ اس لڑکی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی ۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو دریافت کرنے کے لئے بلایا۔ اور علیؓ نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا رسولؐ اللہ سے سچ سچ بیان کرنا۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ برائی نہیں دیکھی اور میں عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں پاتی ۔ میں آٹا گوندھ کر رکھتی ہوں اور عائشہؓ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا لیتی ہے (اس کے سوا اور کچھ عیب نہیں) ۔

حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال

عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے ۔ میرے ماں باپ اور انصار کی ایک عورت میرے پاس بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آکر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ ! جو خبر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے ۔ اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کر لو۔ خدا بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے میری آنکھوں میں آنسو اُبل پڑے۔ اور میں نے انتظار کیا کہ میرے ماں باپ آپ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے آپ کو اس مرتبہ کا کبھی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالےٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں اور نماز میں پڑھی جائے گی ۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید اللہ تعالےٰ کوئی خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس طرح کا دکھا دے جس میں میری بریت آپ کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دیدے ۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم آنحضرتؐ کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ۔

صبرِ جمیل

فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی جو ان دنوں میں ابوبکرؓ کے گھر پر نازل ہو رہی تھی ۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب

نہ دیا تو میں زیادہ رونے لگی اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو کسی کو یقین نہ آئے گا اور اگر اقرار کرتی ہوں تو خواہ مخواہ کی برائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمے لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح میں کہتی ہوں:

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

"پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو"

نزولِ وحی اور برأت کی خوشخبری

فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھا دی گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک و صاف ہوں خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری برٔیت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا ان کی روح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے مطابق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضورؐ بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ! خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہاری برٔیت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں ان کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حدِ قذف لگانے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کا باعث تھے۔ پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسّی "۸۰" کوڑے لگے۔

ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو ایوبؓ خالد بن زید انصاری کی بیوی ام ایوب نے ان سے کہا۔ ابو ایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہؓ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں؟ ابو ایوبؓ نے کہا ہاں میں سنتا ہوں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو؟ ام ایوب نے کہا خدا کی قسم میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہؓ پر لگا رہے ہیں۔ ابو ایوب نے کہا پھر عائشہؓ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔

آیاتِ قرآنی

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہلِ افک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

ترجمہ:۔ بے شک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ سمیٹا ہے اُس کی سزا پائے گا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ اِن لوگوں میں سے لیا ہے اُس کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے۔

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۝

” بھلا تو جب تم نے ایسی بات سُنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے مومن بھائی بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا۔

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝

” جبکہ تم اُس بات کی اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے مُنہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم نے اُس کو ایسی ہلکی بات سمجھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت بڑی ہے“

عفو و درگزر کا حکم جب حضرت عائشہؓ کی برءیت ان آیات سے ظاہر ہوگئی تب حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور نہ کچھ اُس کو نفع پہنچاؤں گا۔ اور حضرت ابوبکرؓ مسطح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ:۔ تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنیوالوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیئے بلکہ اُن کو معاف اور درگزر کرنا چاہیئے۔ اے مسلمانو کیا تم یہ بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے“

حضرت ابوبکرؓ نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بے شک میں چاہتا ہوں کہ اللہ میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اُس کو منقطع نہ کروں گا۔

صفوانؓ اور حسانؓ ابن اسحاق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسانؓ نے اُن کی نسبت تہمت کی تھی اور اُن کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوانؓ تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کے ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اُس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر ہے یا نہیں؟ صفوان نے کہا آنحضرتؐ کو خبر نہیں ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو رہا کر دیا۔ اور پھر سب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہؐ نے حسان کو بھی طلب فرمایا۔ صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آگیا میں نے اس کے تلوار ماردی۔ آنحضرتؐ نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گزری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ پھر فرمایا اے حسان یہ زخم جو تجھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے۔ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو بیرحا جو بنی حدیلہ کا اب[1] مدینہ میں محل ہے عنایت کیا۔ اور بیرا بی طلحہ بن سہل نے آپؐ کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان پاک دامن اور پارسا تھے اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوئے۔

---

[1] یعنی ابن اسحاق کی تصنیف کے وقت۔ (مرتب)

باب ۱۱

حُدَیبیہ کا واقعہ

عمرے کے ارادے سے روانگی ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعدہ میں آپؐ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا اور مدینہ میں آپؐ نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ کو سُن کر عمرہ کی شرکت کے لئے آنے شروع ہوئے اور آپؐ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپؐ سے جنگ پر آمادہ نہ ہو جائیں اور خانہ کعبہ میں جانے سے نہ روک دیں۔ الغرض آپؐ مہاجرین و انصار اور گرد و نواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپؐ کا جنگ کا ارادہ ہے۔ بلکہ یہ جانیں کہ آنحضرتؐ صرف زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر اونٹ ہدی یعنی قربانی کے لئے لے گئے تھے اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔ جابرؓ کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ مقام عسفان میں پہنچے تو بشر بن سفیان کعبی آپؐ سے آ کر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! قریش آپؐ کی روانگی کی خبر سُن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے آپؐ کے مقابلے کو آئے ہیں اور مقام ذی طویٰ میں ٹھہرے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ آپؐ کو آنے نہ دیں گے۔

آنحضرتؐ کی گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سُن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے اُن

لڑائی ہو لڑائی اِن کو کھا گئی ہے پھر بھی یہ باز نہیں آتے۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پھر قریش کیا خیال کرتے ہیں۔ واللہ! میں اُس دین کی اشاعت کے لئے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے لئے خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔

پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جدا گانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا راستہ میں جانتا ہوں۔ چنانچہ یہ شخص سارے قافلے کو لے کر پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حِطَّۃٌ کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

حدیبیہ میں ورود

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ داہنی طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ قریش کے سواروں نے جب رسول اللہ کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو فوراً انھوں نے قریش کو خبر کی اور آپ اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے اونٹنی تھک گئی۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اِس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اِس کو اُس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلۂ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں اُن کو دوں گا۔

پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس جنگل میں پانی نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن واثلہ بن سہم بن مازن بن سلامان بن اسلم بن افصی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہنکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب

کہتے ہیں، میں نے نبی اکرمؐ کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

بُدَیل اور خزاعہ

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر آکر ٹھہرے تو بُدیل بن ورقا، خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور عرض کیا کہ آپؐ کس کام کے لئے تشریف لائے ہیں؟ حضورؐ نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سُن کر قریش کے پاس گئے اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمدؐ کے لئے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو حالانکہ محمدؐ جنگ کے لئے نہیں آئے وہ تو صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا ایسا کبھی نہ ہوگا کہ محمدؐ زیارت کا دھوکہ دے کر ہمارے شہر کو فتح کرلیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بے وقوفی اور دھوکے میں آجانے کا چرچا پھیلے۔

مکرز اور حلیس

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر خواہ تھے مکّہ کی کوئی بات آپؐ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت آپؐ نے اُس کو آتے ہُوئے دیکھا، فرمایا یہ شخص غدر کرنے والا ہے۔ جب یہ آپؐ کے پاس پہنچا تو اس سے آنحضرتؐ نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آکر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلہ سے تھا۔ جب اس کو آنحضرتؐ نے آتے ہُوئے دیکھا۔ فرمایا یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں۔ اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو۔ جب اس نے قربانی کے اُونٹ دیکھے تو وہیں سے قریش کے پاس اُلٹا چلا گیا آپؐ کی خدمت میں بھی نہیں آیا اور قریش سے جاکر سارا قصّہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سُن کر بہت خفا ہُوا اور کہا اے قریش واللہ! اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اُس کو روک دیں۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمدؐ کو زیارت کر لے دو ورنہ میں اپنے تمام لشکر کو لے کر الگ ہوتا ہوں۔ قریش نے مصلحتِ وقت کو خیال کر کے کہا۔ اے حلیس ذرا ٹھہرو ہم لوگ کوئی بات طے کرلیں۔

عروہ بن مسعود

راوی کہتا ہے پھر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا۔ عروہ نے کہا اے قریش میں اُن لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمدؐ کے پاس بھیجا اور پھر اُن کے ساتھ سخت کلامی کی اور تم جانتے ہو کہ تم میرے والد کی بجا ہو اور میں تمہارے بیٹے کی طرح ہوں۔ عروہ سبیعہ بنت عبدشمس کے بیٹے تھے۔ پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سُن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے اُن لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے لئے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

جاں نثار صحابہؓ

پھر عروہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمدؐ! آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے قبیلے کی طرف آئے ہیں تاکہ اُسے شکست دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور واللہ وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں۔ کل آپ کے مقابل آجائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پُشت بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے بُتوں کو بُرا بھلا کہتے ہوئے فرمایا کیا ہم لوگ آنحضرتؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ نے عرض کیا اے محمدؐ یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں۔ عروہ نے کہا کہ اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔ پھر عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور آپؐ سے بات کرتا جاتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ آپؐ کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا۔ عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بُرائی کو کس طرح مٹایا تھا

راوی کہتا ہے مغیرہؓ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے۔ تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خونبہا دے کر اس قصہ کو طے کیا۔

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہؓ آپؐ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جاکر کہا اے قریش! میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اُس کو قائم کرو۔

خراش بن اُمیہ

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن اُمیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ قریش نے اُس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اُس کو قتل کر دینا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اُس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔

قریش کے آدمی

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر آپؐ کے صحابیوں میں سے کوئی شخص اُن کے ہاتھ لگ جائے تو اُس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے معاف فرمایا اور اُن کو چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب کو بلایا تاکہ اُن کو مکہ میں اشرافِ قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت کر لینے دیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ میری اُن سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر اُن پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچا لے گا۔ میں آپؐ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمانؓ بن عفان۔ تب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ابو سفیان وغیرہ اشرافِ قریش کے پاس بھیجا تاکہ عثمانؓ ان کو خبر دے دیں کہ آپؐ جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ

راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔

ابو سفیان وغیرہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔

○

باب ۱۱۸

بیعتِ رضوان

جنگ کی بیعت جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ خبر پہنچی کہ عثمانؓ قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں گا۔ اس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اور یہی بیعت بیعتِ رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جابرؓ یہ کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر رسول اللہؐ نے بیعت نہیں لی بلکہ اس پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس پر بیعت کی سوا ایک جد بن قیس سلمی کے۔ جابرؓ کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس خبر آئی کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپؐ نے اپنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کی۔

صُلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش نے سُہیل بن عمرو عامری کو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا تو جا کر محمدؐ سے اس بات پر صُلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمدؐ نے زبردستی عمرہ کر لیا اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمروؓ آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو صُلح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پس جب سُہیل رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر

ہُوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی۔ پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو حضرت عمرؓ تیزی سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکرؓ کیا ہمارے رسول، اللہ کے پیغمبر نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بیشک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمر! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؐ خدا کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ بس تو جو کچھ حضورؐ کریں تم اُسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہی گفتگو کی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ مَیں اُس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمرؓ کہتے ہیں۔ مَیں نے اُس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اُس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہو گا۔

صُلح حدیبیہ اور صُلح نامہ

راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو عہد نامہ لکھنے کے لئے طلب کیا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ لکھو باسمک اللّٰھم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہی لکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لکھو کہ یہ وہ صُلح نامہ ہے جو محمدؐ رسولِ خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہُوا۔ سہیل نے کہا اگر مَیں آپ کو رسولِ خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ یوں لکھو۔ یہ وہ صُلح نامہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہُوا۔ یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دُوسرے سے رُکے رہیں اور جو شخص قریش میں سے اپنے ولی کی بغیر اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا محمدؐ اُس کو واپس کر دیں گے اور اگر محمدؐ کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اُس کو واپس نہ کریں گے۔ اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو وہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمدؐ کے عہد میں داخل ہیں اور بنو بکر نے کہا

ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

ابو جندل کا واقعہ اور آنحضرتؐ کا ایفائے عہد راوی کہتا ہے کہ ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی اُمید سے آئے تھے اور اب جو آپ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھے تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا تو اُن کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا۔ اور آنحضرتؐ سے کہا اے محمدؐ! میرے تمہارے درمیان قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے۔ ابو جندل نے چیخنا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو! کیا میں کفار میں واپس کر دیا گیا تا کہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں۔

مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابو جندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے عمرؓ بن خطاب اُٹھ کر ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو۔ یہ لوگ مشرک ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

صلح نامہ پر گواہیاں راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اُس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے۔ ابو بکرؓ صدیق، عمرؓ بن خطاب، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عبداللہؓ بن سہیل بن عمرو

سعدؓ بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ مکرز بن حفص جو اس وقت مشرک تھا اور حضرت علیؓ جو کاتب بھی تھے۔

قربانی اور حلق

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حل[1] میں بے چین تھے اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کو قربانی کیا اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوا لئے اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ خدا سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا سر منڈانے والوں پر خدا رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا اور بال کتروانے والوں پر بھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سر منڈانے والوں کے لئے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے لئے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کا اونٹ بھی ساتھ لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی تھی۔

سورۂ فتح کا نزول

زہری کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورۂ فتح نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (۴۸ ، ۱)

ترجمہ:۔ بے شک اے رسول! ہم نے تم کو اس صلح کے ہونے سے کھلی ہوئی فتح دی تاکہ بخشے خدا تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے اور سیدھے راستہ کی تم کو ہدایت فرمائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

---

[1] حرم مکہ کی حد (مرتب)

بے شک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی اُنہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے۔ پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اُس کے اُوپر ہے اور جو اُس عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اُس نے کیا ہے پورا کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کو اجرِ عظیم عنایت فرمائے گا۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے اور آنحضرتؐ نے اُن کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔

سَیَقُوْلُ لَکَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا۔

ترجمہ: اے رسول! عنقریب آپ سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا پس آپ ہمارے لئے مغفرت مانگئے۔"

پھر اس کے بعد فرمایا ہے :-

سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰی مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

" عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مالِ غنیمت کو لُوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو تو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔"

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے اور زہری کہتے ہیں یہ قوم مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۙ وَّ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ یَهْدِیَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۙ وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۝

(۴۸ — ۱۸ تا ۲۱)

ترجمہ :۔ بے شک خدا مومنوں سے راضی ہُوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ پس جان لی اُس نے وہ بات جو اُن کے دلوں میں تھی۔ پھر اُن پر اُس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح (یعنی خیبر کی) اُن کو پہنچائی اور اُس فتح میں بہت سامال وہ حاصل کریں گے۔ اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔ وعدہ کیا ہے خدا نے تم سے بہت سے مالِ غنیمت کا جن کو تم لوگے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دُور رکھا (یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی) تاکہ یہ فتح ایک نشانی ہو مومنوں کے لئے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے اور دُوسری فتح کا اور مال کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ علاوہ فتح خیبر کے جن پر تمہیں اختیار نہیں۔ یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بے شک خدا نے اُن کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں "۔)

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ

" خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد اُن کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو اُن سے روکا اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اُس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں (جو ستر کی تعداد میں تھے) نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو اُن کے قتل کے سبب سے غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے "۔

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ

جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پنے کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور ادب کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ؕ

ترجمہ: یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کترائے بے خوفی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خواب میں دیکھنا کہ ہم امن کے ساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں) پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کے علاوہ قریب فتح رکھی ہے"

صلح کے فوائد زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوتے تھے۔ تو جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابرؓ نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپؐ فتح مکہ کے لئے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

باب ۱۹

مکہ کے مظلوم مسلمان

ابو بصیر کا واقعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ابو بصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ازہر بن عبد مناف بن عبد الحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے اِن کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابو بصیر کے لانے کے لئے آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنا ایک غلام بھی اُس کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص ازہر اور اخنس کا خط لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر سے فرمایا کہ اے ابو بصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اُس کے خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے لئے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے۔ تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا اے ابو بصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے لئے کشادگی اور مفر کی صورت پیدا کرے گا۔

عامری کا قتل ابو بصیر یہ سن کر اُن دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابو بصیر نے کہا اے عامری بھائی یہ تلوار تمہاری ہے۔ اُس نے کہا ہاں! کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں۔ اُس نے کہا دیکھ لو۔ ابو بصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا۔ اور اُسے سونت کر عامری کو قتل کر ڈالا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے جو اُس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے۔ فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا؟ غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا۔ اُسی وقت

ابو بصیر بھی تلوار لگائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہ رہنے دیتے۔ میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو بڑا لڑاکا اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔

ابو بصیر کا گروہ پھر اس کے بعد ابو بصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جا رہے۔ یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابو بصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے اور آنحضرتؐ کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے جب اُنھوں نے یہ خبر سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابو بصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے تو یہ لوگ نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ ستر آدمیوں کے قریب ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے اور قریش کو اُنھوں نے تنگ کر دیا۔ جو آدمی قریش کا اُن کے ہاتھ لگتا فوراً اُس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ اُدھر سے گزرتا اُس کو لوٹ لیتے۔

قریش کی درخواست جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تب اُنھوں نے آپؐ کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو اُن لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپؐ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بُلا لیجئے تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو مدینہ میں بُلا کر رکھا۔

عامری کا خون بہا ابن اسحاق کہتے ہیں جب سُہیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اُس نے کعبہ سے اپنی پُشت لگا کر کہا واللہ! جب تک اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پُشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابو سفیان نے کہا واللہ! یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا۔ تین مرتبہ ابو سفیان نے یہی کہا۔

اُم کلثوم کی ہجرت انہی ایام میں اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرتؐ کی خدمت میں ہجرت کی۔ اُم کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے آپؐ کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے لئے اُسی عہد کے سبب آئے۔ مگر آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا اس لئے آپؐ نے اُم کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

عورتوں کی ہجرت کا سوال ابن اسحاق کہتے ہیں عبدالملک بن مروان کے صوبہ دار ابن ابی ہندہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اُس میں اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا جَاءَکُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِیمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَی الْکُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ أَنْ تَنْکِحُوهُنَّ إِذَا آتَیْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِکُوا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَلِکُمْ حُکْمُ اللَّهِ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ وَاللَّهُ عَلِیمٌ حَکِیمٌ ۝

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم اُن کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا اُن کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ تو اگر تم اُن کو پکا مسلمان جانو تو پھر اُن کو کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ یہ عورتیں کفار کے لئے حلال ہیں نہ کفار اُن کے لئے حلال ہیں اور جو مہر کفار نے اُن کو دیا ہے وہ تم ان کو دے دو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم پکڑ کر نہ رکھو جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا ہے وہ اُن سے مانگ لو اور جو کفار کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اُس نے تمہارے درمیان کیا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

عروہ کا جواب عروہ بن زبیر نے اُس کو جواب لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی کہ قریش کا جو شخص آپ کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا آپ اُس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے مگر جب قریش کی عورتیں اسلام لا کر اور ہجرت کر کے آنحضرت کے پاس آئیں تو آپ نے اُن کو واپس نہ کیا اور اُن کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک اُن عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دیدیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو رسول اللہ نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔

امام زہری کی تشریح

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اِس آیت کا مطلب دریافت کیا: وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿ اور اے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں اور کفار سے تمہیں اس کا مہر نہ ملا۔ پس اس مال میں سے اُن لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئیں ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے اُن پر خرچ کی تھی اور اُس خدا سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

زہریؒ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفار میں ہو اور کفار کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں تو خدا فرماتا ہے کہ اُس مسلمان کو مالِ غنیمت میں سے وہ رقم دیدی جائے جو اُس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

مشرک عورتوں سے علیحدگی

راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ الخ تو حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی۔ پھر اُس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اُس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے اور اُم کلثوم بنت جرول سے جو بنی خزاعہ میں سے ہے عبیداللہ بن عمرؓ کی ماں تھی۔ ابوجہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

فتح مکہ کی خوشخبری

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے اُس نے کہا یہ تو آپؐ نے نہیں فرمایا تھا۔ فرمایا بس یہ اُسی کے مطابق ہے جو جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے۔

باب ۱۲

غزوۂ خیبر (۱)

خیبر کی طرف روانگی

ابن اسحاق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

عامر بن اکوع کی حدی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر سناؤ ؎

عامر بن اکوع نے یہ شعر کہے ؎

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اہْتَدَیْنَا ‏ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَیْنَا ‏ وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا ‏ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

”خدا کی قسم اگر ہم پر خدا کا فضل نہ ہوتا تو ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ بے شک ہم پر جب کفار نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفار سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔“

عامر کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے لئے واجب ہو گئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی کہ خود ان ہی کی تلوار جنگ

میں ان کو پلٹ کر اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے۔ بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا بے شک یہ شہید ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب آپؐ خیبر کے پاس پہنچے تو صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہی میں تھا کہ ٹھہر جاؤ اور پھر آپؐ نے یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔

ترجمہ:۔ "اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ افگن ہیں اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور پروردگار ہواؤں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس شہر کی اور خیریت اس کے اہل کی اور خیریت ان چیزوں کی جو اس کے اندر ہیں مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شر کی اور اس کے لوگوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو اس کے اندر ہیں"

پھر فرمایا آیت بسم اللہ کہہ کے آگے بڑھو۔ راوی کہتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

اہل خیبر کو اطلاع اور فرار

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے اُن پر صبح کے وقت حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے۔ رات آپؐ نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے تو دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے ہل وغیرہ سامان زراعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ واللہ محمدؐ لشکر لے کر آ گئے۔ پھر یہ لوگ اُلٹے پاؤں خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَخَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ

تو اللہ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہوا بے شک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوتے تو منذرین کا دن برا ہوا اور منذرین وہ لوگ ہیں جن کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار۔

مقاماتِ سفر ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل کر عصر میں آ گئے۔ یہاں آپ کے لئے مسجد تیار کی گئی۔ پھر آپ مقام صہبا میں آ ئے۔ پھر ایک میدان میں جس کو رجیع کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اُترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے لئے آپ کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ آپ کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو اُلٹے چلے گئے۔

قلعوں کی تسخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چکی کا پاٹ گرا دیا تھا۔

پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا۔ اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں اور ان کی دو چچا زاد بہنیں بھی اُن کے پاس تھیں آپ نے ان کو اپنے لئے پسند فرمایا۔

دحیہ بن خلیفہ کلبی نے صفیہ کے لئے درخواست کی مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفیہ کو اپنے لئے منتخب فرمایا تب دحیہ کو ان کی دونوں چچا زاد بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا

چند چیزوں کی ممانعت مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے کھانے سے ممانعت کر دی۔

چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اُلٹا دیا۔

مکحول کہتے ہیں آنحضرتؐ نے اُس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اُس کے پاس نہ جائیں۔ دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں تیسرے کسی درندے کا گوشت نہ کھائیں۔ چوتھے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اُس کو فروخت نہ کریں۔

جابرؓ سے روایت ہے اور جابرؓ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں رسول اکرمؐ نے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو گھوڑوں کے کھانے کی اجازت دیدی۔

صنعانی کا بیان

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی طرف فتوحات میں شریک تھے تو ہم نے جبریہ نامی ایک شہر فتح کیا اور رویفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص رسول اللہ سے سنی ہے اور خیبر کی جنگ میں آپؐ نے ہم سے فرمائی تھی۔ رسول کریمؐ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر استبراء کے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مالِ غنیمت سے تقسیم ہونے سے پہلے اسے فروخت کرے اور نہ مسلمانوں کے لئے یہ بات جائز ہے کہ مالِ غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اُس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اُسکو مالِ غنیمت میں واپس کرنے میں ایسا نہ کرے کہ اُس کو بیکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیئے کہ مالِ غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پُرانا کر کے اُس کو واپس کرے۔

عبادہؓ بن صامت کہتے ہیں ہم کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔ بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔

بنی سہم کی حاضری

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے۔ آپؐ کے پاس بھی اُس وقت کچھ نہ تھا جو اُن کو دیتے۔ تب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں اُن کو دوں۔ تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ اُن کے ہاتھوں پر فتح کرا دے تاکہ اُن کے مالِ غنیمت سے غنی ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے تمام قلعوں سے زیادہ بڑا مال و اسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اُس میں بکثرت تھا فتح کرا دیا۔

آخری قلعے اور مرحب راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم آخری دو قلعوں پر پہنچے۔ ان کا آپؐ نے کچھ اوپر دس راتیں محاصرہ رکھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور اَمِت اَمِت تھا۔

جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامانِ جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اس کے مقابلے میں کون جانمرد جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا آپؐ مجھ کو اجازت دیجئے کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا بہتر ہے جلد خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔

محمد بن مسلمہؓ اس کافر کے مقابل گئے۔ میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڑ میں ہو کر ایک دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے۔ پھر آخر دو بدو مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد بن مسلمہ نے ڈھال سے بچاؤ کیا۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی۔ پھر محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی جہنم رسید ہو گیا۔

یاسر کی ہلاکت ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے۔ آنحضرتؐ کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام قرشی اس کے مقابل گئے۔ ان کی والدہ آنحضرتؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا انشاء اللہ تمہارا بیٹا قتل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیرؓ یاسر کے مقابل ہوتے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی اور یاسر مارا گیا۔

حضرت علیؓ کا اعزاز عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف ابوبکرؓ صدیق کو سفید نشان عنایت کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے۔ پھر آپؐ نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دے کر عمرؓ بن خطاب کو روانہ کیا۔ انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر فتح حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے۔ تب آپؐ نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ شخص

جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ سلمہؓ کہتے ہیں پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بُلایا جبکہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپؐ نے اپنا لب مبارک اُن کی آنکھوں پر لگایا اور نشان اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہی ہاتھ پر اُس کو فتح کرے گا۔ حضرت علیؓ دوڑتے ہُوئے نشان لے کر اُس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہؓ کہتے ہیں مَیں بھی حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اُوپر آیا اور اُس نے پوچھا تم کون ہو؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ مَیں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس کتاب کی جو موسیٰؑ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے۔ سلمہؓ کہتے ہیں چنانچہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خدا نے اُس قلعہ کو فتح کر دیا۔

رافع کی روایات رسول اکرمؐ کے آزاد غلام ابو رافع سے روایت ہے کہتے ہیں جب آپؐ نے حضرت علیؓ کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا تو میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؓ قلعہ کے پاس پہنچے۔ مقابلہ اور مقاتلہ شروع ہُوا۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر وار کیا تو آپؓ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دُور جا پڑی۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کے دروازہ کو اُٹھا لیا اور اُسی سے کفّار کے حربے ڈھال کے طور پر روکتے ہُوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فارغ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا تو اُس کواڑ کو آپؓ نے پھینک دیا۔ ابو رافع کہتے ہیں وہ دروازہ بڑا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے اُس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے۔

کعب بن عمرو کا قصہ ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے؟ ابوالیسر کہتے ہیں مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جاتا ہوں۔ فرمایا جاؤ۔ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ آپؐ نے جب مجھ کو دوڑتے ہُوئے دیکھا تو فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں پچھلی بکریوں میں سے مَیں نے دو بکریاں پکڑیں اور اُن کو بغل میں دبا کر بھاگا اور آپؐ کے آگے لا کر اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے اُن کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

راوی کہتا ہے ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہُوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو رو دیتے اور کہتے تھے اے لوگو! میری عمر سے نفع حاصل کرو کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں۔

باب ۲۱

غزوۂ خیبر (۲)

حضرت صفیہؓ کا خواب اور تعبیر

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کر لیا اور حضرت بلالؓ صفیہ بنت حی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر آپ کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے گذر ہوا ۔ اس عورت نے جب اپنے مقتولوں کو دیکھا چیخیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر اس نے خوب طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لے جاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر ان کو اوڑھا دی ۔ جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ آپ نے ان کو اپنے لئے مخصوص فرما لیا ہے ۔

راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے ۔ پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا تو کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمدؐ کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ نے ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ ان کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشان بھی باقی رہا ۔ چنانچہ اسی نشان کو دیکھ کر آپ نے صفیہؓ سے اس کا سبب دریافت فرمایا ۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا ۔

کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ

کنانہ بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار کر کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا ۔ آپ نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا ۔ پھر ایک یہودی نے آکر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے ۔ آپ نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے ۔ اس نے کہا بہتر ہے ۔ پھر

آپؐ نے اُس مقام کو کھدایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا۔ اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے زبیرؓ بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دے کر پوچھو۔ چنانچہ زبیرؓ نے ہر چند تکلیف دے کر بھی اس سے دریافت کیا مگر اس نے نہ بتایا تب آپؐ نے کنانہ کو محمدؓ بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض اس کو قتل کریں۔ چنانچہ محمدؓ بن مسلمہ نے اس کی گردن مار دی۔

یہود کی جان بخشی کی درخواست

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلالم کا محاصرہ رکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپؐ ہماری جان بخشی کر دیں۔ آنحضرتؐ نے اس بات کو منظور فرمالیا۔ اور خیبر کا تمام مال واسباب آنحضرتؐ کے ہاتھ آیا سوا ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی۔ انھوں نے بھی آپؐ کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم اپنا تمام مال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی کر دی جائے۔ رسول پاکؐ نے اس بات کو منظور کر لیا اور آپؐ کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے۔

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا تب انھوں نے آنحضرتؐ کو پیغام بھیجا کہ آپؐ ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار آپؐ کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے اور زمین کو درست کرنے اور قابلِ زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ آپؐ نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط ان سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو آپؐ نے خاص اپنے اخراجات کے لئے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

زہر آلود گوشت

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فتوحات سے فارغ ہوئے تو زینب حرث کی بیٹی (سلام بن مشکم یہودی کی بیوی) نے ایک بکری کا گوشت بھون کر آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آپؐ کو کون سا گوشت پسند ہے؟ لوگوں نے کہا دستی کا۔ اُس نے دستی میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب

زہر ملا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا اور آپؐ نے اُس میں سے ایک بوٹی اُٹھا کر مُنہ میں رکھی اور اُس کو چبایا مگر نگلا نہیں بلکہ اُس کو تھوک دیا۔ بشر بن براء بن معرور بھی آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور آنحضرتؐ نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہُوا ہے۔ پھر آپؐ نے اُس عورت کو بلا کر دریافت کیا۔ اُس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تُو نے یہ کام کیوں کیا۔ عورت نے کہا اس لئے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر نجات پاؤں گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت سے درگزر کی۔ بشر بن براء اُس ایک نوالہ کے کھانے سے وفات پا گئے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرضِ وفات ہُوا۔ اور بشر بن براء کی بہن آپؐ کی مزاج پُرسی کو آئیں تو آپؐ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اِس میں اپنی رگوں کو اُسی نوالہ کے اثر سے ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی سمجھتے ہیں۔

مدینہ کی طرف واپسی

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہُوئے تو راستہ میں آپؐ نے چند راتیں وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جب ہم رسول کریمؐ کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو غروب آفتاب کے قریب ہم نے وہاں قیام کیا۔ آپؐ کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید جزامی ثم الضبی نے آپؐ کی نذر کیا تھا۔ یہ غلام آپؐ کا کجاوہ اُٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اِس غلام کے آ لگا اور معلوم نہ ہُوا کس نے مارا ہے؟ غلام تیر کے صدمہ سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو۔ رسولِ اقدسؐ نے ہمارے اِس کلام کو سُن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اِس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے۔ یہ شملہ اُس غلام نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے چرایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سُن کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جوتیوں کے دو تسمے تو میں نے بھی مالِ غنیمت میں سے لئے تھے۔ فرمایا ان کی برابر تجھ کو

دوزخ میں جلنا ہوگا۔

چربی کا برتن عبداللہ بن مغفل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ایک کُپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا کہ مالِ غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا اور آ کر وہ کُپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا واللہ! یہ کُپا میں تجھ کو نہ دوں گا۔ اُس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے یہ مال مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو لے جانے دو۔ عبداللہ کہتے ہیں میں اُس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُسے کھایا۔

حضرت صفیہؓ سے نکاح ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر میں یا آتے ہوئے راستہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح فرمایا۔

اور حضرت انسؓ کی ماں اُمّ سلیم نے صفیہؓ کو دُلہن بنایا اور رات کو آنحضرتؐ اُن کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابو ایوبؓ انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر آپؐ کے خیمہ کے گرد پہرا دیتے رہے۔ جب صبح کو آپؐ نے اُن کو دیکھا تو فرمایا اے ابو ایوب تم نے کس لئے تکلیف کی؟ ابو ایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اس عورت سے حضورؐ کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نومسلم ہے۔ اس سبب مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابو ایوب کے حق میں دُعا فرمائی کہ اے خدا جیسے ابو ایوبؓ نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اُس کی ہمیشہ حفاظت فرمائیو۔

حضرت بلالؓ کی پہریداری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات آپؐ نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں تو صبح کے وقت جگانے کے لئے ایک آدمی ضرور چاہیئے۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاگوں گا۔ چنانچہ رسول کریمؐ اور سب لوگ سو رہے اور بلالؓ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند اُن پر غالب ہوگئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ سب سے پہلے رسول اقدسؐ جاگے اور بلالؓ سے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

جس نے آپ کو سُلایا اُسی نے مجھ کو بھی سُلا دیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنے اُونٹ کو تھوڑی دُور لے جاکر بٹھایا اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس کے بعد فرمایا کہ جب تم نماز کو بھُول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اُسی وقت اُس کو پڑھ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے آپ نے وہاں کی مُرغیاں وغیرہ ابن لقیم علبسی کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہِ صفر میں ہُوا تھا۔

غزوۂ خیبر اور مُسلمان خواتین

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں سے اُن کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مَردوں کے ساتھ اُن کا حصّہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب آنحضرتؐ نے خیبر کا قصد کیا تو مَیں چند عورتوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ آپؐ کے ساتھ ہم بھی جہاد میں چلیں۔ ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی اور جہاں تک ہم سے ہو گا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی۔ حضورؐ نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے۔ چنانچہ ہم آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ کو اپنے اُونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اور مَیں اُس وقت کم سن لڑکی تھی۔

جب صُبح کو رسول کریمؐ منزل پر اُترے اور مَیں بھی اُونٹ پر سے اُتری تو اُس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر مَیں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیض تھا۔ جب آپؐ نے اُس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ مَیں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اُس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیبر فتح ہو گیا تو آپؐ نے ہم عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے خود آپؐ نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا۔ مَیں اُس کو کبھی جُدا نہیں کرتی۔

راوی کہتا ہے یہ ہار آخری وقت تک اُس خاتون کے گلے میں رہا اور پھر اُس کی وصیّت کے مطابق اُس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ خاتون حیض سے پاک ہونے کے لئے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور

وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

شہدائے خیبر بنی اُمیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن سنجرہ بن عمرو بن لکنیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو بن رفاعہ بن مسردح۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عبداللہ بن ہبیب بن اہیب بن سحیم بن غبسرہ۔ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور اُن کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور آپ کے ساتھ زہریلے گوشت کو کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی زریق میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

اور اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابو ضیاع بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئی القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائدہ اور انیف بن جبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیر سے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا۔ یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہدائے خیبر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے اُن کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

اسود راعی کی شہادت ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اسود راعی بکریاں لئے ہوئے آنحضرتؐ کے پاس آگئے اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر ملازم تھے انہوں نے آپؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو مسلمان کیجئے۔ آپؐ نے ان کو مسلمان کیا اور آپؐ کسی شخص کو مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ فرماتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ بلکہ سب کو مسلمان کرتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان بکریوں کو کیا کروں؟ فرمایا۔ ان کو مار کر ہنکا

یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور اُن کو قلعہ کی طرف ہنکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور ایک پتھر قلعہ پر سے اسود کے سر پر ایسا لگا کہ اُس کے صدمہ سے شہید ہو گئے۔ لوگ ان کی لاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اوڑھا دیا۔ آپؐ چند صحابہ کے ساتھ ان کی لاش پر آئے۔ پھر آپؐ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کی طرف سے مُنہ کیوں پھیرا؟ فرمایا ایک حُور جو اُن کی بیوی ہے اُن کے پاس بیٹھی ہے۔

راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہے حُوروں میں سے اُس کی بیوی اُس کے چہرے سے خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اُس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اُس کو قتل کرے۔

حجاج بن علاط

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم البہزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سا مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی اُم شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سوداگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے۔ آپؐ مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں اور وقت کی مناسبت سے جیسا چاہوں کہوں۔ آپؐ نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب مقام ثنیتہ البیضاء میں آئے تو دیکھا کہ قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر پوچھا کرتے تھے اور اُن کو معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے جب انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہو گی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں سب سے سرسبز اور آباد شہر ہے۔ اُس کا فتح ہونا محمدؐ سے دشوار ہے۔ غرض حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سُنا ہے کہ قاطع[1] نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے

---

[1] کافر آنحضرتؐ کو قاطع یعنی صلۂ رحم کو قطع کرنے والے کہتے تھے۔ ۱۲

وہ یہودیوں کا نہایت آباد علاقہ ہے۔ حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سُنی ہے اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے پاس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اُونٹ کو گھیر لیا اور کہا اسے حجاج جلد اس خبر کو بیان کرو میں نے کہا محمدؐ کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تم نے سُنی نہ ہوگی۔ اُن کے تمام اصحاب قتل ہُوئے اور وہ خود قید ہو گئے اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمدؐ کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمدؐ کو قتل کریں۔

حجاج کہتے ہیں یہ بات سُنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہُوئے اور کہتے تھے اب محمدؐ تمہارے پاس آتے ہیں تم ان کو قتل کرنا۔ حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اسے قریش تم میرا مال جمع کرا دو میں بہت جلد خیبر کو جانے والا ہوں تاکہ سوداگروں کے پہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمدؐ کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید لوں۔ چنانچہ قریش نے ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں گا تو سب مال مجھ کو دیدے۔ اُس نے بھی سب مال دیدیا۔ پھر یہ خبر حضرت عباسؓ کو ہوئی۔ وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جو تاجرانہ وضع کا تھا آکر کھڑے ہُوئے اور مجھ سے کہا اسے حجاج یہ تُو نے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا اُس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا۔ چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا تو عباس میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اسے عباس جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اُس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور اس کے بعد تم کو اختیار ہے کہ شوق سے کہہ دینا۔ میں تمہارے بھتیجے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہُوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر اُنھوں نے فتح کر لیا۔

عباس نے کہا اسے حجاج یہ تُو کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کہا واللہ! میں سچ کہہ رہا ہوں اور میں مُسلمان ہو گیا ہوں۔ یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے لئے کیا تھا۔ تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دُور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ سے گئے ہُوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت عباسؓ نے

اپنا حلہ[1] پہنا اور عصا ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا تو کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ تو جنگ کا سامان ہے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمدؐ نے خیبر کو فتح کر لیا اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تصرف میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے آج یہ لباس پہنا ہے۔

قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی؟ حضرت عباسؓ نے کہا اُسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا اور اب وہ محمدؐ سے جا ملا ہے۔

قریش یہ بات سُن کر بہت خفا ہوئے اور حجاج کے بارے میں کہنے لگے کہ دُشمنِ خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اُس وقت خبر ہوتی تو ہم اُس کو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔

---

[1] ایک چادر اور تہہ بند پر مشتمل لباس۔ (مرتب)

باب ۱۲۲

خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے خمس خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں کے حصہ کا نکالا اور اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا خرچ تھا اور ان لوگوں کو بھی آپ نے اس میں سے عنایت فرمایا جنہوں نے اہلِ فدک سے صلح کرائی تھی اور انہی لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو آپ نے تیس وسق[1] کھجوریں عنایت فرمائیں اور باقی مالِ غنیمت اُن مسلمانوں پر تقسیم فرمایا جو حدیبیہ کے واقعہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے سوائے ایک جابر بن عبداللہ کے کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر آپ نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

حصہ داروں کی تعداد راوی کہتا ہے کہ خیبر کی جنگ میں چودہ سو (۱۴۰۰) آدمی تھے اور دو سو (۲۰۰) گھوڑے اس لئے رسول کریمؐ نے کل مال کے اٹھارہ سو حصے کئے۔ چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دیئے۔

اٹھارہ مجموعے ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو آنحضرتؐ نے عربی اور ہجین[2] گھوڑے کو ہجین ٹھہرایا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ اور زبیرؓ بن عوام اور طلحہؓ بن عبیداللہ اور عمرؓ بن خطاب اور

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا۔ ۱۲

[2] ہجین وہ گھوڑا ہے جو عمدہ نسل کا نہ ہو۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عاصمؓ بن عدی اور اسیدؓ بن حضیر ایک ایک حصہ میں شریک تھے۔

اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک حصہ بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس اوسی کا۔ انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلم کا اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادیٔ خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطاۃ بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سریر نام تھا اور اس کو شق بھی کہتے ہیں اُس کے تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاۃ میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی اُسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بن عوف بن خزرج اور مزینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

شق کی تقسیم پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا اور انہی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف کا۔ پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علیؓ کا پھر طلحہؓ بن عبید اللہ کا۔ پھر بنی غفار اور اسلم کا۔ پھر حضرت عمرؓ بن خطاب کا۔ پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ نکالا۔ اس میں جہینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

کتیبہ کی تقسیم پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی ازواج اور اقرباء کے درمیان تقسیم فرمایا اور بعض مسلمانوں کو بھی اُس میں سے عنایت کیا۔ چنانچہ اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کو دوسو وسق دیئے اور حضرت علیؓ کو ایک سو وسق اور اسامہؓ بن زید کو دوسو وسق اور پچاس وسق کھجوریں اور حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کو دوسو وسق اور حضرت ابوبکرؓ کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور صلت بن مخرمہ کو معہ اُن کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور ابو رکانہ بن عبد یزید کو پچاس وسق اور عبیدہ بن حرث کی بیٹیوں اور اُن کے بیٹے حصین بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ وسق

اور اوس بن مخزمہ کے بیٹے کو تیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور اُم رمیثہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور بحینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق اور اُم حکم کو تیس وسق اور جمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمنہ بنت جحش کو تیس وسق اور زبیر کی والدہ کو چالیس وسق اور ابن ابی خنیس کو تیس وسق اور اُم طالب کو چالیس وسق اور ابی نضرہ کو بیس وسق اور نمیلہ کلبی کو پچاس وسق اور عبداللہ بن وہب کو مع اُن کے دونوں بیٹوں کے نوے وسق۔ جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیب بنت جحش کو تیس وسق اور مکرز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل ازواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گیہوں اور جَو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اُس کی ضرورت کے مطابق ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے آپؐ نے اُن کو زیادہ مرحمت فرمایا۔ بنی عبدالمطلب کو ایک سو اسّی وسق دیئے اور حضرت فاطمہؓ کو پچاسی وسق اور اسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور اُم رمیثہ کو پانچ وسق عنایت کئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ قبیلہ رہاوہ (یمن) کو خیبر سے سو وسق دیئے جائیں اور الدّار بن ہانی کو سو وسق اور سبائین کو سو وسق دیئے جائیں اور اشعریوں کو سو وسق دیئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا معاملہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو اہلِ فدک کے دل میں بھی خدا نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رُعب ڈال دیا۔ اور انہوں نے اپنا ایلچی رسول کریمؐ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپؐ نصف پیداوار پر اُن سے صلح کرلیں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمالیا اور آپؐ اُس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آگئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہُوا۔ اس سبب سے یہ خاص آپؐ کا مال تھا۔

بنو الدّار کے نام ونسب یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم کی اولاد سے ہیں اور رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ملک شام

سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرفہ بن مالک۔ ان کا نام رسول کریمؐ نے عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ مروان بن فاکہ عرفہ کے بھائی۔ فاکہ بن نعمان۔ جبلہ بن مالک۔ ابو ہند بن تمر اور ان کے بھائی طیب بن تمر۔ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہلِ خیبر کے پاس بھیجا اور انھوں نے کھیتوں اور پھلوں کا تخمینہ کیا۔ یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے۔ عبداللہ نے کہا تم چاہو تو تم لے لو اور تم چاہو تو ہم کو دے دو۔ یہود نے کہا اسی بات سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال تخمینہ کیا تھا کہ پھر غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

ابن سہل کا قتل

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جاکر تخمینہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ پھر انھوں نے نبی کریمؐ ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا اور مسلمانوں نے اس قتل کا اُن پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور اُن کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ راوی کہتا ہے یہود نے اُن کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔ پھر اُن کے ساتھی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ یہ خبر سُن کر عبدالرحمٰن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور اُن کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آنحضرتؐ کا فیصلہ

عبدالرحمٰن سب میں نوعمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنی چاہی۔ آپؐ نے فرمایا بڑے کو بڑے کو[1]۔ تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اُس پر پچاس قسمیں کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ انھوں نے عرض کیا ہمیں قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا۔ اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے۔ حویصہ وغیرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو اُن کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں۔ پھر جھوٹی قسم کے کھانے میں

---

[1] یعنی تم میں جو بڑا ہے پہلے اُسے بات کرنے دو۔

اِن کو کیا تأمل ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اقدسؐ نے عبدالرحمٰن کو اُس کے بھائی عبداللہ کا خونبہا یعنی سو اُونٹ اپنے پاس سے عنایت فرمائے۔

سہل بن ابی حثمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ اُن اونٹوں میں ایک سُرخ اُونٹنی تھی۔ جب میں اُس کو گھیر رہا تھا تو اُس نے مجھ کو مارا تھا۔

دیگر روایات

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حثمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اُس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ آنحضرتؐ نے حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ حضورؐ ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلواتے بلکہ آپؐ نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اُس کا خونبہا تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اُس شخص کو قتل کیا ہے تب آپؐ نے اپنے پاس سے خون بہا ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسُول کریمؐ نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خونبہا ادا کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہود کی جلا وطنی

ابن اسحاق کہتے ہیں مَیں نے ابن شہاب زُہری سے دریافت کیا کہ آپؐ نے خیبر کے باغات اور کھجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں۔ زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جو لوگ مال و اسباب چھوڑ کر جلاوطنی پر آمادہ ہوئے آپؐ نے اُن سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں؟ یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب آپؐ نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا تخمینہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضورؐ کی خدمت میں آئے آپؐ نے ان کو تقسیم فرمایا۔ پھر جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ نے ابتدا خلافت میں یہی معاملہ رکھا۔ پھر اُن کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرضِ وفات میں فرمایا تھا کہ دو دِین مُلکِ عرب میں نہ رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تحقیق کی اور جب اُن کو ثابت ہوگئی تب اُنہوں

نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا ملکِ عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔ اس لئے جس یہودی کے پاس آپؐ کا کوئی عہد ہو وہ اُس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اُن سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے اور ہم تینوں متفرق ہو گئے۔ رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اُتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا؟ میں نے کہا مجھے خبر نہیں۔ اُن ساتھیوں نے میرا ہاتھ باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے۔ پھر اُنہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! رسول اللہؐ نے یہودیوں کو اس شرط پر خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے اُن کو نکال دیں گے۔ اب یہود نے عبداللہؓ بن عمر پر زیادتی کی اور اُس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس سے پہلے انصاری کو بھی انہوں نے ہی شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا۔ لہٰذا اب میں اُن کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز اُن یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکال دیا۔

وادی القریٰ کی تقسیم

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے اور جبار بن صخر اُمیّہ جو خیبر کی پیداوار کا تخمینہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا اور ان دونوں آدمیوں نے اُسی تقسیم کے مطابق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصّہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حصّہ حضرت عثمانؓ کا ایک حصّہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا۔ ایک حصّہ عمر بن ابی سلمہ کا۔ ایک حصّہ عامر بن ابی ربیعہ کا۔ ایک

حصّہ عمروؓ بن سراقہ کا۔ ایک حصّہ دشیم کا۔ ایک حصّہ اولادِ جعفر کا۔ ایک حصّہ معیقیب کا۔ ایک حصّہ عبداللہ بن ارقم کا۔ ایک حصّہ عبداللہ کا۔ ایک حصّہ عبیداللہ کا۔ ایک حصّہ عبداللہ بن جحش کے بیٹے کا۔ ایک حصّہ بکیر کے فرزند کا۔ ایک حصّہ معتمر کا۔ ایک حصّہ زید بن ثابت کو۔ ایک حصّہ ابی بن کعب کا۔ ایک حصّہ معاذ بن عفراء کا۔ ایک حصّہ ابوطلحہ اور حسن کا۔ ایک حصّہ جبار بن صخر کا۔ ایک حصّہ جابر بن عبداللہ بن رئاب کا۔ ایک حصّہ مالک بن صعصعہ کا۔ ایک حصّہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا۔ ایک حصّہ ابن حضیر کا۔ ایک حصّہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا۔ ایک حصّہ سلامہ بن سلامہ کا۔ ایک حصّہ عبدالرحمٰن بن ثابت اور ابی شریک کا۔ ایک حصّہ ابی عبس بن جبیر کا۔ ایک حصّہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصّہ عبادہ بن طارق کا۔

اور بعض کہتے ہیں قتادہ کا اور آدھا حصّہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصّہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصّہ ابن تخزمہ اور ضحاک کا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اُس کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا۔

باب ۱۲۳

مہاجرینِ حبشہ کی واپسی

رسول اللہؐ کی مسرت
ابن ہشام کہتے ہیں جس دن خیبر کی فتح ہوئی ہے اُسی روز جعفر بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو دیکھتے ہی گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفرؓ کے آنے کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے۔ آپؐ نے ان کے بلانے کے لئے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا اور نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کرکے آپؐ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اُس روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جس روز آنحضرتؐ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے اور وہ یہ لوگ ہیں:-

مُہاجرینِ حبشہ کے نام
بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ اِن کی بیوی اسماء بنت عمیس خشعمیہ بھی تھیں اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگِ موتہ مضافات ملکِ شام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لشکر کے سردار کر گئے اور وہیں شہید ہوئے یہ ایک شخص تھے۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے خالد بن سعید بن عاص بن اُمیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی اُمینہ بنت خلف بن اسد کے اور اِن کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امتہ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو خلافتِ صدیقیؓ میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرث کنانی کے ان خاتون کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔

اور معیقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا اور ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آلِ عتبہ بن ربیعہ کے حلیف۔ یہ چار شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔

اور بنی عبدالدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شرجیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبدالاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور ہذیل سے ان کے حلیف عتبہ بن مسعود یہ دو شخص تھے۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن احبان۔ ایک شخص

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے محمیہ بن جزء ان کے حلیف بنی زبید سے اِن کو رسول کریم نے مالِ غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے معمر بن عبداللہ بن نضلہ۔ ایک شخص

اور بنی عامر بن لوئی سے ابوحاطب بن عمرو بن عبدشمس اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبدشمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدیٰ بن وقدان بن عبدشمس کے۔ دو شخص

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبدقیس بن لقیط۔ ایک شخص

جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا اُن کی عورتوں کو بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے آپ کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔

راوی کہتا ہے اور جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے اُن کے نام یہ ہیں :-

بنی اُمیہ بن عبدشمس سے عبیداللہ بن جحش بن رئاب اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی اُمیہ کے

حلیف مع اپنی بیوی اُمِ حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبیداللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا۔ اُمِ حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ جب عبیداللہ حبش میں پہنچا تو اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس کی بیوی اُمِ حبیبہؓ سے نکاح فرمایا۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔ جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈھتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن عبداللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا اور یہ اُمیہ بنت قیس کا باپ تھا اور اس کی بیٹی اُمیہ حضرت اُمِ حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابو سفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی۔ جب عبیداللہ اور قیس حبشہ کو گئے تو ان دونوں عورتوں یعنی اُمِ حبیبہ اور اُمیّہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔ یہ دو شخص ہے۔

اور بنی عبدالدار بن قصی سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار۔ اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبدمناف بن عبدالدار۔ دو شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن ازہر بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبداللہ بن مطلب پیدا ہوا اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا۔ کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے۔ ایک شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ایک شخص۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ہبار بن سفیان بن عبدالاسد۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان، حضرت عمرؓ کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی شہادت میں شک ہے کہ

قتل ہوئے یا نہیں ؟ اور ہشام بن ابی حذافیہ بن مغیرہ تین شخص۔

اور بنی جمیح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمیح مع اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہی کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ واپس آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر آپ کے پاس آئیں اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیویاں حسینہ اور حسنہ کے ماں شریک بھائی شرجیل بن حسنہ، یہ سب حبشہ گئے اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا۔ یہ چھ شخص تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبش میں انتقال ہوا اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابو قیس بن حرث بن قیس بن عدی۔ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ان ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہِ ایران کے پاس بھیجا تھا اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی اور بشر بن قیس بن حرث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے اور سائب بن حرث بن قیس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں جنگِ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے اور عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوئے۔ دو شخص۔

عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا جو اب مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا اس نے

چند اشعار کہے اور اُن میں شراب اور محبوب کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے۔ وہ اشعار حضرت عمرؓ نے سُنے تو فوراً اُس کو معزول کر دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا اے امیرالمومنین میں ایک شاعر ہوں واللہ! میں اُن افعال کا مرتکب نہیں ہُوا ہوں جو اشعار میں بیان کئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا خیر جو تُو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغامبر بنا کر ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبدغنم بن زہیر بن ابی شداد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد۔ تین شخص

چنانچہ جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ ہی مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تھے اور جو لوگ اس کے بعد رسول کریم کی خدمت میں آئے اور جن کو نجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے اور جو لوگ یا اُن کی اولاد حبشہ میں فوت ہُوئے اُن کے نام یہ ہیں:۔

متوفی مہاجرین

بنی عبدشمس بن عبدمناف سے عبداللہ بن جحش بن رئاب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔ اور بنی جمح سے حاطب بن حرث اور ان کے بھائی حطاب بن حرث۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف۔ اور عدی بن نضلہ سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر۔ ایک شخص۔

مہاجر خواتین

راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ اُن لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ۔

اور بنی اُمیّہ سے اُم حبیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں اور بنی مخزوم سے اُم سلمہ بنت ابی اُمیّہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی ۔

اور بنی تیم بن مُرّہ سے ریطہ بنت حرث بن جبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں ۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو پی کر ہلاک ہو گئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نامی بچی تھی ۔ وہ مدینہ میں آئی اور بنی سہم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن صُبیرہ ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم ۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سہلہ بنت سہیل بن عمرو ۔ اور مجلل کی بیٹی ۔ اور عمرہ بنت سعدیٰ بن وقدان ۔ اور اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو ۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عُمیس بن نعمان خثعمیہ ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن اُمیّہ بن محرث کنانیہ ۔ اور فکیہہ بنت یسار ۔ حسنہ اور اُم شرحبیل بنت حسنہ ۔

مہاجرین کی اولاد

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ۔ بنی ہاشم سے ۔ اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن اُمّہ بنت خالد ۔ اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ۔ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہر ۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث ۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں ۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث ۔ اور لڑکیاں امتہ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں ۔

باب ۱۲۴

عمرة القضاء

عمرہ کی تیاری اور روانگی

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہو کر آپؐ مدینہ میں ربیع الاوّل ربیع الآخر جمادی الاوّل جمادی الآخر رجب، شعبان، رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں رسول کریمؐ نے جابجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے۔ پھر ذی قعد کے مہینہ میں عمرة القضا کی تیاری کی۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے آپؐ واپس تشریف لے آئے تھے اب اُس عمرہ کی قضاء کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرة القضاء رکھا گیا ہے اور بعض اس کو عمرة القصاص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضورؐ کو ۶ھ میں مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ اس لئے اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذی قعد کے مہینہ ۷ھ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے :- وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط

اور مدینہ میں آپؐ نے عُوَیف بن اضبط دیلی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان آپؐ کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ ۷ھ کا واقعہ ہے جب اہلِ مکہ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر سُنی۔ مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کے آنے کا منظر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمدؐ کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوک کے بے طاقت لوگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی یہ سُنا اور جب آپؐ مسجدِ حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خدا اُس شخص پر رحم فرمائے جو آج اپنی قوت اِن مشرکین کو دکھائے اور پھر مع اصحاب آپؐ نے

تیز رفتاری اختیار فرماتے ہوئے تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔
ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فعل مشرکین کو دکھانے کے لئے کیا تھا۔ مگر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔
عبداللہ رضؓ بن ابی بکر کہتے ہیں جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپؐ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے :-

اشعار ؎

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ خَلُّوا فَكُلُّ الْخَيْرِ فِي رَسُوْلِهِ

ترجمہ :- ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اُس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ تمام خیر و فلاح اُس کے رسول کے ساتھ ہے۔"

يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيْلِهِ أَعْرِفُ حَقَّ اللهِ فِي قَبُوْلِهِ

" اے رب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اُس کو قبول کرنے میں اللہ کا حق پہچانا ہے۔"

نَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ عَلَى تَأْوِيْلِهِ كَمَا قَتَلْنَاكُمْ عَلَى تَنْزِيْلِهِ

" اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اُس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے۔

ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ

" ایسی ضرب لگاتی ہے جو کھوپڑی کو اُس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے فراموش کر دیتی ہے۔

حضرت میمونہ رضؓ سے نکاح — ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میمونہ رضؓ بنت حرث سے بحالت احرام عقد فرمایا اور یہ نکاح حضرت عباس رضؓ نے کرایا تھا۔
ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ رضؓ نے اپنے نکاح کا اختیار اپنی بہن اُم فضل کو جو حضرت عباس رضؓ کی بیوی تھیں دیا تھا اور اُم فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا۔ حضرت عباس رضؓ نے اُن کی شادی رسول مقبول سے کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کے مہر کے چار سو درہم عنایت فرمائے۔

حویطب کی گفتگو راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری ہو گئی۔ لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں نکاح کر کے کھانے پر لوگوں کو بلاتے اور تم بھی اس میں شریک ہوتے۔

قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود مع صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہؓ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع ان کو لے کر مقام سرف میں رسول اکرمؐ سے جا کر ملے اور وہیں آپؐ نے شادی کی تقریب فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں واپس مدینہ تشریف لائے۔

آیاتِ قرآنی ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (۴۸:۲۷)

ترجمہ:۔ بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا کہ انشاء اللہ ضرور تم مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈاتے اور بال کترواتے بے خوف و خطر اس میں داخل ہو گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسبب عمرہ کرنے کے ہوا تھا۔ اس نے فتح قریب (خیبر کی) تم کو عنایت کی۔

جا باب

غزوۂ موتہ

فوج کا انتظام

یہ غزوہ جمادی الاوّل ۸ھ میں ہُوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبداللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہُوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاوّل اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔ پھر جمادی الاوّل میں آپؐ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافاتِ ملک شام میں سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کا آنحضرتؐ نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا اگر زیدؓ شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں گے اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت

چنانچہ لوگ اس جہاد کے لئے تیار ہُوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہُوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہُوا تو لوگ لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے۔ جب سب رخصت ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ تم کیوں روتے ہو؟ عبداللہ نے کہا مَیں دُنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں رو رہا ہوں۔ بلکہ مجھے ایک آیت رُلا رہی ہے جو مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے کہ :-

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا -

یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو گا۔ یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے۔"

اس لئے مَیں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہو گا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ! اللہ تعالےٰ تم کو اپنی حفظ و حمایت میں رکھے اور دُشمن کو مغلوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اُس وقت یہ اشعار کہے ؎

لٰكِنَّنِي أَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

ترجمہ:- مگر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تلوار کا ایسا وسیع گھاؤ کھانے کی دعا کرتا ہوں جو خون کے جھاگ ڈال رہا ہو۔

أَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْأَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا

یا نیزے کی ضرب سامنے سے ایسی کہ جو انتڑیوں اور جگر کے پار ہو جائے

حَتَّى يُقَالَ إِذَا مَرُّوا عَلَى جَدَثِي أَرْشَدَهُ اللهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

تاکہ جب لوگ میری طرف سے گذریں تو کہیں اللہ تعالیٰ اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے لئے تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے آپ نے ان کو رخصت کیا اور بطور مشایعت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔

رومیوں کی فوج

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کا ایک مقام ہے تو ان کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم و جذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بلقاء کا مقام ہے آکر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے مالک بن زافلہ نامی ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔ مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں متردد رہے کہ کیا کریں بعض نے کہا کہ حضورؐ کو خط لکھیں کہ دشمن اس قدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو رسول کریمؐ ہماری مدد کو اور لشکر روانہ فرمائیں یا کوئی اور حکم فرمائیں گے اس کے مطابق ہم عمل کریں گے۔

عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے شجاعت پر آمادہ کئے اور کہا اے قوم تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے۔ تم لوگ تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے تم تو دین حق کی اشاعت کے لئے نکلے ہو جس دین سے خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے۔ چنانچہ بسم اللہ کر کے قدم بڑھاؤ۔ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے لئے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کرے گا یا تم شہید ہو گے۔ پس تمہارا مطلب کسی طرح فوت نہ ہو گا۔" تمام لشکر نے عبداللہ کی اس

تقریر کو سُن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے روانہ ہوا۔

شوقِ شہادت زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرتے تھے۔ ایک رات میں نے سُنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انھوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھے غصہ سے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بلقاء میں پہنچے تو ہرقل کا لشکر بھی آ پہنچا جس میں رُوم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نامی ایک گاؤں کے پاس اُترا اور دشمن کا لشکر مشارف نامی ایک گاؤں کے پاس تھا۔

جنگ اور حضرت زیدؓ کی شہادت مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ میمنہ پر بنی عذرہ کے ایک شخص قطبہ بن قتادہ کو مقرر کیا۔ اور میسرہ پر عباد بن مالک انصاری کو مقرر کیا۔ پھر جنگ شروع ہوئی تو زید بن حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفرؓ نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اُتر کر اُس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت اہلِ علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفرؓ نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا آپ کا وہ ہاتھ کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفرؓ کی عمر تینتیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پَر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر جاتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رُومی نے حضرت جعفرؓ کے ایسی تلوار ماری تھی کہ جس سے آپ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت حضرت جعفرؓ کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان ا[پنے] ہاتھ میں لیا اور یہ اُس وقت اپنے گھوڑے پر سوا[ر] تھے اور کچھ متردد تھے۔ پھر یہ گھوڑے سے نیچے اُترے اور اُن کا ایک چچازاد بھائی بھنا ہوا گوشت

کا ٹکڑا اسے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کر و۔ کیونکہ تم بھوکے ہو۔ عبداللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے شور و غل کی آواز آئی۔ بس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہو گئے۔

خالدؓ بن ولید کی سالاری

ان کے بعد بنی عجلان کے ایک شخص ثابت بن اقرم نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے مسلمانو! اب تم ایک سردار مقرر کر و۔ مسلمانوں نے کہا کیا تم کو مقرر کریں؟ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالدؓ بن ولید کو سردار مقرر کیا۔ خالد نے مسلمان فوج کو دشمن سے بچا کر یکجا کیا اور پھر لڑتے ہوئے انہیں لے کر واپس ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا کہ زیدؓ بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور انصار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے۔ چنانچہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بمقابلہ جعفرؓ اور زیدؓ کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے؟ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

رسولؐ اللہ کا رنج و ملال

ابن اسحاق کہتے ہیں اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفرؓ اور آپ کے ساتھی شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان کو رسول کریم کے پاس لائی۔ آپ نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے؟ فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں۔ اسماء کہتی ہیں میں کھڑی ہو کر اس صدمے سے چیخنے اور رونے لگی۔ محلہ کی عورتیں میرے پاس جمع ہوئیں اور حضورؐ میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے لئے کھانا تیار کراؤ۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب پکانے کی فرصت نہ ہو گی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب جعفرؓ کے شہید ہونے کی خبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرے پر رنج و ملال پایا۔ اسی حال میں ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت رو پیٹ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اُن کو منع کرو۔ وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ باز نہیں آتیں۔ فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو اُن کے مُونہوں میں خاک ڈال دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اُس شخص کو کہا کہ خدا تجھ کو دُور کرے تُو نے اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا اور جن کی تُو شکایت کرنے آیا تھا اب خود رسولؐ اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے مُنہ میں خاک نہیں ڈال سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے نیزہ کی ضرب سے مالک بن رافلہ کو جو ہرقل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

کاہنہ کا انتباہ

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اُس نے اپنی قوم سے رسول کریمؐ کے لشکر کی آمد کی خبر سُن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور مستعد لشکر آرہا ہے جو بہت خون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے۔ جب خالد لشکر لے کر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آ گئے۔

لشکر کی واپسی

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو کر تشریف لائے لڑکے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا ان بچّوں کو گود میں لے لو اور جعفرؓ کے بیٹے کو مجھے دو اور آپ نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

راوی کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہِ خدا سے بھاگ کر آئے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

اُم سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نماز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا واللہ! وہ مجبور ہیں کیا کریں۔ جب گھر سے نکلتے ہیں لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو! تم راہِ خدا سے بھاگ آئے۔ پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے۔

شہدائے موتہ بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ۔ اور بنی مالک بن حسل میں سے وہب بن سعد بن ابی سرح۔ اور انصار میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن مناف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن شہاب زہری نے ان لوگوں کو بھی شہید ذکر کیا ہے :-

ابو کلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے۔ اور بنی مالک بن اقصیٰ سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین ؓ

باب ۱۲۶

صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی

بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی

ابن اسحاق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نامی بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا اور سوداگری کے لئے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا سارا مال لوٹ لیا۔ پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلے میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمیٰ اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنو اسود زمانۂ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خونبہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونبہا لیا کرتے تھے اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہی جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اشاعتِ اسلام نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور قبائل کے باہمی فساد کم ہو گئے۔ جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ چنانچہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

بنو بکر کی زیادتی

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنو بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی خزاعہ نے قتل کئے تھے قصاص لیں۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو وتیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کو

تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی۔ یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے۔ اُس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل! اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہیئے۔ خدا سے ڈر۔ خدا سے ڈر۔ نوفل نے اُس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لے لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا۔ پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے۔

راوی کہتا ہے جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اُس کا نام منبہ تھا اس لئے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جائیں اُن کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقہ اور ایک اور شخص کے مکان میں جو اُن کا حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

رسول اللہ سے مدد کی درخواست

ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اس قدر زیادتی کی اور اُن کو قتل و غارت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑا۔ کیونکہ بنی خزاعہ رسول پاک کے عہد میں داخل تھے۔ تو عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ اُس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اِس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل آپؐ کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے لئے آیا ہے۔ پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقا بھی تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ واپس آ گئے۔

صُلح کے لئے سلسلہ جنبانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔ چنانچہ بدیل بن ورقہ وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان اِن کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا۔ قریش نے اس کو مدینہ میں رسولؐ اللہ کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے لئے بھیجا تھا جب ابوسفیان

نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اسے بدیل کہاں سے آرہے ہو؟ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے آیا ہے۔ بُدیل نے کہا: میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمدؐ کے پاس تو نہیں گئے۔ بدیل نے کہا نہیں۔ پھر بدیل تو آگے روانہ ہوگیا اور ابوسفیان نے کہا اگر مدینہ میں گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہونگی۔ پھر اُس نے بدیل کے اونٹ کی جگہ کے پاس آکر اُس کی مینگنی کو توڑ کر دیکھا تو اُس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہوگیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا۔ پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی اُمّ حبیبہؓ کے پاس گیا جو اُمّ المؤمنین تھیں۔ اور اُس نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خاص بچھونے پر بیٹھنا چاہا۔ اُمّ المؤمنین نے اُس بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ اُمّ حبیبہؓ نے فرمایا یہ بچھونا خاص رسولؐ اقدس کا ہے اور مَیں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہوکر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مُبتلا ہوگئی۔

ابوسُفیان کی گفتگو

پھر ابوسفیان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپ سے گفتگو کی۔ آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ تم چل کر رسولؐ اللہ سے میرے لئے گفتگو کرو حضرت ابوبکرؓ نے کہا مَیں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا۔ انھوں نے جواب دیا کہ کیا مَیں تیری سفارش کروں۔ واللہ! اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہوگا تب بھی مَیں اُس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہؓ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آن کی گود میں بیٹھے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علیؓ! تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو اور مَیں ایک حاجت مند ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اگر مَیں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا تو بہت ذلیل ہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوسفیان رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ایسا معاملہ درپیش ہے کہ ہم ہرگز آپ سے اُس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے۔ پھر ابوسفیان حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہُوا اور کہنے لگا اے محمدؐ کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ لوگوں میں پناہ پکار دیں۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا رسولؐ اللہ کے سامنے کون پناہ پکار سکتا ہے۔

حضرت علیؓ کا مشورہ ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر معاہدہ کی تجدید کر دو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہنچے گا یا نہیں ؟ مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو! میں نے سب کے درمیان پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔

قریش کا خوف ابوسفیان جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے؟ ابوسفیان نے کہا محمدؐ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس گیا اس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا ان کو سب سے زیادہ نرم پایا اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچا یا نہیں؟

قریش نے کہا علیؓ نے تجھ سے کیا کہا۔ ابوسفیان نے کہا کہ علیؓ نے مجھ سے یہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکار دے۔ چنانچہ میں نے پکار دی۔ قریش نے کہا پھر محمدؐ نے بھی اس کو جائز رکھا یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پھر تو علیؓ نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم اور کوئی بات اس کے سوا مجھے سمجھ ہی نہیں آئی۔

فتح مکہ کی تیاری راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور رسول اکرمؐ کی ازواج بھی آپ کے سامانِ سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور وہ آپؐ کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرف جانے کا قصد ہے؟ عائشہ نے کہا یہ تو آپؐ نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضورؐ نے لوگوں کو خبر دی کہ آپؐ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ! مخبروں اور خبروں کو اہلِ مکہ سے روک دے تاکہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو اور ہم ایک دم ان پر جا پڑیں۔ چنانچہ لوگ نہایت چستی سے تیار ہوئے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفرِ مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہلِ مکہ کے نام آپؐ

کی تیاری اور لشکرکشی کے متعلق لکھ کر سارہ نامی ایک عورت کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا۔
یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی ۔ جب یہ عورت روانہ ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپؐ نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ کو اس عورت کی
تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط
اس سے لے آؤ۔ اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا
حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے اس کو مقام حلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ
پایا۔ تب حضرت علیؓ نے کہا واللہ! رسول اللہ نے غلط خبر نہیں دی ۔ اے عورت ! یا تو خط ہم کو دیدے ۔
ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں ۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال
کر حضرت علیؓ کو دیا اور وہ اس کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ تب آپؐ نے حاطب کو بلایا
اور فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی۔

حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں
بدلا اور یہ کام میں نے اس لئے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ
قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت
دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر سے ہے
اور اہل بدر کی شان یہ ہے خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔
راوی کہتا ہے پھر حاطب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (۶۰ : ۱ تا ۶)
" یعنی اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک ۔ "

باب ۱۲۷

فتح مکّہ (۱)

مکّہ کے لئے روانگی ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ معہ سب لوگوں کے روزہ دار تھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ مقام کُدید میں پہنچے جو عسفان اور امج کے درمیان ہے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتا ہے کہ آپؐ مقام مرظہران میں پہنچے تو آپؐ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ چنانچہ آپؐ جب مرظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور اُن کو کچھ خبر نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہیں؟

راوی کہتا ہے حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام جحفہ میں اُن کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباسؓ مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور آپؐ بھی اُن سے راضی تھے۔

ابن حرث اور ابن ابی اُمیہ کا اسلام انہی دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرث اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کسی خبر کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام نبق عقاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو ملا۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے۔ انہوں نے آپؐ کے پاس جانا چاہا۔ اُمّ سلمہؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے چچا کا بیٹا اور پھوپھی کا بیٹا جو آپؐ کا داماد ہے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو اُن سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچا کے بیٹے نے تو میری ہتک کی اور میرا پھوپھی کا بیٹا جو

داماد بھی ہے۔ اُس نے مکہ میں مجھ کو وہ کچھ کہا ہے جو کہ بیان سے باہر ہے۔ جب یہ خبر ان دونوں کو پہنچی تو ابوسفیان بن حرث کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں اور بھوک کے پیاسے مر جائیں گے اگر آنحضرتؐ ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب آپؐ نے یہ سُنا تو آپؐ چونکہ رحم اور خلق مجسم تھے ان کے حالِ زار پر مہربان ہُوئے اور ان کو حاضری کی اجازت دی۔ چنانچہ یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہُوئے اور ابوسفیان بن حرث نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد عُذر کیا۔

ابوسفیان بن حرب

حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام مرظہران میں قیام کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آگیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اُس کو آپؐ کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر آپؐ کے حملہ کرنے سے پہلے آکر امن مانگ لیں۔ پھر میں اسی خیال میں آنحضرتؐ کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدانِ اراک میں آیا۔ تا کہ کوئی شخص لکڑیاں چُننے والا یا دودھ والا یا کوئی ضرورت والا ملے اور میں اُس کو خبر کر دوں۔ فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سُنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے۔ ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے۔ بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جو جنگ کے لئے آئے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے کہ اُن کے لشکر کی اس قدر روشنی ہوتی۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی اور اُس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اُس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباسؓ کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں۔ میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آگیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تو فوراً تیری گردن مار دیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جا میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تیرے لئے

امن کی درخواست کروں گا۔

لشکر گاہ میں سے گزر حضرت عباسؓ فرماتے ہیں ابو سفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور اُس کے دونوں ساتھی اُلٹے پھر گئے اور میں اُس کو لے کر لشکر میں آیا۔ جس خیمہ کے پاس سے گزرتا تھا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے۔ پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول اللہ کے چچا رسول اللہ کی خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گزرا تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور ابو سفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابو سفیان خدا کا دشمن ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے لئے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا تاکہ میں عمر سے پہلے آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اور ابو سفیان کے لئے امن اور پناہ آپؐ سے لے لوں۔ چنانچہ میں عمرؓ سے پہلے رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ گیا اور عمرؓ بھی اُسی وقت آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابو سفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دیدیا ہے۔ لہٰذا مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ابو سفیان کو پناہ دے دی ہے۔ اور واللہ آج کی رات میں اس کو اپنے پاس رکھوں گا۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا۔ مگر چونکہ یہ بنی عبد مناف سے ہے۔ اس سبب سے میں نے اس کی سفارش کی ہے۔ عمرؓ نے کہا اے عباس سنو! واللہ جس روز تم مسلمان ہوئے اُس روز میں اس قدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی آپ کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی۔ آپؐ نے فرمایا اے عباسؓ اب تو تم اِس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

ابو سفیان کا قبول اسلام حضرت عباسؓ کہتے ہیں۔ رات کو ابو سفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اُس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہُوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تُو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں۔ بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کی پُوجا کرتا تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کہ کیا تیرے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تُو میری رسالت کا اقرار کرے۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم وکریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ واللہ! اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ کو خرابی ہو گردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کر لے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رسول اللہ کی گواہی دے۔ چنانچہ ابوسفیانؓ نے گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ

حضرت عباسؓ کہتے ہیں مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو محبوب رکھتا ہے اس کے لئے کوئی ایسی بات کر دیجئے جس میں اس کو فخر ہو۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اُس کو امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اس کو امن ہے۔

رسولؐ اللہ کے لشکر کے مناظر

حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گزرنے کے مناظر دکھاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں مَیں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا اور قبائل کی فوجیں گزرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے۔ مَیں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبز لشکر کے ساتھ گزرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زرہ اور خود وغیرہ سامانِ حرب سے اس قدر مسلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ جب یہ لوگ گزرے تو ابوسفیان نے پُوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ مَیں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہی کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس! بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے۔ خدا کی قسم! اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہو گئی ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں بے شک نبوت ہے۔

ابوسفیان کی مکہ واپسی حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتلا۔ ابوسفیان دوڑا اور مکہ میں جا کر اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمدؐ آ گئے اور ایسا لشکر اُن کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے لہٰذا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر اُس کی مونچھ پکڑلی اور قریش سے کہا کہ اس مضبوط موٹے فربہ پہلوان کو قتل کرو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس کے بہکانے میں آ کر اپنی جان نہ کھوتا۔ محمدؐ تم پر آ گئے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اُس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہوں گے؟ ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اُس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اُس کو بھی امن ہے۔ یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجدِ حرام کو بھاگ گئے۔

رسول اللہ کا عجز و انکسار راوی کہتا ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو آپؐ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپؐ اس وقت سُرخ رنگ کی یمنی چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی۔

ابو قحافہ کا قبولِ اسلام ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت ابوبکرؓ کے والد قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوقبیس پہاڑ پر لے چل اور ابو قحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ چنانچہ یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی اور انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے؟ لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص اُن کے درمیان میں آ جا رہا ہے۔ ابو قحافہ نے کہا۔

اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے۔ پھر لڑکی نے کہا بخدا اب لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابو قحافہ نے کہا۔ اب یہ لشکر یہاں آ جائے گا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل۔ لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری ہی تھی کہ سواروں نے آلیا۔ اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسلی تھی وہ کسی سوار نے اُس کے گلے سے اُتار لی۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو ابو بکرؓ اپنے باپ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ! تم نے بڑے میاں کو ناحق ہی تکلیف دی میں خود آج سے ملنے کو اُن کے گھر جاتا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا آپ کے تشریف لے جانے سے مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے سامنے بٹھایا اور اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اسلام لے آؤ۔ پھر اُنھوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابو بکرؓ اپنے والد کو لائے تو اُن کا سر بالکل سفید ہو رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے طوق لیا ہو وہ دے دے۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن! تو اپنی ہنسلی پر صبر کر۔ اس زمانے میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی طویٰ سے لشکر کو روانہ کیا تو زبیرؓ بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اور سعدؓ بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اُسی طرف روانہ کیا۔ سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے تو انھوں نے یہ کہا کہ آج جنگ کا روز ہے اور آج کے دن حرمت حلال کی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو سعد بن عبادہ کے کلام سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمنہ لشکر کا سردار مقرر کیا جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جُہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد رضی اللہ عنہ ان کو لے کر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اذاخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے اور وہیں رسول کریمؐ کے لئے ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔

بعض مشرکین سے جنگ

راوی کہتا ہے صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابل آئے اور بنی بکر میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا تو کس لئے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ اور ان کے اصحاب کی جنگ کے لئے۔

عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمدؐ کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے لئے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے مجاز بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے کہ مشرکین نے ان کو شہید کر دیا اور کرزؓ بن جابر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلا شہید ہوئے اور مشرکین میں سے بارہ آدمیوں کے قریب قتل ہوئے۔ پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آ چھپا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کر دے۔ بیوی نے کہا تو اس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا۔ حماس نے جواب دیا ؎

اشعار:

إِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِهِ يَوْمَ الْخَنْدَمَةْ ‏ إِذْ فَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرِمَةْ

ترجمہ:۔ اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے تھے۔

وَاَبُوْ یَزِیْدَ قَائِمٌ کَالْمُؤْتَمَہ وَاسْتَقْبَلَتْہُمْ بِالسُّیُوْفِ الْمُسْلِمَہ

ترجمہ:۔ اور ابویزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا اور ہمیں تیز تلواروں کے ساتھ اُن سے آگے بڑھا"

یَقْطَعْنَ کُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْجُمَہ ضَرْبًا فَلَا یَسْمَعُ اِلَّا غَمْغَمَہ

" جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں اور ایسی افراتفری تھی کہ بجز چیخم دہاڑ کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا"

لَہُمْ نَہِیْتٌ خَلْفَنَا وَہَمْہَمَہ لَمْ تَنْطِقِیْ فِی اللَّوْمِ اَدْنیٰ کَلِمَہ

" اور ہمارے پیچھے دشمنوں کا شور و غل تھا۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت کا میرے بارے میں نہ کہتی"

مسلمانوں کا شعار راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبدالرحمٰن تھا اور انصار کا شعار یا بنی عبداللہ تھا۔

باب ۱۲۸

فتح مکہ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراءِ لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اُس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا۔ اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

اِن ہی لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا۔ اِس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وجہ سے دیا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا اور وحی کو آپ کے پاس لکھا کرتا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آملا اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ اُن کا رضاعی بھائی تھا یہاں تک کہ جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو لے کر رسول کریم کی خدمت میں امن دلانے کے لئے آئے۔ رسول اکرم بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا ہاں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اِس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے۔ فرمایا نبی اشارہ سے قتل نہیں کرتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سعد پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اِس کو حاکم بنایا تھا۔

عبداللہ بن خطل اور ایک شخص عبداللہ بن خطل کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرف اِس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا اور ایک انصاری کو بھی اِس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام

مسلمان بھی اِس کے ساتھ تھا۔ جب یہ کسی منزل میں اُترا تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک بکرا ذبح کرکے پکالے۔ غلام بے چارہ سو گیا اور اُس نے کھانا نہ پکایا۔ اُس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آملا اور اپنی لونڈیوں سے رسول اللہؐ کی ہجو کے اشعار گوایا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اِس کے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک حویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں رسول اللہؐ کو ستایا کرتا تھا جب حضرت عباسؓ، حضرت فاطمہؓ اور اُم کلثومؓ حضورؐ کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لے کر مدینہ میں پہنچانے چلے تو اسی حویرث بن نقید نے ان دونوں کو اُونٹ پر سے زمین پر گرادیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کرکے جنہوں نے اِس کے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔

اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور رسول کریمؐ کو مکہ میں بہت بُرا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا مگر یہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور اِس کی بیوی اُم حکیم بن حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اُس نے آنحضرتؐ سے اِس کے لئے امن لیا رسول اقدسؐ نے امن دیدیا۔ تب وہ یمن میں اس کو تلاش کرنے گئی اور پھر آپ کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

بعض مجرموں کا قتل عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی دونوں نے مل کر قتل کیا اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی قتل ہوئی اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے لئے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے امن لیا گیا تو آپ نے امن دیدیا اور سارہ کے لئے بھی امن مانگا اُس کو بھی آپ نے امن دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی زد میں آکر مقام ابطح میں ہلاک ہوئی۔

حضرت علیؓ کی بہن اُم ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حرث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے اُن کو کوٹھڑی میں بند کردیا اور اُن کے پیچھے ہی میرے بھائی علیؓ بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو ضرور قتل کروں گا۔ اُم ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خاو

ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے نبی کریمؐ کے پاس آئی۔ آپؐ اُس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل فرما رہے تھے اور آپؐ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپؐ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپؐ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوش آمدید کیونکر آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علیؓ اُن کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اُس کو ہم نے امن دیا اور جس کو تم نے پناہ دی اُس کو ہم نے پناہ دی۔ جاؤ علیؓ اُن کو قتل نہ کریں گے۔

بیت اللہ کا طواف صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آکر اُترے اور لوگوں میں امن ہو گیا تو رسول پاکؐ نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اُس وقت آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھڑی سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی حجرِ اسود کو چھو کر سلام کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی اُس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا تو اُس کو توڑ کر پھینک دیا اور پھر کعبہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

خطبۂ مبارکہ ابن اسحاق کہتے ہیں اہلِ علم کا بیان ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا:-

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ -

ترجمہ:۔ خدا وحدہٗ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اُس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفار کے لشکروں کو اُس نے ہزیمت دی۔

اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت۔ اے لوگو! خطاء جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے تو اس میں پورا خونبہا یعنی سَو اونٹ [1] لازم ہیں۔ اے قریش

[1] خونبہا کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانۂ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دُور کر دیا جو باپ دادا پر کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ کی پیدائش مٹی سے ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی :۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ

ترجمہ :۔ اے لوگو! ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک اللہ کے نزدیک تم میں بلند مرتبہ وہ ہے جو زیادہ متقی ہے "

پھر فرمایا اے قریش! تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم سے کیسا سلوک کروں گا؟ قریش نے کہا آپؐ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپؐ ہمارے شریف بھائی ہیں شریف کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بیت اللہ کی کلید برداری

خود آنحضرتؐ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے؟ عثمان حاضر ہُوا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اپنی کنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور وفا کا ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

بیت اللہ کے اندر تصاویر

بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اُس کے اندر آپؐ نے فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیمؑ کی دیکھی کہ ازلام[1] کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔ اُس کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس طریقے سے تصویر بنا دی ہے۔ بھلا حضرت ابراہیمؑ کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو یکسو ہونے والے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ پھر آپؐ نے ان تصویروں کے مٹانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اُسی وقت وہ مٹا دی گئیں۔

---

[1] ازلام زمانۂ جاہلیت میں قرعہ ڈالنے کے تیر تھے۔ ۱۲

بیت اللہ میں نماز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو بلالؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ باہر نکل آئے تو حضرت بلالؓ پیچھے رہ گئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے؟ پھر ابن عمرؓ جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جاکر دروازہ کی طرف پشت کرکے تین ہاتھ دیوار سے ورے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ آنحضرتؐ کی نماز کی بلالؓ نے اُن کو بتائی ہے۔

عتاب اور حارث کا قبول اسلام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ ابوسفیان بن حرب اور عتاب بن اُسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بن اُسید نے کہا کہ اُسید کو اللہ تعالےٰ نے بڑی بزرگی دی کہ اُس نے یہ بات نہیں سُنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے ان کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا۔

حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں اُن کا اتباع کرلوں۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکر یاں میری بات اُن سے کہہ دیں گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر آکر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں مجھے سب معلوم ہیں اور سب اِن سے بیان کردیں۔ عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اُس نے آپؐ سے کہا ہوگا۔

قتل کا ایک واقعہ ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اسلم میں احمر نامی ایک شخص بڑا بہادر تھا۔ جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا اور اسی وجہ سے الگ سویا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کو پکارتے تو شیر کی طرح اُٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے ایک مرتبہ بنی ہذیل کے چند لوگ مقام حاضرہ کو جارہے تھے۔ جب یہ حاضرہ کے قریب پہنچے تو اُن میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جاکر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر بھی ہے یا نہیں؟ اگر وہ ہوگا تو اُس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا۔ پھر ابن اثوعؓ نے احمر کے خراٹے کی آواز سُنی اور اُس کے سینے پر تلوار رکھ کر زور لگایا اور

اُس کو مار ڈالا۔ پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انھوں نے احمر احمر کہہ کے پکارا۔ مگر احمر بیچارہ کہاں تھا جو اُن کی مدد کو جاتا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا۔ بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں۔ پھر اتنے میں خراش بن اُمیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خونبہا دینا پڑے گا۔

حُرمتِ کعبہ اور رسولؐ اللہ کا خطبہ

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہؓ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں اُن کے پاس گیا۔ اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے مکہ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اُس کا درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے یہ حلال ہو گا صرف میرے لئے ایک ساعت کے لئے حلال ہوا تھا اب پھر اُس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں اُن کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں اُن کو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسولؐ اللہ نے اس میں قتل و قتال کیا ہے تو اس سے کہہ دو کہ رسولِ خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے لئے یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی اور اے خزاعہ تمہارے لئے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اُٹھا لو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے۔ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا اور اب سے جو شخص قتل ہو گا تو اُس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لیں اور چاہے خونبہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے یہ گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں۔ کعبہ کی حرم قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے۔ ابو شریح نے کہا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ لہٰذا میں نے تجھ کو یہ حکم

پہنچا دیا۔ اب تُو جانے اور تیرا کام جانے۔
ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولوں میں سب سے پہلے جس مقتول کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خونبہا دیا وہ جنیدب بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور رسول پاکؐ نے اس کے خونبہا میں سو اونٹ عنایت کئے۔

انصار کی پریشانی

جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صفاء پہاڑ پر دُعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید آپؐ یہیں رہنا اختیار کریں۔ جب آنحضرتؐ دُعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت ہے۔
ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے دن جب رسول پاکؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا تو کعبہ کے گرد بُت سیسہ سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ آپؐ نے چھڑی سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اُن بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بُت کے چہرہ کی طرف آپؐ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور جس کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بُت گر پڑے۔

فضالہ کا قبول اسلام

ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کو شہید کر دیں۔ جب آپؐ کے قریب پہنچے اور آپؐ اس وقت کعبہ کا طواف فرما رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا فضالہ ہو؟ عرض کیا حضورؐ میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔
فضالہ کہتے ہیں خدا کی قسم آپؐ نے دستِ مبارک میرے سینے سے اُٹھایا ہی تھا کہ اللہ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ میرے لئے کوئی محبوب نہ تھا۔

صفوان بن اُمیہ

ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان بن اُمیّہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا تا کہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن اُمیّہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ آپؐ اُس کو امن عنایت کریں۔ رسول کریمؐ نے امن دے دیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ آپؐ نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تھے دیدیا۔ عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس

آئے اور کہا آپ نے تم کو امن دیا ہے۔ اب تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو۔ یہ عمامہ بھی رسول کریمؐ کا میں نشانی کے لئے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو اُن کے پاس چل۔ اُن کی عزت تیری عزت ہے اور اُن کی سلطنت تیری سلطنت ہے۔ صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا اُنہوں نے تجھ کو امن دیدیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپؐ نے مجھ کو امن دیا ہے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے۔ صفوان نے عرض کیا تو پھر آپؐ مجھ کو دو مہینے تک اختیار[۱] دیں۔ آپؐ نے فرمایا تم کو چار مہینے تک اختیار ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ اُم حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عکرمہ کے لئے امن لے کر یمن کو گئیں اور وہاں سے اس کو لائیں اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی۔ یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن کو اُسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد ابن اسحاق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔

○

---

[۱] یعنی اسلام قبول کرنے کے متعلق ۱۲

باب ۱۲۹

بنی جذیمہ اور خالدؓ بن ولید

عباس بن مرداس کا اسلام

عباس کا باپ مرداس ایک پتھر کے بت کی قسم کا نام اُس نے ضمار رکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرداس مرنے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اسی بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اُس نے بت کے اندر سے یہ اشعار سُنے ؎

قل للقبائل من سلیم کلھم ۔ اودی ضمار وعاش اھل المسجد

ان الذی ورث النبوۃ والھدیٰ ۔ بعد ابن مریم من قریش مھتدی

اودی ضمار وکان یعبد مرۃ ۔ قبل الکتاب الی النبی محمدٍ

جب مرداس نے یہ اشعار سُنے اُسی وقت اُس بت کو آگ میں جلا دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔

بنی جذیمہ اور حضرت خالدؓ بن ولید

ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کو سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ کے قبائل کی فوج کے ساتھ دعوتِ اسلام کے لئے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا اور قتل و قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب خالدؓ فوج لے کر بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے پاس پہنچے تو اُن لوگوں نے اُن کو دیکھ کر ہتھیار اُٹھائے۔ اُنھوں نے اُن کو حکم دیا کہ اپنے سب ہتھیار ڈال دو۔ کیونکہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا تو ہم میں سے ایک شخص جحدم نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کر دیگے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جحدم تو ہم سب کا خون کرانا چاہتا ہے۔

سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے۔ پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالدؓ کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالدؓ نے اِن کی مشکیں باندھ کر اِن میں سے چند لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دُعا کی کہ اے پروردگار! میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں۔

رسولؐ اللہ کا رؤیا ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اُس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہُوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا۔ تب علیؓ نے اپنا ہاتھ ڈال کر اُس کو میرے حلق سے نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپؐ روانہ فرمائیں گے پھر اُس کی کچھ کارروائی سے آپؐ خوش ہوں گے اور کچھ کارروائی اس کی قابلِ اعتراض ہوگی جو آپؐ کو ناگوار گزرے گی۔

رسولؐ اللہ کا اظہارِ برّیت ابن ہشام کہتے ہیں جب خالد نے یہ کارروائی کی تو قوم میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالدؓ کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ ایک سفید رنگ میانہ قد شخص نے خالدؓ کو منع کیا۔ خالدؓ نے اُس کو جھڑک دیا۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا اور ایک دراز قد شخص نے خالدؓ کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک اُن میں گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص ابو حذیفہ کا آزاد غلام سالم ہے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بُلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے معاملے میں نظر کرو اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی اُن باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت سا مال رسول کریمؐ کے پاس سے لیکر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالدؓ نے قتل کئے تھے۔ اُن سب کا خونبہا دیا اور تمام مال جو خالدؓ نے لے لیا تھا سب اُن کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بچ گیا تو حضرت علیؓ نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونبہا یا مال باقی ہو تو اُس کے بدلہ میں یہ مال

لے لو۔ قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیئے دیتا ہوں۔ شاید تمہارا ایسا خونبہا یا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو۔ بس یہ اُس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دُعا کی کہ اے خدا میں خالدؓ کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی برّیت ظاہر کرتا ہوں تین بار یہی فرمایا۔

خالد کا عذر بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالدؓ کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن حذیفہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ رسول مقبولؐ نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

راوی کہتا ہے جب خالدؓ اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہنا شروع کیا صَبَانَا صَبَانَا یعنی ہم لوگ بے دین ہو گئے اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خالدؓ نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو حجدم نے کہا اے قوم! تم ہتھیار ڈال کر اُسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے مَیں تم کو ڈراتا تھا۔ مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمٰنؓ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ تم نے زمانۂ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالدؓ نے کہا میں نے اِن سے تمہارے باپ کا قصاص لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے۔ آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی خبر پہنچی۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا اے خالدؓ تم میرے صحابہ کو مجھ پر چھوڑ دو۔ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کرو گے تب بھی تم اُن میں سے کسی ایک کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

قریش اور بنو جذیمہ کے سابقہ معاملات فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخذوم اور عوف بن عبد عوف بن عبدالحرث بن

زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبدشمس یمن کی طرف مالِ تجارت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ اُن کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مر گیا تھا۔ پھر بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں اُن سے اُس شخص کے مال کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ یہ ابھی اُس شخص کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے۔ اس سبب سے انھوں نے خالد سے انکار کیا۔ خالد اپنی قوم کے ساتھ اِن سے جنگ پر آمادہ ہُوا۔ چنانچہ عوف بن عبد عوف اور فاکہہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہہ بن مغیرہ کا مال بھی اُن کے پاس رہا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا۔

پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے اور اُن کو قتل کر دیا۔ ہم اُن کا خون بہا دیئے دیتے ہیں۔ قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

ایک نوجوان کا واقعہ

ابوداؤد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں مَیں خالدؓ بن ولید کے ساتھ تھا۔ بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا اور اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہُوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تُو میرا ایک کام کر سکتا ہے؟ مَیں نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا تُو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل، جو اُس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں۔ مَیں ایک بات اُن سے کہہ لوں۔ پھر تُو مجھ کو یہیں لے آنا۔ مَیں نے کہا یہ کیا مشکل ہے؟ مَیں اُس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس نوجوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند عاشقانہ اشعار پڑھے۔

ابوداؤد کہتے ہیں پھر مَیں اِس جوان کو اُسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد وہ عورت اِس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اُس کے بوسے لیتے لیتے خود بھی جان دیدی۔

عُزّیٰ کی بربادی پھر خالدؓ بن ولید کو رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عزیٰ کو ڈھانے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مقام نخلہ میں ایک مکان تھا اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی تو اس بُت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالدؓ اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے۔ اور پھر خود پہاڑ پر بھاگ گیا۔ خالدؓ نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ راتیں رہے اور نماز قصر ادا کی۔

باب

غزوۂ حنین

قبیلۂ ہوازن کا اجتماع یہ غزوہ فتح مکّہ کے بعد سشہ ہجری میں واقع ہُوا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو مکّہ کے فتح ہونے کی خبر ہُوئی تو اِن کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ چنانچہ اُس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف، بنی نصر، بنی جشم، بنی سعد بن بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے ایک بھی شخص اِس کے ساتھ نہ ہُوا۔

بنی جشم میں ایک بہت بوڑھا شخص درید بن صمہ تھا اس کو بھی بہ سبب اُس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے انھوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار سبیع بن حرث بن مالک اور ایک اُس کا بھائی احمر بن حرث اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

درید بن صمہ راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہوکر رسول اللہؐ سے جنگ کے لئے مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی درید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اُترا تو درید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا اوطاس ہے۔ درید نے کہا جنگ کے لئے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے جس پر سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر دھنسیں۔ پھر کہا۔ یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آرہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال واسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ درید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔ مالک کو بُلایا گیا۔ جب وہ آگیا تو درید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں

اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آ رہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتا۔ مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و اسباب اور آل و اولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تا کہ ہر شخص اس کے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ درید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی۔ شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر تیری فتح ہوئی تو صرف تلوار اور نیزے سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر درید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ درید نے کہا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ رفعت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ درید نے کہا۔ یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پھر درید نے مالک سے کہا کہ اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل غلط کی ہے۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا اور وہاں ان کے مال و اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل و اولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہ کرونگا اے بوڑھے! بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے ہوازن! یا تو میری تم اطاعت کرو ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس لئے کہا تا کہ کوئی شخص درید کی بات نہ مانے۔ ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح سے جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

مخبروں کی خبر

راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کیلئے چند مخبر روانہ کئے۔ جب وہ اس کے پاس واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے۔ اس نے پوچھا تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ بس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے۔ راوی

کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے سب حالات معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا۔ عمرؓ نے کہا عبداللہ جھوٹ بولتا ہے۔ عبداللہ نے کہا اے عمرؓ! اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے عمرؓ! اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بے شک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! آپ سنتے ہیں کہ عبداللہ کیا کہتا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمرؓ! تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں۔ رسول کریمؐ نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت تم اپنی زرہیں اور ہتھیار ہمیں دیدو کہ ہم ان کیساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپؐ میرا مال غصب کرنے کے لئے لینا چاہتے ہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بعینہٖ واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سو زرہیں مع ان کے ہتھیاروں کے آپؐ کی خدمت میں بھیج دیں۔

لشکر کی تعداد

راوی کہتا ہے چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار لشکر پہلا جو فتح مکہ کے لئے آپؐ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے اور مکہ میں آپؐ نے عتاب بن اُسید بن ابی العیص بن اُمیّہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور رسول پاکؐ کے ساتھ نہ گئے تھے۔

ذات انواط نامی درخت

حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُس وقت نو مسلم تھے جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے۔ کہتے ہیں ذات انواط نامی ایک درخت تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت

میں لٹکاتے تھے اور ایک دن حاضر رہتے تھے۔ اس سفر میں جب ہم آپؐ کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے بیری کا ایک درخت بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰؑ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے لئے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰؑ نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

مسلمانوں کی ابتدائی ہزیمت

جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔ اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی ہوازن نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کر دیا۔ مسلمان وہاں سے الٹے پھرے۔ آنحضرتؐ لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو! میری طرف چلے آؤ میں اللہ کا رسول یہاں موجود ہوں۔ مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے لوگ آپؐ کے ساتھ تھے۔ یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عباسؓ اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن بن عبید جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قثم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔

جابرؓ کہتے ہیں ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اس کی زد میں آتا تو یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا اور پھر نشان کو اونچا کرتا تو اس کی قوم کے سب لوگ اس کے گرد آجاتے۔

ہوازن کے علم بردار کا قتل

راوی کہتا ہے حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علیؓ نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے ایسی تلوار ماری کہ اونٹ گر پڑا اور انصاری نے اس کافر کے ایسی تلوار لگائی کہ اس کا ایک پیر مع پنڈلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

دشمنی کا ظہور راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگ گئے ہیں تو مکہ کے بعض منافق جو ساتھ تھے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارہ تک کہیں دم نہ لیں گے اور اُس کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی ازلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ جبلہ بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہوگیا۔ یہ جبلہ صفوان بن اُمیّہ کا بھائی تھا۔ صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے مُنہ کو خراب کرے واللہ اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقعہ ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ اُحد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہُوا کہ میں آنحضرت کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے حنین کی طرف چلے اور اپنے لشکر کو ملاحظہ کیا تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

رسول اکرم کا استقلال حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر کو پکڑے ہُوئے کھڑا تھا اور میں ایک جسیم بلند آواز شخص تھا جب آپ نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا تو آواز دی کہ اے لوگو! کہاں جاتے ہو؟ عباسؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نہیں سُنی۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس! تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آنے شروع ہُوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کی بدحواسی کی ایسی حالت تھی کہ اُونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اُونٹ کی گردن پر اپنی زرہ پھینک دیتا تھا اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا۔ کوئی اُونٹ کو چھوڑ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس سَو آدمی جمع ہوگئے۔ پھر وہ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خزرج کو آواز دی۔ یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنے والے تھے۔ پھر آپ جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے اور صحابہ اُس وقت خوب گرما گرمی سے جنگ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔ اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ قیدی

گرفتہ و بستہ رسول اللہ کے سامنے کھڑے تھے۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مڑ کر دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ آنحضرتؐ کی خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

اُمِّ سلیم رضؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت اُمِّ سلیم بنت ملحان کو دیکھا کہ اُونٹ پر سوار ہیں اور انھوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اُس وقت اُن کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اُونٹ کے شرارت کے خوف سے اُس کی نکیل بہت قریب سے اِنھوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا ام سلیم ہیں؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ یا رسول اللہ! آپؐ اِن لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ آپؐ دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اِسی لائق ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمِّ سلیم! کیا اللہ کافی نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے اُمِّ سلیم کے پاس ایک خنجر تھا اِن کے خاوند ابوطلحہ نے اُس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے اُمِّ سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیسا ہے؟ اُمِّ سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس لئے لے لیا کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو اس خنجر سے میں اُس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابوطلحہ نے کہا کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ اُمِّ سلیم بہادر کیا کہہ رہی ہے۔

باب ۱۲

غزوۂ حنین (۲)

ابوقتادہؓ کا واقعہ ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں مَیں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اس مشرک کی مدد کو آرہا ہے۔ مَیں اُس کے مقابل گیا اور مَیں نے ایسی تلوار اُس کے لگائی کہ اُس کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آکر چمٹ گیا یہاں تک کہ مجھ کو اُس میں سے موت کی بُو آئی اور وہ گر پڑا۔ پھر مَیں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے۔ اور اُس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر مَیں اُس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا اور مکہ کے ایک شخص نے اُس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اُس کا مال اُس کا ہے۔

مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ مَیں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر مَیں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اُس کا اسباب کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہُوا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے اُس کا اسباب میرے پاس ہے آپؐ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ اللہ کے شیر تو اللہ کے دین کے لئے لڑیں اور تُو اُن کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر اُن کو دے۔ رسول پاکؐ نے بھی فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اُس نے ابوقتادہؓ کو دے دیا۔ ابوقتادہؓ کہتے ہیں اُس مال کو مَیں نے فروخت کر کے اُس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہُوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس جنگ میں ابوطلحہ نے تنہا بیسؔ آدمیوں کا اسباب لیا۔ کیونکہ اُنھوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

فرشتوں کی مدد جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفار کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی

ہو رہی تھی میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز دیکھی۔ پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی۔ وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو اُس تمام جنگل میں پھیل گئی تھیں۔ اُسی وقت مسلمانوں کی فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی۔ مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا ؎

قَدْ غَلَبَتْ خَيْلُ اللهِ خَيْلَ اللَّاتِ ۔۔۔ وَخَيْلُهُ أَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

یعنی بے شک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بُت پرستوں پر غالب ہو گیا اور اسی کا لشکر زیادہ حقدار ہے قائم رہنے کا "

مقتولین کفار ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو اُن کا نشان عثمان بن عبداللہ بن عبداللہ حرث بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اُس کے قتل کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا خدا اس کو اپنی رحمت سے دُور کرے۔ یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اُس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا اسباب لینے لگے۔ انصار میں سے ایک شخص نے اُس غلام کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کئے ہوئے آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے اُن انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو دکھایا کہ دیکھو یہ تو ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غیرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام جلاج تھا۔ جب آپ کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

دُرید بن صمہ ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض لوگ بھاگ کر طائف میں آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اوطاس کو چلے گئے اور بعض

مقام نخلہ کی طرف بھاگے۔ اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غیرہ تھے اور انہی کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرئ القیس نے جن کو ابن دغنہ بھی کہتے تھے اور دغنہ اُن کی ماں تھی۔ درید بن صمہ کو ایک اُونٹ پر جاتے دیکھا۔ ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے کیونکہ درید بن صمہ ہودج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اُونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اُس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اُس کو نہ پہچانا۔ درید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تُو کون ہے؟ اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا مَیں ربیعہ بن رفیع ہوں اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اُس کے ماری جو کچھ کارگر نہ ہُوئی۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہ گری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا اور ہڈیوں کی طرف سے داخل کر کے دماغ کی طرف جُھکا۔ مَیں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا اور جب تُو اپنی ماں کے پاس جائے تو اُس سے کہہ دیجیو کہ تُو نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے) اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم! کتنی ہی مرتبہ ایسا ہُوا ہے کہ مَیں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں جب مَیں نے اُس کو قتل کر دیا تو اُس کی رانوں اور کولھوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت سے سوار ہونے کے سبب سے کاغذ کی طرح تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ واللہ اُس نے تیری تین ماؤں کو آزاد کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں درید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اُس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا۔

ابو عامر اشعری کی شہادت

ابن اسحاق کہتے ہیں اور جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے اُن کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا اور ابو عامر نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو جا لیا۔ مگر ابو عامر کے ایک تیر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو اُن کے چچازاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اُن کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن درید تھا۔

بنو رئاب کے لئے رسول اللہ کی دعا

راوی کہتا ہے ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بنی رئاب میں سے جب بہت لوگ غازیانِ اسلام نے تہ تیغ کئے تو عبداللہ بن قیس رئابی نے جن کو ابن العوراء بھی کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ بنی رئاب ہلاک ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے خدا ان کی مصیبت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔

زبیرؓ بن عوام اور ہوازن

جب ہوازن کو شکست ہوئی تو مالک بن عوف اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے مل جائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ان کو ایک لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے۔ مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور گروہ آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آرہا ہے؟ ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانے پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے۔ مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے متعرض ہوگا تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب زبیرؓ اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا تو فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابو عامر کی شانِ اسلام

ابن ہشام کہتے ہیں ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مقابلہ ہوا۔ ابو عامر نے یکے بعد دیگرے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوتِ اسلام دے کر کہتے تھے کہ اے خدا! اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے۔ جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوتِ اسلام دیکر انہوں نے کہا کہ اے خدا اس پر گواہ ہو جا اور پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ اس شخص نے کہا

اے خدا مجھ پر گواہ رہنا۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا اور اُس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے یہ عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائیوں علاء اور اوفیٰ نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مارے۔ ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنے میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

کمزوروں کے قتل کی ممانعت

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالدؓ بن ولید نے قتل کیا تھا۔ بہت سے لوگ اس لاش کے گرد جمع تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالدؓ بن ولید نے قتل کیا ہے۔ آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالدؓ کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ تم کو عورت، بچے اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

آنحضرتؐ کی رضاعی بہن شیماء

ابن اسحاق کہتے ہیں اُسی روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے افسران سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے بجاد تمہارے ہاتھ آجائے تو اُس کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابہؓ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل وعیال کے لے کر رسول پاکؐ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اُسی کے ساتھ شیماء بنت حرث بن عبدالعزیٰ آنحضرتؐ کی رضاعی بہن بھی تھیں راستہ میں اِن لوگوں کو صحابہؓ نے جلد چلنے کی تکلیف دی۔ شیماء نے کہا اے لوگو! تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسولؐ کی دودھ شریک بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت کرنی چاہیئے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ رسول کریمؐ کی خدمت میں پہنچا تو شیماء نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے؟ شیما نے کہا ہاں ایک دفعہ آپؐ نے میری پشت میں کاٹا تھا اُس کا نشان اب تک موجود ہے۔ آنحضرتؐ کو بھی یاد آیا اور آپؐ نے اپنی چادر بچھا کر اُس پر شیماء کو بٹھایا اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو

رخصت کر دوں۔

شیماء نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سامال و اسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیماء کو مکحول نامی ایک غلام اور ایک لونڈی بھی دی تھی اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرا دی تھی۔ ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

غزوۂ حنین اور آیاتِ قرآنی

ابنِ ہشام کہتے ہیں جنگِ حنین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ۔ (الایۃ)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مواقع میں مدد کی اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرتِ فوج سے خوش تھے۔"

شہدائے حنین کے نام

قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے ایمن بن عبید۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد۔ ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا بے قابو ہو کر ان کو شہید کیا اور انصار میں سے سراقہ بن حُرث بن عدی اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے تمام مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جعرانہ میں لے جا کر مقید رکھو۔

بجیر کے اشعار

بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں:۔

فَاللّٰهُ اَكْرَمَنَا وَاَظْهَرَ دِيْنَنَا ۔۔۔ وَاَعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ

ترجمہ:۔ "چنانچہ خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدائے رحمٰن (یعنی اپنی) عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دی۔"

وَاللّٰهُ اَهْلَكَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ ۔۔۔ وَاَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ

"اور اللہ نے اُن کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا۔ اور شیطان کی عبادت کرنے سے اُن کو ذلیل و رسوا کیا۔"

إِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَ وَلِيُّهُ — يَدْعُوْنَ يَا لَكَتِيْبَةِ الْإِيْمَانِ

ترجمہ:- جبکہ تمہارے نبیؐ کے چچا اور اُن کے ولی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر و کہاں جاتے ہو۔"

أَيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ أَجَابُوْا رَبَّهُمْ — يَوْمَ الْعُرَيْضِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

" اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریض اور بیعۃ الرضوان کے دن۔

ہوازن کے ایک شخص کے اشعار

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ رسول اکرمؐ پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کے بارے میں ایک شخص نے مالک کے مسلمان ہونے کے بعد یہ شعر کہے ۔

أُذْكُرْ مَسِيْرَهُمْ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوْا — وَمَالِكٌ فَوْقَهُ الرَّايَاتُ تَخْتَفِقُ

ترجمہ:- جنگ کے لئے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور ہوازن کے سردار مالک کے سر پر نشان ہل رہے تھے۔

وَمَالِكٌ مَالِكٌ مَا فَوْقَهُ أَحَدٌ — يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ التَّاجُ يَأْتَلِقُ

" اور مالک سے اوپر کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اُس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔

حَتّٰى لَقُوْا النَّاسَ حِيْنَ الْبَأْسِ يَقْدُمُهُمْ — عَلَيْهِمُ الْبِيْضُ وَالْأَبْدَانُ وَالدَّرَقُ

" یہاں تک کہ وہ جنگ کے وقت خوب لڑے اُن پر زرہیں اور خود اور ڈھالیں تھیں۔

فَضَارَبُوْا النَّاسَ حَتّٰى لَمْ يَرَوْا أَحَدًا — حَوْلَ النَّبِيِّ وَحَتّٰى جَنَّهُ الْغَسَقُ

" چنانچہ ہوازن نے مسلمانوں کو اس قدر مارا کہ رسولؐ کے گرد ایک بھی آدمی دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ اندھیرے نے اُن کو ڈھانک لیا یعنی شام ہوگئی۔

ثُمَّتَ نُزِّلَ جِبْرِيْلُ بِنَصْرِهِمْ — مِنَ السَّمَاءِ فَمَهْزُوْمٌ وَمُعْتَنَقُ

" تب جبرئیل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے۔ تو ہوازن میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض گرفتار ہوئے۔

مِنَّا وَلَوْ غَيْرُ جِبْرِيْلَ يُقَاتِلُنَا — لَمَنَعَتْنَا إِذًا أَسْيَافُنَا الْعُتُقُ

" اور اگر جبرئیل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اُس کو غالب نہ ہونے دیتیں۔"

باب ۱۳۲

غزوۂ طائف

(یہ غزوۂ حنین کے بعد ہی ۸ھ میں واقع ہوا)

طائف کی قلعہ بندی

جب قبیلۂ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اُس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا اور برج و فصیلوں کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے لئے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجنیق وغیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب سیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

طائف کے راستے کے واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ یمانیہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہنچے۔ یہاں آپ کے لئے ایک مسجد بنائی گئی اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے اور یہیں رسول پاکؐ نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسمار کیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستے کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضیقہ کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ ہے۔

پھر یہاں سے آپؐ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اُس شخص کے بلانے کے لئے بھیجا اُس نے حاضری سے انکار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ

یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اُجاڑ دیں گے۔ جب بھی وہ حاضر نہ ہُوا تو آپؐ نے باغ کے برباد کرنے کا حکم دیا اور اُسی وقت وہ باغ مسمار کر دیا گیا۔

طائف کا محاصرہ

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فصیل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں سے شہید اور زخمی ہُوئے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ لوگ شہید ہُوئے تب مُسلمانوں نے اپنا لشکر اُس مقام پر ڈالا جہاں اب آپؐ کی مسجد طائف میں بنی ہُوئی ہے۔

راوی کہتا ہے آنحضرتؐ نے طائف کا کچھ اُوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپؐ کی دو بیبیاں تھیں جن میں سے ایک اُمّ سلمہؓ اور دوسری کوئی اور تھیں اور ان دونوں کے خیمے پاس پاس استادہ تھے اور رسول مقبولؐ ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے۔ جب بنی ثقیف یعنی اہلِ طائف نے اسلام قبول کر لیا تب عمرو بن اُمیّہ بن وہب بن معتب بن مالک نے آنحضرتؐ کے مصلّے کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اِسی مسجد میں ایک ستون تھا جب دھوپ اُس پر پڑتی تھی تو اُس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

اسلام کی پہلی منجنیق

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہُوئی۔ تیر اندازوں نے اپنے ہُنر ظاہر کئے اور آنحضرتؐ نے منجنیق لگا کر اہلِ طائف پر سنگباری شروع کی۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہلِ طائف ہی پر استعمال کی گئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سُوراخ ہُوا۔ چند مسلمان اُس میں سے شہر کے اندر داخل ہُوئے اور سُوراخ کو اُنھوں نے بڑھانا چاہا تا کہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ طائف والوں نے ان مُسلمانوں پر گرم کئے ہُوئے لوہے کے ٹکڑے مارنے شروع کئے۔ بالآخر اُنہیں باہر نکلنا پڑا۔ پھر طائف والوں نے اُن پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

اہلِ طائف سے گفت وشنید

راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا۔ لشکر نے اُن کو کاٹنا شروع کیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہلِ طائف کے پاس گئے اور اُن سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا۔ پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ اُن کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور اُن میں سے ایک ابوسفیان کی بیٹی آمنہ عروہ بن مسعود کی بیوی تھیں اور عروہ سے اُن کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھیں۔

اور ایک فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھیں جن کے بیٹے عبدالرحمٰن بن قارب تھے اور ایک اُمیمہ بنت ناشی اُمیّہ بن قلیع کی بیوی تھیں جب اِن عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا۔ ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو اُس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو۔ جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں اور اگر وہ اُجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے۔ تم محمدؐ سے جا کر اُن باغات کے لئے گفتگو کرو کہ وہ اُن کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے لئے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے سے ہم کو عنایت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو اُن سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور اِن باغوں کو آپؐ نے اِن کی درخواست سے ان کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

رسولؐ اللہ کا رؤیا

راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکرؓ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو رسول کریمؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے۔ پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ اس مرتبہ آپؐ ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔

مسلمانوں کی روانگی

خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں انہوں نے رسول اقدسؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! اگر آپؐ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت فرمائیے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اے خویلہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویلہ نے یہ بات حضرت عمرؓ سے کہی۔ حضرت عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خویلہ سے جو بات میں نے سُنی ہے کیا واقعی آپؐ نے فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ تو پھر جب آپؐ کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

عیینہ بن حصن کا ارادہ

جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن جبید بن اسید بن ابی عمرو بن حلاج نے آواز دی کہ ایک قبیلے کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک خدا کی قسم بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عیینہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو آنحضرتؐ کی امداد کے لئے آیا تھا۔ عیینہ نے کہا میں اس لئے نہیں آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس لئے آیا تھا کہ اگر محمدؐ نے طائف کو فتح کیا تو ایک عورت میں بھی لوں گا۔ شاید اُس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اُس عورت کے مجھ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اہلِ طائف کے غلام

راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہلِ طائف کے چند غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر دیا۔ جب اہلِ طائف بھی مسلمان ہوئے تو انہوں نے آپؐ سے ان غلاموں کے بارے میں گفتگو کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا تھا اور مروان مسلمان ہو کر رسولؐ اللہ کی مدد کو آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

فرمایا اے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اُس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ چنانچہ مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے۔ ضحاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

شہدائے طائف کے نام بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن اُمیہ اور عرفطہ بن جناب بنی اسد بن غوث سے ان کے حلیف۔

اور بنی تیم بن مُرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے مدینہ میں آکر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد شہید ہوئے۔

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور اُن کے بھائی عبداللہ بن حرث۔ اور بنی سعد بن لیث سے جلیحہ بن عبداللہ شہید ہوئے۔

اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جذع۔

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ۔

اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ۔

اور بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ۔

یہ سب بارہ آدمی تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام میں سے کل بارہ اشخاص طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔

بددعا کے بجائے دُعا طائف سے واپس ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ میں تشریف لائے اور ہوازن کے بہت سے قیدی آپؐ کے ساتھ تھے۔

راوی کہتا ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددُعا فرمائیے۔ رسول کریمؐ نے دعا کی کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج۔

ہوازن پر احسان

مقام جعرانہ ہی میں ہوازن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں خدا آپ پر احسان کرے گا۔ ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابو صرد تھی، عرض کیا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں[1] اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ اُمید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال و اسباب؟

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت کر دیجئے۔ کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصّہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں اُس وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں۔ اُس وقت میں تم کو دیدوں گا۔

چنانچہ جب آنحضرتؐ نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی ان لوگوں نے رسول اکرمؐ کے مشورہ کے مطابق وہ بات کہی۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصّہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصّہ رسولؐ اللہ کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصّہ نہیں دیتا اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فزارہ کا حصّہ نہیں دوں گا اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصّہ نہیں دوں گا۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر

---

[1] یعنی رضاعت کے لحاظ سے کیونکہ حضورؐ کی دایہ حلیمہ سعدیہ اسی قبیلہ سے تھیں ۔ ۱۲

کہا نہیں ہم اپنا حصہ آنحضرتؐ کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا تم نے مجھ کو اس وقت خفیف کر دیا۔

قیدیوں کی واپسی

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصہ کے قیدی لے گا اُس پر چھ باتیں فرض ہوں گی۔ یہ سُن کر سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصر بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی۔ اور ایک لونڈی حضرت عثمانؓ کو دی تھی جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا۔ اور ایک لونڈی عمرؓ بن خطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا جو بنی جمح میں تھے، تا کہ میں کعبہ کا طواف کر کے اُن کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری عورتیں اور اولادہم کو واپس عنایت کر دی۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت بنی جمح میں ہے اُس کو بھی لیتے جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ اُس لڑکی کو لے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے اس کے فدیہ میں بہت سا روپیہ میرے ہاتھ آئیگا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کو قیدی واپس کئے تو عیینہ نے اُس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ زہیر ابو صرد نے اس سے کہا اے عیینہ یہ بڑھیا تیرے کس کام کی ہے۔ تو بھی اس کو واپس کر دے۔

باب ۱۳۳

غنیمتِ حُنین اور اُس کی تقسیم

مالک بن عوف کا اسلام

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ اُنھوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اُسے واپس کر دوں اور سو اُونٹ بطور انعام کے اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہُوئی تو اُس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے، آنحضرتؐ کے پاس جانے کی خبر ہو گی تو ضرور یہ مجھ کو روکیں گے۔ بس اس خیال سے اُس نے اپنی اُونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کر دیا اور بھی رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اُونٹنی پر سوار ہُوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جعرانہ یا مکّہ میں پہنچ گیا اور اسلام سے مشرف ہُوا۔ اور بہت اچھا اسلام لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسبِ وعدہ اِس کے اہل و عیال کو مع سو اُونٹوں کے اس کے ساتھ روانہ فرمایا۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن عوف کو اُن قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مُسلمان ہُوئے تھے اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے۔ مالک اِن کو لے کر بنی ثقیف پر حملے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کو تنگ کر دیا۔

مالِ غنیمت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہُوئے تو لوگوں نے آپؐ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسولؐ اللہ! اُونٹ اور بکری وغیرہ جو کچھ مال ہے اُس کو تو آپؐ ہم میں تقسیم فرما دیں۔ یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں آپؐ سے اس بات پر بہت مصر ہُوئے اور رسول پاکؐ کی چادر اس درخت سے اُلجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو! میری چادر تو مجھ کو دو۔ اگر تہامہ کے درختوں کی گنتی کے برابر

بھی مال ہوتا تو میں اس کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اُونٹ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ اُونٹ بیٹھا ہوا تھا آپ نے اُس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔

"اے لوگو میرے لئے تمہارے مالِ غنیمت اور ان بالوں میں سے سوا خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تم ہی پر واپس ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اب تم سوئی اور تاگا یا جو جو ادنیٰ چیز بھی مالِ غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کر دو اور پہنچا دو کیونکہ خیانت خائن کے لئے قیامت کے روز عار اور نار اور شنار ہے"۔ (یعنی شرم۔ دوزخ کی آگ اور ذلّت ہے)۔

راوی کہتا ہے رسولِ اقدسؐ کے اس فرمان کو سُن کر انصار میں سے ایک شخص اُون کے دھاگوں کا ایک گچھا اُٹھا لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اِن دھاگوں کو اپنے اُونٹ کا پالان درست کرنے کے لئے رکھ لیا تھا۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصّہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اُس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا اور اُس نے اُس کو ڈال دیا۔

مؤلفۃ القلوب[1] کے لئے عطیات

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول کریمؐ نے اس مالِ غنیمت میں سے مؤلفۃ القلوب کو جو اشراف لوگ تھے اُن کے دل مائل کرنے کے لئے بہت سا مال اُن کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اُونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور سو اُونٹ اس کے بیٹے معاویہؓ کو دیئے اور سو اُونٹ حکیم بن حزام اور سو اُونٹ حرث بن حرب بن کلاہ کو دیئے اور سو اُونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اُونٹ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو اور سو اُونٹ علاء بن جاریہ ثقفی کو اور سو اُونٹ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور سو اُونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو۔ اور سو اُونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اُونٹ صفوان بن اُمیّہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سو سو اونٹ عنایت کئے اور باقی قریش میں سے لوگوں کو سو سے کم اُونٹ عنایت کئے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ مخرمہ بن نوفل زہری اور عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم۔ یہ مجھ کو یاد نہیں کہ

---

[1] اُن نو مسلم حضرات کو کہتے ہیں جن کی دِلداری اور مالی معاونت مقصود ہو۔ (مرتب)

آپ نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ سَو سے کم کم دیئے تھے۔
سعید بن یربوع بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اُونٹ دیئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔
ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن مرداس کو آنحضرتؐ نے چند اُونٹ عنایت کئے۔ اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا اس کو لے جاکر میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہؓ نے لیجا کر اس کو اتنا مال دیا کہ وہ خوش ہوگیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔
ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرداس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے فرمایا اے عباس تُو نے یہ شعر کہا ہے ؎

فَأَصْبَحَ نَهْبِي نَهْبَ الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْأَقْرَعِ وَالْعُيَيْنَةِ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بَيْنَ الْعُيَيْنَةِ وَالْأَقْرَعِ ہے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے۔ یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ اُن کی شان کے لائق ہے۔
ابن ہشام اہلِ علم سے روایت کرتے ہیں کہ قریش وغیرہ قبائل سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مقام جعرانہ میں بیعت لی اور حنین کے مالِ غنیمت میں سے اُن کو بہت کچھ عنایت کیا۔

قبائل وار تقسیم

بنی اُمیّہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ اور طلیق بن سفیان بن اُمیّہ اور خالد بن اُسید بن ابی العیص بن اُمیّہ کو دیا۔
اور بنی عبدالدار بن قصّی میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسنابل بن بعلک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔
بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب بن

ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔
بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور ابوجہم حذیفہ بن غانم۔
بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف اور اُحیحہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔
بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔
بنی عامر بن لوئی سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود۔ اور ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حرث بن حبیب۔
اور دیگر قبائل عرب میں سے بنی بکر بن عبدمنات بن کنانہ سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل۔
بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔
بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ اور حرملہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔
بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔
بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر۔
بنی غطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔ اور بنی تمیم کی شاخ بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔
ان سب لوگوں کو رسول اللہ نے اس مال سے عنایت کیا۔

جعیل بن سراقہ کی فضیلت

ابن اسحاق کہتے ہیں کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سوسو اونٹ عنایت فرمائے اور جعیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا جعیل تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ دنیا کا ہر آدمی عیینہ اور اقرع بن حابس جیسا ہے ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے لئے دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

ذوالخویصرہ کا اعتراض

مقسم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں

عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتا لٹکائے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب حُنین کے دن تمیمی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے گفتگو کی۔ عبداللہ نے کہا ہاں، میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آکر کھڑا ہوا اور آپؐ اُس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے۔ اُس نے کہا اے محمدؐ میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں تُو نے کیا دیکھا؟ اُس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا اور آنحضرتؐ کو اُس کے اِس کہنے سے بہت غصّہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے عمرؓ اس کو چھوڑ دے۔ عنقریب اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے۔ جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون وغیرہ کا کوئی نشان اُس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا۔

انصار سے رسولؐ اللہ کی گفتگو

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقرباء کو اس قدر مال عنایت کیا اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل و قال ہوئی تو سعدؓ بن عبادہ نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسولؐ اللہ! انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے سعدؓ! کیا تم بھی اُن کے ساتھ ہو؟ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں تو اس بات میں اُن کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔

رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک احاطے میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک احاطہ میں جمع کیا اور آنحضرتؐ کو خبر کی۔ آپؐ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا:-

"اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا

ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے۔ پھر خدا نے
تم کو ہدایت کی اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے
کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنادیا"
انصار نے کہا بے شک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے
انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ آپ
کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو
دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور تمہاری سچائی کو مانا بھی جائے گا۔ تم مجھ کو یہ جواب دے
سکتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی اور سب نے
تمہیں بے یارو مددگار چھوڑ دیا تھا ہم نے تمہاری مدد کی اور لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم
کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار! کیا تم دنیا کی حقیر شے کے
لئے رنجیدہ و غمگین ہو گئے۔ یہ میں نے اُن لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا
ہوں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں
ہو کہ کوئی اونٹ لے کر جائے اور کوئی بکری کو لیکر جائے اور تم رسول اللہ کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔
پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار
ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر تمام لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر چلیں تو
میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں اور بیٹوں
کے بیٹوں پر رحم فرما۔
راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر انصار اتنا روئے کہ اُن کی ڈاڑھیاں
تر ہوگئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بہ دل و جان راضی ہیں۔ پھر رسول اللہ
بھی تشریف لے آئے اور انصار بھی چلے گئے۔

باب ۱۳۷

رسول اللہ کا عمرہ اور کعب بن زہیر کا اسلام

عمرے کی ادائیگی

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی مالِ غنیمت کو مقام مجنہ میں جو مرظہران کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا۔ خود عمرہ کے لئے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی لوگوں کی تعلیم وتلقین کے لئے مکہ میں چھوڑ گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا تو ایک درہم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو! جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ بھوکا رہے اللہ اس کا کبھی ساتھ نہ بھرے۔ آپ نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول پاکؐ کا یہ عمرہ ذی قعدہ سنہ ۸ھ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس پہنچے۔ اور باقی مالِ غنیمت بھی رسول مقبولؐ کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو چھ راتیں ذی قعدہ کی باقی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان سنہ ۹ھ تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کا اسلام

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعب بن

زہیر کو لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں اُن شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن وہب بھاگ گئے ہیں اُن کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ اس لئے اگر تمہارا دل چاہے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ آپؐ اس شخص کو قتل نہیں کرتے جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو اپنی نجات کی کوئی جگہ تلاش کر لو۔

جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا تو نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں ؟ جو لوگ اُن کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جاتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اکرمؐ کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال اشعار میں بیان کیا ہے۔

بارگاہِ نبوت میں حاضری

پھر یہ مدینہ میں آکر جُہینہ میں سے ایک شخص کے پاس جس سے اُن کی جان پہچان تھی ٹھہرے۔ وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد میں حاضر ہوا اور جب رسول اکرمؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اُس شخص نے انکو اشارے سے بتلایا کہ آنحضرتؐ وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر آپ سے اپنے لئے امان مانگ لو۔ کعب بن زہیر آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہچانتے نہ تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے تو آپ اُس کی توبہ کو قبول فرمائیں گے ؟ اگر میں اُس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں اُس کی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمنِ خدا کی گردن مار دوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

قصیدہ بانت سعاد

راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے گرانی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اُس قصیدہ میں جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا مہاجرین کی تعریف کی ہے اور انصار کی ہجو

کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا اذا عرد السود التنابیل تو کہا اس شعر سے بے شک کعب نے ہماری ہجو کی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اُس روز رسول اللہ کے سامنے اس کے حق میں اس کے خلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب یہ خبر ہوئی تب اُنہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے ؎

مَنْ سَرَّہٗ کَرَمُ الْحَیَاۃِ فَلَا یَزَلْ فِیْ مِقْنَبٍ مِّنْ صَالِحِی الْاَنْصَارِ

ترجمہ:۔ جس شخص کو عمدہ زندگی گزارنی مقصود ہو اُس کو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل رہے۔"

وَرِثُوا الْمَکَارِمَ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ اِنَّ الْخِیَارَ ھُمُ بَنُو الْاَخْیَارِ

بزرگیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بے شک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اپنا قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ سنایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں۔

باب ۱۳۵

غزوۂ تبوک (۱)

جہاد کی تیاری ابن اسحاق کہتے ہیں ذی قعدہ سے لے کر رجب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر رجب میں آپؐ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہونے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہتے تھے۔

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اُس کے خلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ یعنی اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے۔ مگر اس غزوۂ تبوک کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متوقع تھی ظاہر فرما دیا اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ظاہر کر دیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں اور اچھی طرح سے ساز و سامان درست کر لیں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

جد بن قیس راوی کہتا ہے انہی تیاری کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جد بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا اے جد کیا تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خدا کی قسم! میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤں گا اور ہرگز صبر نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا یہ جواب سن کر اُس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔

آیاتِ قرآنی راوی کہتا ہے جد بن قیس ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ؁

یعنی منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار یہ لوگ فتنہ میں گرے پڑے ہیں (یعنی جو یہ رُومیوں کی عورتوں پر فریفتہ ہونے کے فتنہ سے ڈرتا ہے اُس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گر پڑا یعنی رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گیا) اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور جب بعض منافقوں نے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؁ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ؁ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ؁ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؁

ترجمہ :۔ اور (منافقوں نے) کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ۔ کہدو آتشِ دوزخ کی گرمی بڑی سخت ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہوں تو لازم ہے کہ وہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں بہت اس کرتوت کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں "

خدا کی راہ میں خرچ

ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس غزوہ کی تیاری کا بہت تاکید سے حکم دیا اور تونگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے اور راہِ خدا میں غریب لوگوں کو سواریاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کئے اور بہت لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمانؓ نے اس غزوہ میں اس قدر مال خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جیشِ عُسرت یعنی غزوہ تبوک میں ایک ہزار دینار زرِ سرخ خرچ کئے تھے اور آنحضرتؐ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

چند مسلمانوں کی بے چارگی

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے ان کے نام یہ ہیں۔ بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علبہ بن زید اور بنی مازن بن نجار سے ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموع اور

عبداللہ بن مغفل مُزنی اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزنی اور ہرمی بن عبداللہ واقفی اور عرباض بن ساریہ فزاری۔ ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواریاں طلب کیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے آپؐ کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری نے ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم آپؐ کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دے دیا اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔

اعراب کا عذر

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ اعرابی لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ کعب بن مالک بن ابی کعب سلمی اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ، واقفی اور ابو خیثمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے متہم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا تو پہلے اپنے لشکر کو آپؐ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن اُبی نے اپنا لشکر علیٰحدہ، رسول اللہ کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا۔ تمام منافقین اور اہل شک و ریب اس کے ساتھ تھے۔ جب رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور آپؐ کے ساتھ نہ گیا۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا

شروع کیا کہ علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ ہلکا کرنے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ کیونکہ علیؓ کے ساتھ جانے سے آنحضرتؐ پر بڑا بار ہوتا۔ حضرت علیؓ اس بات کو سُن کر بہت ناراض ہوئے اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جرف میں رسول اکرمؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپؐ مجھے بوجھ سمجھ کر چھوڑ آئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹے بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے (اور ہارون نبی تھے) پھر حضرت علیؓ تو مدینہ کو چلے آئے اور آنحضرتؐ آگے روانہ ہوئے۔

ابو خثیمہ کی پشیمانی

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گزر گئے تو ابو خثیمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ اُن کی دونوں بیویوں نے ان کے لئے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابو خثیمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے کہ رسولِ خدا تو اِس گرمی اور لُو کے سفر میں ہوں اور ابو خثیمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوب صورت عورت کے پاس بیٹھ کر کھائے یہ ہرگز انصاف نہیں ہے۔

پھر اُسی وقت ابو خثیمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامانِ سفر میرے لئے تیار کرو تاکہ میں آپؐ کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابو خثیمہ اُونٹ پر سوار ہو کر آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کو عمیر بن وہب جمحی بھی مل گئے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کی تلاش میں جا رہے تھے یہاں تک کہ تبوک میں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دُور سے اُن کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آرہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو خثیمہ ہوں گے۔ جب یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم ہاں ابو خثیمہ ہی ہیں۔ اور ابو خثیمہ نے راستہ میں عمیر بن وہب سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی آنحضرتؐ کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا۔ چنانچہ جب یہ رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو خثیمہ! تم پر افسوس ہے۔ تب ابو خثیمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دُعائے خیر کی۔

عذاب شدہ بستیاں

راوی کہتا ہے اس سفر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی بھرا۔ آپ نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے لئے اس پانی سے وضو کرنا اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اُس کو بھی اونٹوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے کر جائے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور اُن میں سے ایک قضاء حاجت کے لئے رات کو تنہا گیا راستہ میں اُس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا اونٹ تلاش کرنے گیا تھا اُس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دُور تھے پھینک دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی لئے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ پھر آنحضرت نے اُس شخص کے لئے دُعا کی جس کو خناق ہو گیا تھا۔ خدا نے اُس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں آپ کی خدمت میں آئے تو اُس کو اپنے ساتھ لیتے آئے اور رسول کریمؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور اُن سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا۔ اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو اُن دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں۔ مگر اس بات کا عہد لیا ہے کہ کسی اور کو اُن کے نام نہ بتانا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ کو اُن کے نام نہیں بتائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرمؐ مقام حجر سے گذرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھانپ لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روتے ہوئے گذرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اُس بلا میں گرفتار ہو جاؤ جس میں وہ گرفتار ہوئے۔

رسولؐ اللہ کی دُعا اور بارش

ابن اسحاق کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رسول مقبولؐ سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے اللہ تعالے سے دعا کی۔ اللہ تعالے نے اُسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم

ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں خدا کی قسم! ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا۔ مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا۔ میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش برسی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے۔ اُس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

ابن لصیت کی منافقت

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سفر میں ایک جگہ اُترے تھے اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اُس کو تلاش کرنے گئے تھے اور آپ کے صحابی عمارہ بن حزم جو بیعتِ عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اِس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہؓ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نامی منافق تھا۔ اِس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد یہ نہیں کہتے کہ میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کی سانڈنی گم ہو گئی اور اُس کی خبر اُن کو نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اُس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں رسول اکرمؐ نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے؟ خدا کی قسم مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی مہار ایک درخت میں اُلجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اُس کو لے آؤ۔ صحابہ گئے اور اُس سانڈنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ اس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم سے رسول کریمؐ نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپؐ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اُس وقت خیمہ میں موجود تھے انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی۔ عمارہ بن حزم نے یہ سنتے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمنِ خدا میرے خیمہ سے باہر نکل۔ مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے۔ خبردار اب جو تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔

باب ۳۶

غزوۂ تبوک (۲)

حضرت ابوذر غفاریؓ

راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل سے کوچ فرمایا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایک ایک دو دو ہر منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے۔ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ یا رسولؐ اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا۔ آپ فرماتے تم بھی اس کو چھوڑ دو اگر اس میں کچھ بھلائی ہو گی خدا تم کو اس کو ملا دے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذرؓ پیچھے رہ گئے۔ یہ نفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے تب اسباب انھوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے قریب پہنچے تو صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ ایک آدمی پیدل چلا آرہا ہے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے۔ جب یہ نزدیک آئے تو اس شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! خدا کی قسم وہ ابوذر ہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی وفات

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عثمانؓ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ کی طرف شہر بدر کیا اور وہاں بیمار ہوئے تو ان کے پاس اس وقت صرف ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ انھوں نے اس وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ میں رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گزرتا ہوا ملے اس سے کہنا کہ یہ ابوذرؓ صحابیؓ رسولؐ کا جنازہ ہے اے شخص تم ہماری اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پید کر دیا اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہؓ بن مسعود چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گزرے اور قریب تھا کہ ان کے اونٹ ابوذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے

ہو کر کہا۔ یہ جنازہ رسول اللہ کے صحابی ابوذرؓ کا ہے۔ اے جانے والے تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور بہت روئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اُٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوۂ تبوک میں ابوذرؓ کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذرؓ کو دفن کرکے چلے گئے۔

منافقین کی باتیں

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہے تھے کہ کیا تم آدمیوں کی جنگ کو بھی عرب کی جنگ کی طرح سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے۔ خدا کی قسم! ہم کل ہی تم کو رسیوں میں مُشکیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخشن بن حمیر اشجع میں سے تھے۔

اس گفتگو میں مخشن بن حمیر نے کہا میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ تمہارے اس کہنے کے بدلے میں سو سو کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے لگیں۔ مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمارؓ بن یاسر کو حکم فرمایا کہ تم ان لوگوں سے جاکر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے؟ اور اگر وہ انکار کریں تو تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے؟

عمارؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور اُن سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا اور رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر کرنے لگے اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور آپؐ اُس وقت اپنی سانڈنی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ! ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ۔

اور مخشن بن حمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اس کی نحوست مجھ پر ہے اور مخشن ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخشن نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو۔ چنانچہ یمامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو اُن کا پتہ نہ معلوم ہُوا۔

والیٔ ایلہ سے صلح اور عہد نامہ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو ملک ایلہ کا بادشاہ یحنہ بن رؤبہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے صلح کر لی اور اہلِ جرباء اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول کریمؐ نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ امن ہے خدا اور محمدؐ نبی رسول اللہ کی طرف سے یحنہ بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے لئے کہ اُن کی کشتیاں اور اُن کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمدؐ نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن کے سمندر کے جو لوگ اِن کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں اور جو شخص اُن میں سے کوئی خلاف کارروائی کرے گا اُس کا مال اور خون حلال ہوگا اور لوگوں میں سے جو شخص اُس کو لے لے گا وہ اُس کے لئے حلال ہوگا اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اُترنے یا خشکی و تری میں گزرنے سے روکے نہ جائیں گے"۔

اکیدر دومۃ الجندل کی گرفتاری پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بُلا کر لشکر اُن کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی کندہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا۔ یہ بادشاہ نصرانی تھا۔ خالد اس کی طرف روانہ ہوئے اور جب اس کے قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ وہ سامنے دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے نے آکر ٹکریں مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اُس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اس طرح آکر محل کے دروازے پر ٹکر مارے۔ اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیکھا اور اب میں اُس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں۔ پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی حسّان اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لے کر اُس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے رات خوب چاندنی تھی۔ جونہی نکلے ان کی مڈھ بھیڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواروں سے ہوئی اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا گیا۔ حسّان مارا گیا اس کے سر پر دیباج کی قبا تھی جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالدؓ نے اُس قبا کو اُسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اُکیدر کو لے کر روانہ ہوئے۔

راوی کہتا ہے جب یہ قبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو صحابہؓ اُس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اِس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعدؓ بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالدؓ اُکیدر کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اکیدر سے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی اور اُس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اوپر دس راتیں ٹھہر کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

چشمہ کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا

راوی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا جس میں بہت ہی تھوڑا پانی تھا کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ رسول پاکؐ نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ ہمارے پہنچنے تک پانی کو کام میں نہ لائیں۔

یہ حکم سُن کر چند منافقین پہلے سے اُس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب آنحضرتؐ وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اُس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا۔ عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انھوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا؟ کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپؐ نے اُن لوگوں پر لعنت کی اور اُن کے حق میں بددُعا فرمائی اور اُس چشمہ پر آ کر اپنا ہاتھ آپؐ نے اُس کے اندر رکھا۔ پانی آپؐ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا اور آپؐ دُعا فرماتے رہے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی اور پانی نہر کی طرح چشمہ سے جاری ہوا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔

ذوالبجادین کی وفات

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک دفعہ رات کو جو میں اُٹھا تو میں نے لشکر میں ایک طرف روشنی دیکھی۔ میں اُس کے قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے لئے قبر کھُدوا رہے

پھر رسول اکرم قبر کے اندر اُترے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اُوپر سے لاش کو آپ کی طرف اُتارا۔ اور آپؐ نے قبر کے اندر لٹایا اور دُعا کی کہ اے اللہ! مَیں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مَیں نے اس وقت تمنّا کی کہ کاش! یہ قبر والا مَیں ہوتا۔

ذوالبجادین کی وجہ تسمیہ

ابن ہشام کہتے ہیں عبداللہ مزنی کا لقب ذوالبجادین اس سبب سے ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجاد یعنی چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے۔ آخر ایک روز موقعہ پا کر قوم میں سے بھاگ نکلے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو اُس چادر کو پھاڑ کر دو حصّے کیا۔ ایک حصّہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصّہ کو اوڑھ لیا۔ اُس روز سے ذوالبجادین ان کا لقب ہُوا یعنی دو چادروں والے۔

پیچھے رہ جانیوالوں کے بارے میں استفسار

ابورہم کلثوم بن حصین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابی اور بیعۃ الرضوان میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھا اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اُونٹ آنحضرتؐ کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند آ رہی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ آپؐ کے پیر کو نہ لگ جائے۔ آخر مجھے اُونگھ آ گئی اور میرا کجاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیر کو لگا۔ آپؐ نے میرے اُونٹ کو ہٹایا۔ اُس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی اور مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت مانگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپؐ نے لوگوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سُرخ قد دراز اور بال سیدھے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر یالے ہیں؟ مَیں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں؟ فرمایا ہاں! تب مجھ کو یاد آیا اور مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ قبیلۂ اسلم کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا کسی نے اُن کو اس بات سے بھی منع کیا تھا

کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش ہیں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غفار اور بنی اسلم ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

مسجد ضرار اور اس کے بنانے والے

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرار کے بانی آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میں نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلنے والوں کے آرام کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں تشریف لاکر ایک دفعہ نماز پڑھا دیجئے۔ رسول اقدس ؐ نے فرمایا۔ اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ جب رسول کریم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ تم جاکر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور مسمار کر دو۔ یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی شاخوں کا ایک مٹھا اپنے گھر سے جلا کر لائے۔ پھر دونوں نے مل کر اس مسجد میں آگ لگائی اور اس کو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے: اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ آخر تک۔

راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی بارہ شخص تھے جن کے نام یہ ہیں :-

۱- خذام بن خالد بن عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔

۲- ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید

۳- اور معتب بن قشیر بنی ضبیعہ بن زید سے :

۴۔ اور ابو حبیبہ بن الازعر بنی ضبیعہ سے تھا۔

۵۔ اور عباد بن حنیف کا بھائی بنی عمرو بن عوف سے۔

۶۔ اور جاریہ بن عامر اور اُس کے دونوں بیٹے :

۷۔ مجمع بن جاریہ اور

۸۔ زید بن جاریہ

۹۔ اور نبتل بن حرث بن ضبیعہ سے۔

۱۰۔ اور بحزج بنی ضبیعہ سے۔

۱۱۔ اور بجاد بن عثمان بن ضبیعہ سے اور

۱۲۔ ودیعہ بن ثابت بنی اُمیّہ سے۔

مدینہ سے تبوک تک مساجد راوی کہتا ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مسجدیں مدینہ سے تبوک تک مشہور و معروف تھیں، چنانچہ ایک مسجد خاص تبوک میں تھی۔ ایک مسجد ثنیۃ مدادان میں۔ ایک مسجد ذات الذراب میں۔ ایک مسجد مقام اخضر میں۔ ایک مسجد ذات الخطمی میں۔ ایک مسجد مقام الا میں۔ ایک مسجد شراء میں۔ ایک مسجد شق تارہ میں۔ ایک مسجد ذی الجیفہ میں۔ ایک مسجد صدر حوضی میں۔ ایک مسجد حجر میں۔ ایک مسجد صعید میں۔ ایک مسجد وادی القراء میں۔ ایک مسجد مقام رقعہ میں جو شقۂ بنی عذرہ کے قریب ہے۔ ایک مسجد ذی مروہ میں۔ ایک مسجد فیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔

باب ۱۰۱

کعب بن مالکؓ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہؓ

پیچھے رہنے والے چند مخلص مسلمان مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے :۔ کعب بن مالک ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیّہ۔ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہؓ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں آدمیوں سے بات نہ کرنا۔ چنانچہ صحابہؓ میں سے کسی نے اِن لوگوں سے بات نہ کی اور منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ مگر آنحضرتؐ نے اُن کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر اُن کا خدا و رسولؐ کے ہاں مقبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر رسول اکرمؐ نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا بلکہ ان کے لئے دعاءِ مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک کا بیان کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیّہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا سوا ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اُس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے اُن پر خدا کے رسولؐ نے کچھ ملامت نہیں فرمائی ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا اور میں نے مقام عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ

بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

تساہل اور سستی اور اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ دقت نہ تھی۔ یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا اور رسول مقبولؐ جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے۔ مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے۔ جب آپؐ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور سفر دور دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ اُن دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں اور خوب تیاری کر لیں۔ اور فضلِ الٰہی سے مسلمانوں کی تعداد اُس وقت اس قدر ہو گئی تھی جن کی فہرست تیار نہیں کی جا سکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر نہ ہو گی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی تیاری کی۔ میں بھی روز ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور رسول اکرمؐ کے جانے کے بعد بھی یہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر آپؐ سے جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ تبوک میں پہنچ بھی گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی باقی ماندہ لوگ مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو صحابہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے؟ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عیش و آرام نے اُس کو آنے سے روک دیا۔ معاذؓ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں بجز بھلائی اور خیر کے کچھ بُرائی نہیں دیکھی۔ آپؐ خاموش ہو گئے۔

صاف گوئی اور راست بازی کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں فکر مند ہوا کہ رسول اکرمؐ سے کیا عذر کروں گا اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے

سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دُور کر دیا اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی آپؐ سے عرض کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپؐ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لئے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ اَب بھی جب سفر سے آپؐ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے دُعا مغفرت کرتے تھے اور اُن کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہُوا اور میں نے سلام کیا۔ آپؐ نے تبسّم فرمایا جیسے غصّہ میں آدمی تبسّم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا آؤ۔ میں حاضر ہُوا اور آپؐ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے؟ کیا تم نے اُونٹ نہیں خریدا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ اگر میں کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اُس کے غصّہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر آپؐ کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید آپؐ راضی ہو جائیں۔ مگر پھر خدا آپؐ کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کرا دے گا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں اور سچ ہی بولنے سے اُمید رکھتا ہوں کہ خدا میری عقبیٰ کو پاک کریگا اور نجات دے گا۔ خدا کی قسم مجھے کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے لئے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت میسّر نہیں ہوئی۔ پھر بھی میں آپؐ کے ساتھ نہ جا سکا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ہاں تم نے سچ کہا۔ اچھا تم جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

دیگر دو افراد

کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہُوا اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو گا۔ کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عذر بیان کر دیتے اور آنحضرتؐ تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے لئے کی ہے اور وہی دُعا تمہارے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے یہ بات اس اصرار سے کہی کہ آخر میں نے قصد کیا کہ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ عُذر کروں اور دُعا کراؤں۔ پھر میں نے

اِن لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہی ہے جس نے یہی بات کہی ہو جو میں نے آنحضرتؐ سے عرض کی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں اِنھوں نے بھی آپؐ سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور آنحضرتؐ نے بھی اُن سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور دوسرے ہلال بن اُمیّہ واقفی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور رسول اقدس صلعم سے کچھ عرض نہ کیا۔

مسلمانوں کا قطع تعلق

کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہؓ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرمادیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ اپنے لئے کہیں ٹھکانا نہ پاتا تھا اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ جب میں آپؐ کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا کہ نبی کریمؐ نے بھی جواب کے لئے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں! اور میں آپؐ کے ساتھ ہی نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر دیکھتا تھا کہ آنحضرتؐ میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں؟ پس جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے۔

جب اسی طرح بہت روز گزر گئے اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہُوا اور ابوقتادہؓ کے پاس گیا جو میرے چچازاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو اُن سے محبت تھی۔ میں نے اُن کو سلام کیا اُنھوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہؓ میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوقتادہؓ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب اُنھوں نے کہا کہ خدا اور رسول کو خبر ہے۔ اُس وقت میں رونے لگا۔

غسّان کے حاکم کا خط

پھر میں صبح کو بازار میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ شام کا رہنے والا ایک نبطی شخص لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا۔ یہ شخص مدینہ میں تجارت کے لئے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اُس شخص کو مجھے بتلا دیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور بادشاہ غسّان کا خط جو حریر پر لکھا ہُوا تھا مجھ کو دیا۔ میں نے اُس

کو پڑھا تو اُس میں لکھا تھا کہ ہم نے سُنا ہے تمہارے سردار نے تم پر بہت ظلم کیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے لئے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اُس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔

اہلیہ سے علیحدگی کا حکم

کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گزریں تو ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہہ دو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں؟ اُس شخص نے کہا نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے۔ فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصل نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن اُمیّہ کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن اُمیّہ بہت بوڑھے ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اُن کی خدمت کر دیا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اُس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا یا رسولؐ اللہ! وہ بہت بوڑھے ہیں کچھ حس وحرکت کی اُن میں طاقت نہیں ہے اور جب سے یہ واقعہ ہُوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتے ہیں کہ مجھ کو اُن کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی کے لئے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا اور میں نہیں جانتا کہ رسول اکرمؐ اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں؟ جس کو آپ نے اجازت دی ہے وہ بوڑھے ہیں اور میں جوان آدمی ہوں میں کیونکر اجازت لوں۔

توبہ کی قبولیت

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی

آواز آئی جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب میرے لئے کشادگی ہو گئی۔

کعب کہتے ہیں اس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی آنحضرتؐ نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت سے مطلع کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوشخبری دینے آرہے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوش خبری دینے میرے پاس آیا اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارکباد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دیئے حالانکہ اس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے۔ ایک شخص سے عاریتہً مانگ کر اور کپڑے پہنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جو لوگ ملتے تھے وہ مبارکباد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپؐ کے گرد اگرد بیٹھے تھے۔ طلحہ بن عبداللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مبارکباد دینے لگے۔ اور خدا کی قسم مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہؓ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ کعبؓ طلحہؓ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے اور کبھی اس کو نہیں بھولے تھے۔

رسولؐ اللہ کی بارگاہ میں

کعب کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایسا خوشی کا دن جب سے تم پیدا ہوئے تمہارے لئے نہ ہوا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک اُس وقت چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خوشی میرے لئے آپؐ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا خدا کی طرف سے۔

کہتے ہیں خوشی کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت آپؐ خوش ہیں۔ پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا اور رسولؐ کی خدمت میں پیش کروں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رہنے دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب سے نجات دی ہے۔ اب میں عہد

کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا۔ پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آ جاتا تھا۔

آیاتِ قرآنی راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں خداوند تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔ آخر تک

"بے شک توبہ قبول کرلی خدا نے نبی کی کہ اُنھوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دیدیا تھا اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی تنگی کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ اُن میں سے ایک گروہ کے دل جہاد سے پھر جائیں۔ پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کی بے شک وہ ان کے ساتھ مہربان رحم والا ہے اور ان تینوں آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے"

کعب کہتے ہیں اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی کہ اُس روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا ورنہ جیسے وہ ہلاک ہو گئے تھے میں بھی ہلاک ہو جاتا۔

منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (۹ : ۹۶)

"اے مومنو! جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے روگردانی کرو۔ پس تم اُن سے منہ پھیر لو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ سزا اُن اعمال کی جو وہ کماتے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھاتے

ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو۔ تو اگر تم اُن سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا "

کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی منجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۔

اور اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے متعلق حکم الہیٰ کا انتظار کیا بخلاف منافقین کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی قسموں اور عذروں کو سنکر کچھ نہ فرمایا۔

پس اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے ۔

باب ۱۳۸

ثقیف کا وفد

حضرت عروہ بن مسعود رضؓ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تبوک سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقعہ کی اس طرح ہے کہ جب رسول پاکؐ طائف سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں عروہ بن مسعود ثقفی آپ کو ملے۔ یہ طائف کو جا رہے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مل کر انھوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ رسول اکرمؐ جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے۔ عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اُن لوگوں کو اُن کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے آنحضرت خاموش رہے اور عروہؓ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوتِ اسلام شروع کی اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا تو قوم نے چاروں طرف سے اِن پر تیر مارے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے۔ بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہؓ کو بنی سالم کے ایک شخص الاوس بن عوف نے قتل کیا ہے اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص وہب بن جابر نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہ ابھی ان میں کچھ جان باقی تھی دریافت کیا۔ انھوں نے کہا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ شہید ہوئے ہیں ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو۔ اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ اِن کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ رسول پاکؐ نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سُنی فرمایا عروہ کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کا ذکر قرآن شریف کی سورۂ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینے بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انھوں نے باہم شورہ کیا کہ

ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

عمرو بن اُمیہ اور عبد یالیل

راوی کہتا ہے کہ عمرو بن اُمیہ علاجی اور عبد یالیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترکِ ملاقات تھی۔ پس ایک روز عمرو بن اُمیہ عبد یالیل کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو اُس کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اُس شخص نے عبد یالیل سے کہا کہ عمرو بن اُمیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ۔ عبد یالیل نے کہا کیا عمرو بن اُمیہ نے مجھ کو بھیجا ہے؟ اُس نے کہا ہاں! دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یالیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن اُمیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن اُمیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پُرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب تین مخمصہ میں گرفتار ہیں۔ اس وقت ہم تم کو جُدا رہنا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ محمدؐ کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے اور یہ صلاح قرار پائی کہ ایک شخص کو رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبد یالیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یالیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے اس لئے جانے سے انکار کرنے لگے کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح ان کو بھی قتل کر دیتے۔

بارگاہِ نبوی میں وفد

آخر یہ رائے قرار پائی کہ عبد یالیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے، یہ سب چھ آدمی یہاں سے رسول اللہ کی خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یالیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان۔ اور اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیع۔ چنانچہ عبد یالیل اِن لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور یہی اس وفد کے سردار تھے۔ اور ان لوگوں کو لے کر اسی سبب آئے تھے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کرے گی۔

مدینہ میں آمد

جب یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہؓ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہؓ کا وہ دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُونٹوں کے چرانے

کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہؓ آنحضرتؐ کے اونٹوں کو باری باری سے چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہؓ نے اُن لوگوں کو دیکھا تو اونٹ ان کے پاس چھوڑ کر خود حضورؐ کی خدمت میں اُن کے آنے کی خبر کہنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابوبکرؓ ملے اُن سے اِن لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ اُنھوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں اُن کے آنے کا حال تم سے پہلے جاکر نبی اکرمؐ سے عرض کر آؤں۔

مغیرہؓ ٹھہر گئے اور ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر عرض کیا کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی آپؐ سے اپنی قوم کے لئے منظور کرانی اور لکھوانی چاہتے ہیں۔ مغیرہؓ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے اور اُن کو سکھلایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہؓ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُسی جاہلیت کے طریقہ سے سلام ادا کیا۔

عہدنامے کے لئے بات چیت

آنحضرتؐ نے مسجد کے ایک گوشہ میں اُن کے لئے جگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عاص رسول اللہؐ کے اور اُن کے درمیان گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہدنامہ تیار ہوا۔ خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اُس کو لکھا اور اس عہدنامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سے ان کے لئے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہدنامہ تیار ہو گیا اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر آپؐ کی بیعت کی۔

ثقیف کی شرائط

اس عہدنامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی انھوں نے پیش کی تھی کہ بڑا بت خانہ جس میں لات کا بت تھا اُس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر اُنھوں نے ایک سال تک کہا۔ آنحضرتؐ نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ کم کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آگئے۔ اس پر بھی آپؐ نے انکار فرمایا اور کسی مدت مقرر تک اُس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔

اس درخواست سے اِن لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ بت خانہ کے فوراً منہدم کرنے سے اُن کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اُس کو منہدم کریں گے تو اس

عرصہ میں وہ لوگ کچھ اصلاح پہ آ جائیں گے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں فرمایا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بت خانے کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خیر نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کی سرداری

راوی کہتا ہے جب آنحضرتؐ نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے تو عثمان بن ابی العاص کو رسول کریمؐ نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں نوعمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں اسی سبب سے آپؐ نے ان کو سردار بنایا۔

ثقیف اور رمضان کے روزے

اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے۔ کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے اور بلالؓ افطار اور سحری کے وقت ہمارے لئے رسولؐ اللہ کے ہاں سے کھانا لا کر ہم کو کھلاتے تھے

پس بلالؓ افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو۔ ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلالؓ کہتے میں آنحضرتؐ کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے لہٰذا ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب حضرت بلالؓ آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرنا۔ کیونکہ مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

لات کے بتکدے کا انہدام

ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر مغیرہ کدال لے کر بت خانہ پر چڑھے اور اس کو ڈھانا شروع کیا اور مغیرہ کی قوم بنی معتب ان کے گرد آکر کھڑے ہو گئے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر نہ ماریں۔ اور ابوسفیان ذی حرم میں جہاں ان کا مال تھا چلے گئے۔ پھر آکر مغیرہ کے ساتھ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوئے۔ بنی ثقیف کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں۔ مغیرہ نے تمام زیور اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

ابوملیح اور قارب کا اسلام

جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابوملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملیں گے۔ آپ نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو خدا و رسول سے محبت کرتے ہیں اور انہی کو اپنا ولی بناتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں! ہمارے ماموں ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تو ابوالملیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ عروہ کے ذمہ قرض ہے اگر آپ حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات ہے۔

قارب بن اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا یا رسول اللہ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اس کا دیندار ہوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہؓ نے بت خانہ کا سب مال جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا آنحضرتؐ نے تمہیں حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا

کر دو۔ ابوسفیان نے اِن کے قرض ادا کر دیئے۔

ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

یہ عہد نامہ ہے محمدؐ نبی رسول کا خدا کی طرف سے مومنوں کے لئے۔ یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانوروں کا شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہُوا پایا جائے گا اُس کے کوڑے لگیں گے اور کپڑے اُتار لئے جائیں گے اور اگر اور زیادہ زیادتی کرے گا تب وہ گرفتار کر کے محمد رسول اللہؐ کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔

یہ حکم محمد نبی رسولِ خدا کا ہے اور اُنہی کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید نے لکھا ہے۔ اس لئے ہر شخص پر لازم ہے کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے۔ ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمدؐ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہے۔

○

باب ۱۳۹

تفسیر سورۂ برأت اور اعلانِ برأت

(۱)

پہلا حج ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور شوال اور ذیقعدہ مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذیقعدہ میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے لئے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورۂ برأت اُس عہد کے شکستہ کرنے کے لئے نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ اَشہرِ حُرُم میں کوئی کسی سے خوف کرے۔ یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مُدّت مقرر تھی اور سورۂ برأت میں اُن منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں رسولِ اکرمؐ کے ساتھ نہ گئے تھے۔ بعض کا ان میں سے نام بتایا گیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

سورۂ برأت بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (۹ : ۱ - ۳)

" بیزاری ہے خدا اور رسول سے اُن مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد کیا۔ اس لئے اے مشرکو تم کو اجازت ہے کہ چار مہینہ تم زمین میں چلو پھرو اور تم جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ بیشک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے اور خدا اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز اعلان ہے کہ خدا اور اُس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ لہٰذا اے مشرکو! اگر تم توبہ کر کے مسلمان ہو گے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے تو جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اے رسول! تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو "

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (۹: ۴-۸)

ترجمہ:۔ مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر اُن مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خامی نہیں کی اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ تو تم بھی اُن کے عہد کو جس مدت تک بندھا ہُوا ہے پُورا کرو۔ بے شک خدا پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور اُن کو پکڑو اور قید کرو اور ہر ناکہ پر اُن کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو قید سے اُن کو چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے"

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ۝ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ (۹: ۱۰-۸)

ترجمہ:۔ اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اُس کو پناہ دے دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سُنے۔ پھر اُس کو اُس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے لئے خدا و رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے سوا اُن مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے اندر عہد کیا۔ اس لئے جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ بے شک اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے"

كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم

بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ۝ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ
ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَرْقُبُونَ
فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۝ فَإِن
تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ
الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ: مشرکوں کے لئے کیسے عہد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں تو تمہارے معاملے میں نہ قرابت کو خیال رکھیں گے نہ وفاء عہد۔ تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے دل اُن باتوں کے خلاف ہیں جو وہ مُنہ سے بکتے ہیں اور زیادہ تر اُن میں سے فاسق ہیں۔ آیاتِ خداوندی کو انھوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر دیا ہے۔ پھر اس کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں بُرے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قرابت کا خیال کرتے ہیں نہ وفاء عہد کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ لیکن اگر یہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم آیتوں کو اہلِ علم کے لئے تفصیل وار بیان کرتے ہیں۔"

اعلانِ برأت اور حضرت علیؓ

حضرت امام باقرؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے حج کے لئے جانے کے بعد سورۂ برأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپؐ ابوبکرؓ کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا اعلان کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کام میرے اہلِ بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بُلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع ہوں سورۂ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سنا دو اور اعلان کر دو کہ جنت میں کافر داخل نہ ہوگا اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ عہد اس مدت تک برقرار ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانڈنی پر جس کا نام عضباء تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور راستہ ہی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ آپؓ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر؟ حضرت علیؓ

نے فرمایا میں مامور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی انہی جگھوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اُترتے تھے۔ جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو! جنت میں کافر نہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائے گا نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف کر سکے گا۔ اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی مقررہ مدت تک ہے وہ اس مدت تک پورا کیا جائے گا۔ آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تاکہ سب اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے لئے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوا اُن لوگوں کے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدت معینہ تک عہد ہے تو وہ عہد اُس مدت تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد حضرت علی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گزرنے کے بعد جو مشرکین کے اپنے گھروں میں پہنچنے اور ساز و سامان کے درست کرنے کے لئے مدت مقرر کی تھی۔ اُن لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا یا جو عام عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ :- اے مسلمانو! تم اُن لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور رسول کو شہر بدر کرنے کا ارادہ کیا اور انھوں نے ہی تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم اُن سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ ان مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا تعالےٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب

کرے گا اور ذلیل کرے گا اور تم کو اُن پر غالب فرمائے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دیگا
اور اُن کے دلوں کے غصّوں کو دُور فرمائے گا اور جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا
اور اللہ علم اور حکمت والا ہے۔"

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: "اے مسلمانو! کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ نہیں جانا خدا نے تم میں
سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے سوا خدا اور رسول اور مومنوں کے کسی کو ولی اور دوست نہیں
بنایا اور اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے
تھے کہ ہم اہلِ حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی زمزم کا پلاتے ہیں اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس
ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ
اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

"بے شک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے
اور نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس اُمید ہے کہ
یہی لوگ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ اے مشرکین کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور
مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اُس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر
ایمان لایا ہے اور راہِ خدا میں اُس نے جہاد کیا ہے خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں ایمان
لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے۔"

پھر اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر فرمایا ہے اور حنین کی
جنگ میں مسلمانوں کے شکست کھانے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کے نازل کرنے کا ذکر
فرما کر فرمایا ہے:۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿﴾

ترجمہ۔ بے شک مشرکین ناپاک ہیں۔ لہٰذا اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر تم اے مسلمانو! مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو اللہ تعالےٰ تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو نگر کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالےٰ علم و حکمت والا ہے "

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿﴾

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! اُن لوگوں کو قتل کرو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہلِ کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کریں "

باب ۴۱

تفسیر سورۂ برأت (۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا :-

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ؕ

"یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور (غریب جاہل) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ یعنی اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں اے رسول اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔"

پھر نسئی کا ذکر فرمایا ہے جو اہلِ عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے اللہ نے حرام مقرر کئے ہیں اُن کو وہ حلال کر کے اُن کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ؕ

بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے۔ کتاب الٰہی میں جس دن سے کہ اُس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی اُن کو حلال کر لو۔"

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ؕ

ترجمہ:۔ بیشک نسئی کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کہ ایک

سال اِس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کا شمار پورا کردیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرلیں۔ ان کی بداعمالیاں انہیں آراستہ معلوم ہوتی ہیں اور اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کے سُستی اور کاہل ہونے اور رومیوں کی جنگ کو بھاری سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جہاد کی طرف بلایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ؕ سے اس آیت تک یہی قصہ بیان کیا ہے۔ إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ؕ اے ایمان والو تم کو کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہِ خدا میں چلو تو تم بھاری ہو کر زمین سے لگے جاتے ہو۔ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو بے شک اللہ نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ دو آدمی تھے کوہِ ثور کے غار میں۔"

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ؕ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ۝

ترجمہ :- اگر مالِ دُنیا کا نزدیک ہوتا اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر دراز ہوئی اُن پر مشقت راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھاویں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو جھوٹی قسمیں کھا کر ہلاک کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول اللہ نے تم کو معاف کردیا کہ تم نے ان کو بیٹھ رہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ ان میں سے سچے اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔"

اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے :-

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ لَقَدِ

ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۝

ترجمہ:۔ "اے مسلمانو! اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو زیادہ نہ کرتے تم کو گڑبڑائی اور مکر میں۔ اور دوڑتے تمہارے درمیان چغل خوری کے ساتھ اور ڈھونڈتے تمہارے درمیان فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ اُن کے مخبر ہیں جو اُن کو خبریں پہنچاتے ہیں اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے۔"

اس سے پہلے منافقوں نے (اُحد کی جنگ میں) فتنہ ڈھونڈا تھا اور تمہارے کاموں کو پھیرنا چاہا تھا یہاں تک کہ آگیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہُوا۔ حالانکہ وہ اُس کے ظہور کو بُرا سمجھتے ہیں اور اُن میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم کو بیٹھ رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔ خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں۔

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے۔

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۝

"ان لوگوں کو اگر کوئی جائے پناہ مِل جاتی یا کوئی غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اُٹھا کر چل دیتے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ پھر اگر ان صدقات میں سے (ان کی خواہش کے مطابق) اُنہیں مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے اُنہیں نہیں ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے لئے ہیں :۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

ترجمہ:۔ بے شک صدقوں کا مال فقیروں، مسکینوں اور اُن کے وصول کرنے والوں اور مؤلفۃ قلوب

اور غلام کے آزاد کرنے اور قرضداروں اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے، فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علم والا حکمت والا ہے"۔

پھر منافقوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کا بھی ذکر فرمایا ہے :-

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- "اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان سننے والا ہے جو کچھ کہو سن لیتا ہے۔ کہدو کہ کان سننے والا بہتر ہے تمہارے لئے ایمان رکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ، اور سچ مانتا ہے مومنوں کی بات اور وہ نبی رحمت ہے ایمان والوں کے لئے تم میں سے اور جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ :- "تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں اور خدا اور رسول اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ یہ لوگ اُن کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں"۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝

"اگر تم ان سے پوچھو تو یہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہدو کیا خدا اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو"۔

یہ بات ودیعہ بن ثابت عوفی نے کہی تھی۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

"اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بُرا ٹھکانا ہے"۔

جلاس بن سوید بن صامت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تھی۔ عمیر بن

سعد نے اُس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ حضورؐ نے جلاس کو بُلا کر دریافت کیا۔ جلاس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ جلاس نے اِس کے بعد توبہ کی اور پکے مسلمان ہوگئے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

"اور بعض ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے ہم کو دے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکوں میں سے ہو جائیں گے"

یہ ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

"وہ منافق جو عیب کرتے ہیں دِل سے راہِ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں (یعنی عبدالرحمٰن اور عاصم) کو کہتے ہیں کہ انہوں نے مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں اُن مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مشقت کا پیدا کیا ہوا (جیسے ابوعقیل) پس استہزاء کرتے ہیں منافق اُن سے استہزاء کرے گا خدا اُن سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

منافقین کا استہزاء یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لئے لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دلائی۔ تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے چار ہزار درہم دیئے اور عاصمؓ بن عدی نے سَو وسق کھجوریں لاکر ڈھیر کر دیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ اِن لوگوں نے ریا اور دکھاوے کے لئے دیا ہے۔ اور ابوعقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوریں لاکر اُس ڈھیر میں ڈال دیں۔ منافق اُس کو دیکھ کر بہت ہنسے اور کہنے لگے ایسی ذرا سی کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے؟ اُسے ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے مضحکہ اڑایا۔

پھر جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو منافقوں نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ اس گرمی کے موسم میں جاکر کیا کرو گے؟

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ الخ
یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اے رسول کہہ دو کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ

حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ کہتے ہیں جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ آپؐ تشریف لے گئے اور جب آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اس کے بیان کرنے لگا اور حضورؐ تبسم فرما رہے تھے۔ آخر جب میں نے بہت کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے (منافقوں کے لئے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنی اے رسول تم چاہے منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے پھر بھی ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول کریمؐ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف لے گئے۔ اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اس جرأت اور دلیری کرنے سے تعجب تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں :-

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

"اے رسول! تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ۔ نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور فاسق مرے ہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی منافق کے جنازے

پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَجَٰهِدُوا۟ مَعَ رَسُولِهِ ٱسْتَـْٔذَنَكَ أُو۟لُوا۟ ٱلطَّوْلِ مِنْهُمْ ۔

"اور جب کوئی سورت اس مضمون کی نازل کی جاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کیساتھ ہو کر جہاد کرو تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں"

لَٰكِنِ ٱلرَّسُولُ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ جَٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْخَيْرَٰتُ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۔ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۔

"لیکن رسول نے اور اُن لوگوں نے جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہِ خدا میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہی لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں خدا نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَجَآءَ ٱلْمُعَذِّرُونَ مِنَ ٱلْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ ٱلَّذِينَ كَذَبُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ ۔ آخر قصہ تک

"اور آنے والے ہونے کے وقت عرب کے دہقانی لوگ تاکہ اُن کے لئے اجازت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے خدا و رسول سے جھوٹ بولا تھا"

مخلص معذورین اور معذورون بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفاف بن ایماء بن رخصہ تھے۔ اس کے آگے اُن لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جا سکے تھے۔ جن کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے:

وَلَا عَلَى ٱلَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا۟ وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا۟ مَا يُنفِقُونَ ۔ إِنَّمَا ٱلسَّبِيلُ عَلَى ٱلَّذِينَ يَسْتَـْٔذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوا۟ بِأَن يَكُونُوا۟ مَعَ ٱلْخَوَالِفِ وَطَبَعَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔

"اور نہیں ہے گناہ اُن لوگوں پر جو آئے رسول! تمہارے پاس سواری مانگنے کو آئے تم نے اُن سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے اِس غم سے اُلٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ اُن لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ وہ عورتوں کی طرح ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے۔ لہٰذا وہ نہیں جانتے۔"

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھانے اور عذر پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم اِن کی طرف سے مُنہ پھیر لو۔ اور اگر تم اِن سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) فاسقوں سے راضی نہ ہو گا۔

پھر دیہاتی عربوں اور اُن کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

"عرب کے دہقانوں میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُس کو قرض شمار کرتے ہیں اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں انہی پر بُری گردش ہے اور اللہ سُننے والا علم والا ہے۔"

پھر اُن اعراب کا ذکر فرمایا ہے جو خالص اور پکّے مُسلمان تھے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۝

"اور عرب کے دہقانوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اُس کو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دُعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبردار بیشک یہ خرچ کرنا اُن کے لئے قُربت کا باعث ہے۔"

پھر اُن مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کے اختیار کرنے میں سبقت کی اور اُن کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرما کر اُن کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا اُن سے راضی ہُوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔

پھر فرمایا ہے :-

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫

"یعنی تمہارے ارد گرد جو عرب رہتے ہیں اِن میں سے بعض منافق ہیں اور بعض مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔"

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ

"عنقریب ہم اُن کو دو مرتبہ عذاب کریں گے۔ ایک عذاب یہ جس کے اندر دُنیا میں گرفتار ہیں یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں اور دُوسرا عذاب قبر کا ہے۔ پھر ان دونوں ہی عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب ہیں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔"

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۚ

(۹ : ۱۰۲)

"اور دُوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور بُرے دونوں طرح کے عمل کئے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرمائے بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ

"اے رسول! تم اِن کے مالوں میں سے صدقہ لے کر اس کے ساتھ اِن کو پاک اور پاکیزہ کرو۔ بیشک تمہاری دُعا اُن کے لئے سکون کا باعث ہے۔"

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ

"اور دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جنہیں حکمِ الٰہی کے صدور کے لئے مُہلت دی گئی ہے یا اُن کو عذاب کرے یا اُن کی توبہ قبول فرمائے۔"

پھر اس کے آگے مسجدِ ضرار کا ذکر فرمایا ہے۔

پھر فرماتا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

"بے شک خدا نے مومنوں سے اُن کے جان و مال کو خرید لیا ہے بالعوض اس کے کہ اُن کے لئے جنت ہے راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا حق اور لازمی ہے۔ توراۃ اور انجیل اور قرآن میں، اس لئے اے مسلمانو! تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔"

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورۂ برأت کو لوگ مبعثرہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دیئے تھے۔

راوی کہتا ہے غزوۂ تبوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے۔

باب ۱۴۱

۹ھ اور اُس کے واقعات

سورۂ فتح کا نزول ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا تو پھر چاروں طرف سے قبائل عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور تمام عرب ان کی نسبت کے سبب سے بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہونے کی نسبت سے از حد تعظیم و تکریم کرتے تھے اور قریش کی رسول اللہؐ سے مخالفت کے سبب سے ہی تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا تو سب عرب سمجھ گئے کہ ہم کسی طرح رسول اللہؐ کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ پس سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ؕ

"جبکہ آگئی مدد اللہ کی طرف سے اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرو اور اس سے دعائے مغفرت کرو بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

بنی تمیم کا وفد منجملہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور اشراف بنی تمیم سے یہ لوگ اس وفد میں تھے عطارد بن حاجب بن زرارہ

بن عدس تمیمی۔ یہ وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہؓ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب مہاجرین میں عقدِ اخوت قائم کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان اور حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف میں اور طلحہؓ بن عبیداللہ اور زبیرؓ بن عوام میں اور ابوذرؓ غفاری اور مقدادؓ بن عمرو بہرانی میں اور معاویہؓ بن ابی سفیان اور حتات بن یزید مجاشعی میں۔ حتات بن یزید نے معاویہؓ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس انتقال کیا۔ اور اس اخوت کے سبب سے معاویہؓ نے تمام مال حتات کا وارث ہونے کے سبب اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہؓ کی ہجو کی ہے۔

وفد کے ارکان اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے وفد میں تھے۔ نعیم بن یزید اور قیس بن حرث اور قیس بن عاصم۔

ابن ہشام کہتے ہیں عطارد بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن دارم بن مالک میں سے تھے اور حتات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک سے تھے اور زبرقان بن بدر بنی بہدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور عمرو بن اہتم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے۔

اور ان لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن فزاری بھی تھے اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

بنی تمیم کی مفاخرت جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے چیخنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپؐ حکم دیں کہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے آپؐ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ چنانچہ عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اس نے یہ خطبہ پڑھا۔

عطارد کی تقریر اس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی

تعریف کے لائق ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سب سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔ کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں۔ مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے مفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

ثابتؓ بن قیس کی جوابی تقریر

راوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو۔ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا:۔

اُس خدا کو حمد و ثنا سزاوار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم اُن کے اندر جاری کیا اور اُس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر اُسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا جو تمام خلقت میں از روئے نسب بزرگ اور از روئے حسب افضل اور صدق گفتار اور حسن کردار سے آراستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسولؐ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ مہاجرین جو رسولؐ کے اقرباء اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسن صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے۔ سب سے پہلے اِس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا و رسولؐ کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ لہٰذا ہم اللہ کے انصار اور اُس کے رسول کے وزیر ہیں۔ تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسولؐ کے ساتھ ایمان لائیں۔

پس جو اُن میں سے ایمان لائے گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھیگا

اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ اُس پر جہاد کریں گے اور اُس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہوگا۔ اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے بخشش کی دُعا کرتا ہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی، اور تم پر سلام ہو۔"

زبرقان کے اشعار اور حسانؓ کا جواب راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد میں سے زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کی تعریف اور فخر میں ایک نظم پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو جو اُس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا۔ جب حسانؓ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے اشعار کا جواب دو۔ حسان نے فی البدیہہ اسلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف میں بہت سے اشعار پڑھے۔ جس کو سن کر اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ قسم ہے میرے باپ کی! ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔ اور اُن کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔

پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ انعام و اکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہتم نام تھا اُس کو یہ اپنے اسباب میں چھوڑ آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو بھی وہی انعام دیا جو اُن کو دیا تھا۔ بنی تمیم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

"یعنی اے رسول! جو لوگ تم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر اُن میں سے عقل نہیں رکھتے۔"

وفد بنی عامر راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس بن جزء بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اوّل درجہ کے شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدی کے ارادہ سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے۔ اُس نے کہا واللہ! میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہونگا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں۔ پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں۔ پھر عامر نے

اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچیں گے تو میں اُن کو باتوں میں مشغول کرلوں گا۔ تو اُن پر تلوار کا وار کر دینا۔ پس جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عامر بن طفیل نے کہا اے محمدؐ! مجھ سے خلوت میں کچھ باتیں کیجئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پہلے خدا اور رسولؐ پر ایمان لا۔

پھر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ جس بات کا اُس کو حکم دیا تھا اُس کو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا تو غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا اور آنحضرتؐ سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر زمین کو بھر دوں گا۔ آپؐ نے دُعا کی اے خدا! تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر نکلا تو اربد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمدؐ کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق ناراض ہو رہا ہے۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا بجز تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

عامر اور اربد کی ہلاکت

راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ اس کی گردن میں ایک گٹھلی پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ دونوں ساتھی اس کے اِس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے ؟ اربد نے کہا کچھ بھی نہیں۔ خدا کی قسم! ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتا تو میں اُس کے تیر مارتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اُونٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک بجلی گری اور اُس نے اُس کو مع اُونٹ کے جلا دیا۔ یہ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں عامر بن طفیل اور اربد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى سے وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ تک اور اس آیت میں مُعَقِّبٰتٌ سے وہ فرشتے ہیں جو بحکم الٰہی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں اربد کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ یعنی جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے۔ (جیسے اس وقت اربد پر گرائی)۔

بنی سعد بن بکر کا وفد

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا ۔

ابن عباس کہتے ہیں جب ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے تو اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر بٹھا کر اندر داخل ہوئے اور آنحضرت اُس وقت صحابہؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ ضمام نے آکر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہوں ۔ضمام نے کہا کیا آپ ہی محمدؐ ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ! ضمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں دریافت کروں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ ضمام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور اُن لوگوں کی جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں گے قسم دیتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ضمام نے پھر اُسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپؐ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ۔

غرضیکہ اسی طرح ضمام نے تمام ارکانِ اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح قسم دیتے تھے جس طرح کہ پہلی مرتبہ دی تھی ۔ یہاں تک کہ جب ضمام اِن سب سوالوں سے فارغ ہوئے تو کہا ۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

جن فرائض کا آپؐ نے حکم فرمایا ہے اِن کو میں ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپؐ نے منع کیا ہے اُن سے باز رہوں گا اور اِن میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا ۔ پھر یہ رسول اللہؐ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے ۔ ضمام کے بال بڑے بڑے تھے اور اُن کی انہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں جب یہ رخصت ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا ۔

راوی کہتا ہے ضمام اپنے اونٹ کی رسی کھول کر اُس پر سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے ۔ ساری قوم اِن کے پاس جمع ہوئی ۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے

قوم لات اور عزیٰ باطل ہو گئے۔
قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو برص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ ضمام نے کہا اے قوم! تجھ کو خرابی ہو۔ یہ بت خدا کی قسم کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس کے ذریعے تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے۔ پھر ضمام نے کلمہ پڑھا۔
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔
اور اے قوم! میں اُن رسول سے تمہارے لئے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہارے لئے بجالانا چاہیئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہیئے وہ بھی۔
راوی کہتا ہے چنانچہ خدا کی قسم اسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہو گئی۔ کوئی مرد یا عورت باقی نہیں رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی قوم کا وفد نہیں سنا۔

باب ۱۴۲

مختلف وفود (۱)

وفد بنی عبد القیس ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد القیس کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارود بن عمرو بن حنش حاضر ہوئے تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جارود بن بشر بن معلی ہیں اور یہ نصرانی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب جارود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی تو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ایک دین رکھتا ہوں۔ اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑ دوں تو کیا آپ میرے لئے ضامن ہوتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ اللہ تعالے تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ جارود اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے سواری مانگی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ پھر جارود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے پکے دیندار تھے۔

جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اسے کافر سمجھتا ہوں۔

منذر بن ساوی کا قبول اسلام ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی عبدی کے پاس بحرین میں دعوتِ اسلام کرنے بھیجا تھا۔ منذر بن ساوی نے اسلام قبول کیا اور رسول کریمؐ کے وصال کے بعد اہلِ بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور علاء بن حضرمی بحرین میں آنحضرتؐ کی طرف سے

امیر ہو کر رہتے تھے۔

وفد بنی حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا تو مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہی میں تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلمہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپؐ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی چھڑی تھی۔ مسیلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور کچھ مانگا۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے تو مسیلمہ کو اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے۔ پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور رسول کریمؐ نے ان کو انعام واکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اس کے لئے بھی آپؐ نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر مسیلمہ کے پاس آئے۔ تو جو اس کا حصہ آپؐ نے دیا تھا وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمنِ خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبوت کا دعوے کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمدؐ کا شریک ہوں اور ان لوگوں سے کہا جو اس کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمدؐ نے میرے بارے میں نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے؟ محمدؐ نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک ہو گا۔ پھر اس مسیلمہ نے مقفٰی عبارتیں گھڑ گھڑ کر اپنی قوم کو سنانی شروع کیں اور کہا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمدؐ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی اور باوجود ان باتوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

وفد بنی طے اور ان کا اسلام بنی طے کے سردار زید الخیل اس وفد کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور

اور گفتگو ہوئی تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ یہ سب لوگ اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا سوائے زید الخیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا اور ان کا نام زید الخیر رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زید مدینے کے بخار سے نجات پا جائیں تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔[1] ہے۔

راوی کہتا ہے جب زید نجد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قردہ ہے وہاں ان کو بخار ہوا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو رسول اقدس نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا۔

عدی بن حاتم

عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو محمدؐ کے لشکر کے اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی! تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کر لے۔ کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمدؐ کا ہے۔

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی رہ گئی اس کو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لا سکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی۔ میرے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی۔ اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی رسول اکرمؐ کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں رسول اللہ کی مسجد کے دروازے کے

---

[1] راوی کو مکمل بات یاد نہ رہی۔

آگے رکھا گیا۔

رسول اللہ کا حسنِ سلوک

انہی میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُس کے خیمہ کے پاس سے گزرے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد ہلاک ہوا اور وافد غائب ہو گیا۔ اب آپ مجھ پر احسان فرمائیں۔ خدا آپ پر احسان کرے گا۔ حضورؐ نے فرمایا تیرا وافد کون ہے؟ اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی جو خدا و رسول سے بھاگ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ دُوسرے روز پھر آنحضرتؐ کا اُدھر سے گزر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں مَیں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا۔ آپؐ نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔ جب تیسرے روز پھر رسول کریمؐ تشریف لائے تو مَیں نا اُمید ہو گئی تھی۔ ایک شخص نے جو آپ کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کر کیا کہ کھڑے ہو کر حضور سے عرض کر۔ مَیں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مَیں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آئے تو مجھ کو خبر کرنا مَیں اُس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔

کہتی ہیں مَیں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں مَیں وہیں تھی یہاں تک کہ بنی قضاعہ کے چند لوگ آئے۔ یہ شام کو جا رہے تھے اور مَیں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ مَیں آپؐ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں جن پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ آپ مجھ کو جانے کی اجازت دیں۔ رسولؐ اللہ نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے لئے ایک اُونٹ بھی عنایت کیا۔ مَیں اُن لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی کو مشورہ

عدی بن حاتم طائیؓ نے ایک روز دیکھا کہ اُونٹ پر ایک عورت سوار چلی آ رہی ہے۔ دل میں کہا کہ ہو نہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اُونٹ پر سے اُتری تو کہنے لگی اے ظالم! اے قطع رحمی کرنے والے! تو اپنے بال بچوں کو تو لے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تُو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں مَیں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن! تم کو مجھے ایسا کہنا نہ چاہیئے مَیں اُس وقت بالکل

مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔

پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمدؐ کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم اُن سے جلد جاکر ملو۔ اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہو گی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آسکے گا۔ میں نے کہا بے شک تم نے یہ بہت اچھی رائے دی ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر آپؐ سے ملاقات کی اور سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ اتنے میں ایک ضعیف عورت آگئی اور اُس نے بڑی دیر تک آپؐ سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ آنحضرتؐ اُس کی خاطر سے کھڑے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہے۔ بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے۔ پھر رسول کریمؐ مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو۔ میں نے عرض کیا آپ تشریف رکھیں۔ فرمایا۔ نہیں تم ہی بیٹھو۔ آخر میں اُسی پر بیٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے۔

رسولؐ اللہ کی پیش گوئیاں

پھر آپؐ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم رکوسی[1] نہیں تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ اور پھر تم اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا۔ میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپؐ کو خبر ہے۔ پھر فرمایا اے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ خدا کی قسم! یہ اس قدر مالدار ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈے سے بھی نہ ملیگا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہیں کرتے کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور اُن کے دشمن بہت ہیں۔ واللہ! عنقریب تنہا عورت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی اور راستہ میں اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا اور شاید تم اس وجہ سے تامل

---

[1] یہ فرقہ نصاریٰ میں سے ہے۔ ۱۲

کرتے ہوگے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے۔ واللہ تم عنقریب سُن لوگے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہوگیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنی قادسیہ سے مسافر عورت کو تنہا خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بے خوف و خطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہوگی۔

فروہ بن مسیک کی حاضری

ابن اسحاق کہتے ہیں فروہ بن مسیک مرادی شاہانِ بنی کندہ سے جُدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ظہورِ اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الردم مشہور ہے۔ اسی جنگ میں بنی ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فروہ بن مسیک آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول کریمؐ نے فرمایا اے فروہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدمہ یوم الردم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اُس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں؟ فروہ نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کون شخص ہوگا کہ جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اُسے رنج نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا مگر اُس صدمہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر و خوبی میں زیادہ کیا۔

پھر آنحضرتؐ نے فروہ بن مسیک کو بنی مراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ اور خالد بن سعید بن عاص کو بھی اُن کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ خالد آپؐ کی وفات تک وہیں رہے۔

باب ۴۲

مختلف وفود (۲)

بنی زبید کا وفد بنی زُبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے اُنھوں نے قیس بن کشوح مراوی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ ہم نے سُنا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا تم بھی میرے ساتھ اُن کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ نبی ہیں تو اُن کی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی اور ہم اُن کا اتباع کریں گے۔ اگر وہ نبی نہیں ہیں تو اُن کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا۔

عمرو بن معدی کرب خود بنی زُبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اُس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی بن کرب نے بھی اُس کو ترکی بترکی جواب دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زُبید میں رہتا تھا جس کا حاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن مسیک کو مقرر کیا تھا۔ پھر رسولِ مقبول ؐ کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

وفد بنی کندہ ابن اسحاق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے اَسّی آدمیوں کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے۔ اُنھوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں۔ فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں؟

آنحضرت کے یہ فرماتے ہی اِن لوگوں نے اُن کپڑوں کو پھاڑ کر ڈال دیا۔ پھر اشعث بن

قیس نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی آکل المرار کی اولاد ہیں اور آپ بھی آکل المرار کی اولاد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا۔ یہ نسب تم عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حرث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دور دراز کے ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی ان سے پوچھتا کہ تم کون لوگ ہو؟ یہ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں۔ کیونکہ آکل المرار بنی کندہ کے بادشاہ کا نام تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیئے تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہ کندہ آیا تم ابھی فارغ ہوئے یا نہیں؟ قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو میں سنوں گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے اس کو میں اسی کوڑے ماروں گا۔

اشعث کی نسبت ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں آکل المرار کی اولاد سے تھی اور آکل المرار حرث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حرث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کندی کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حرث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہبولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور ان کو لوٹ کر اس کی بیوی ام اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ ام اناس حرث کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہبولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ کالے رنگ کے ایک آدمی کو دیکھتے ہیں جس کے ہونٹ ایسے ہیں جیسے اونٹ کے مرار کا کھانے والا اور وہ آکر تیری گردن پکڑے گا۔ یہ تعریف اس عورت نے اپنے خاوند حرث کی بیان کی تھی۔ اس دن سے حرث کا لقب آکل المرار ہو گیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جاکر عمرو بن ہبولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لایا جو عمرو سے اس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

بعض کہتے ہیں آکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ اور یہ لقب اس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اس نے اور اس کے لشکر نے مرار کھایا تھا اور مرار ایک درخت کا نام ہے۔

صرو بن عبداللہ ازدی

ابن اسحاق کہتے ہیں صرو بن عبداللہ ازدی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں ان پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔

اہلِ جرش سے جنگ

چنانچہ صرو بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جرش پر حملہ آور ہوئے۔ اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے۔ صرو بن عبداللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرے سے کچھ حاصل ہوتے نہ دیکھا تو ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے۔ جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ صرو بن عبداللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اس کا تعاقب کر کے اس کو قتل کریں۔ چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔

اس واقعہ سے پہلے اہلِ جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک روز یہ دونوں شخص نمازِ عصر کے بعد رسول کریم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے۔ جرش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کشر ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر اس پہاڑ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اس کے پاس اس وقت خدا کے قربانی کے جانور ذبح ہو رہے ہیں۔

یہ دونوں اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ آنحضرتؐ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کراؤ کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو۔ یہ دونوں کھڑے ہوئے اور رسول اللہ سے عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دے۔

راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس

پہنچے اور اُن کو معلوم ہُوا کہ اُسی وقت اور اُسی دن صرد بن عبداللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا۔ جس وقت حضورؐ نے مدینہ میں اُس کی خبر اِن کے سامنے بیان کی تھی۔

پھر اہلِ جرش کا ایک گروہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہُوا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِن کے لئے ان کے شہر کے گرداگرد ایک چراگاہ متعین حدود کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے لئے اس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی۔

شاہانِ حمیر کے مکتوب جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تبوک سے واپس تشریف لائے تو اُسی وقت شاہانِ حمیر کا ایلچی حاضر ہُوا اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زرعہ ذویزن مالک بن مرور رہاوی کا نامہ بھی پیش ہوا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہلِ شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا۔ رسول اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِن سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا :-

مکتوب نبویؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسولِ خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہانِ حمیر) کو معلوم ہو کہ مَیں اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اُس وقت پہنچا جب ہم رومیوں کے ساتھ جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہُوئی۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے اپنی ہدایت تمہارے شاملِ حال فرمائی۔

اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مالِ غنیمت تم کو حاصل ہو اُس میں سے پانچواں حصّہ خدا و رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عُشر اور چاہی میں سے نصف عُشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے

ایک بنت لبون[1] اور تیس میں سے ایک ابن لبون[2] اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک جذعہ[3] ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو۔ بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اس کے لئے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اس کے لئے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے لئے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو ان کے لئے ہیں اور خدا و رسول کی اس کے لئے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہوگا اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم ہے اس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسول اللہ کی خدمت میں ادا کرے گا اس کے لئے خدا و رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا و رسول کا دشمن ہے"۔

اور زرعہ ذویزن کو معلوم ہو کہ محمد رسول اللہ کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں اور ان سب کے امیر معاذ بن جبل ہیں جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔ اور مالک بن مرہ رہاوی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر و خوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے

---

[1] بنت لبون :۔ وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے۔

[2] ابن لبون :۔ ایسے ہی نر کو کہتے ہیں۔

[3] جذعہ :۔ وہ گائے جس کی عمر چار سال ہو چکی ہو اور پانچواں شروع ہو گیا ہو۔ (مرتب)

متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترکِ مدد نہ کرنا اور اللہ کے رسول تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ محمدؐ اور اہلِ بیت محمدؐ کے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہلِ علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں۔ تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت معاذؓ بن جبل کو وصیت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی تھی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا متنفر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہلِ کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کنجی صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذؓ یمن میں پہنچے تو جس طرح آنحضرتؐ نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کاربند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسولِ خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذؓ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا نہیں کرسکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہوسکے اس کے حق ادا کرنے میں کوشش کر۔ عورت نے کہا اگر تم رسول اللہ کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذؓ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کی رخساروں سے پیپ اور خون جاری ہو اور تو اس کو اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو۔

فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت

ابن اسحاق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم وشام کی طرف سے زمین معان میں ان اہلِ عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے۔ اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی رسول کریمؐ کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری پہنچانے کے لئے بھیجا اور ایک سفید خچر بھی تحفہ بھیجا۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی تو اس نے ان کو طلب کرکے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ جس کا نام عفری تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النفاثی کو شہید کرکے سولی پر لٹکا دیا۔

باب ۱۴۹

بنو حرث کا قبولِ اسلام اور دیگر وفود

خالدؓ بن ولید کی روانگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰ھ میں خالدؓ بن ولید کو بنی حرث کی طرف نجران روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار اُن کو دعوتِ اسلام دینا۔ اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالدؓ نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالدؓ نے اِن کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ کو حکم دیا تھا اور خالدؓ بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپؐ نے مجھ کو بنی حرث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کروں۔ پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں اُن میں رہ کر اُن کو احکام اسلام اور قرآن کی تعلیم کروں اور سُنّت رسول اُن کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں اُن سے جنگ کروں۔ پس میں اُن کے پاس آیا اور حسب الحکم تین روز تک اُن کو دعوتِ اسلام کی اور سواروں کو اُن کے پاس بھیجا کہ اے بنی حرث اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں اُن میں مقیم ہوں اور دین کے اوامر و نواہی اور احکامات اِن کو بتلا رہا ہوں آئندہ جو حکم آپؐ کی جناب سے صادر ہو گا اُس کے مطابق عمل کروں گا۔" والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکتوب نبویؐ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ جواب روانہ فرمایا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلامٌ علیک میں اُس اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد تمہارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ سے پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اُس نے اِن کے شامِل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثوابِ الٰہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذابِ الٰہی سے خوف دلاؤ اور خود اُن کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنی حرث کا وفد چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے :۔

قیس بن حصین ذی غصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المجل، عبداللہ بن قراد زیادی، شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن عبداللہ ضبابی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے نبی کریمؐ کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی فرمایا۔ پھر بھی یہ خاموش رہے یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو۔ اُس وقت یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں تو اُس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خالد مجھ کو یہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے پیروں کے نیچے بچھا دیتا

یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خدا کے شکر گزار نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ عرض کیا ہم اللہ کے شکر گزار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ہدایت کی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانۂ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے۔ فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشدستی نہ کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر نبی اکرمؐ نے بنی حرث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذی قعدہ کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

حضرت عمرو بن حزم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تاکہ ان کو قرآن اور احکامِ اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کریں۔

نصیحتوں اور احکامات پر مشتمل رسولؐ اللہ کی تحریر ایک وصیت نامہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر اُن کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بیان ہے خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو ! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے لئے جبکہ اُس کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ ہر کام میں اُس کو اللہ کا تقوےٰ اور خوف لازم ہے۔ پس بے شک خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکامِ دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ

نہ لگائے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں اُن کو سمجھائے اور حق بات میں اُن کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اُس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنا دے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے اُن کو مطلع کر دے۔ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپیٹ سکے اُس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدی پر مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے۔

اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیئے کہ اللہ کی طرف یعنی جہاد کے لئے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے لئے اور جو اس بات کو نہ مانے اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے تابع ہو جائیں۔ اور چاہیئے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے منہ کو دھوئیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور خشوع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اول وقت اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لئے تیار ہو کر آ جائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں اور لوگوں کو حکم کرو کہ مالِ غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اُس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں اور بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جذعہ نر یا مادہ وصول کریں اور جنگل کی چرنے والی چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کریں یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکوٰۃ میں اُس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے

زیادہ دے گا۔ اُس کے لئے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دینِ اسلام قبول کرے۔ وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے۔ پس اُن میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے۔ پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا و رسول کی ذمہ داری میں ہے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کرے گا تو وہ اللہ اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔

صلوٰۃ اللہ علیٰ محمد والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رفاعہ بن زید کی حاضری

خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی ثم ضبیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی رسول کریمؐ کی نذر گزارا۔ رسول مقبولؐ نے ایک نامہ اُن کے لئے اُن کی قوم کو لکھ دیا جس کا مضمون یہ ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ نامہ محمد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے لئے ہے مشتمل بر این معنی کہ میں نے اِن کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ اُن کو خدا و رسول کی طرف بلائیں پس جو اُن کی دعوت کو قبول کرکے مسلمان ہوگا وہ خدا و رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کرے گا اُس کو دو مہینے کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے اِن کی ساری قوم مسلمان ہو گئی اور سب نے مقام حرۃ الرجلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

وفدِ ہمدان کی حاضری

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ رؤسائے قوم تھے۔

مالک بن نمط اور ابو ثور یعنی ذو المشعار اور مالک بن ایفع بن مالک خارفی وغیرہم۔

اور یہ لوگ مصری چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلتے آتے تھے۔ جب رسول پاکؐ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفع نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمدان کے لوگ خدمتِ عالی میں حاضر ہیں۔ اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کا فکر نہیں کرتے۔ بڑے بہادر ہیں خدا و رسول کی دعوت کو اُنہوں نے قبول کیا ہے اور بُت پرستی چھوڑ دی ہے۔ یہ لوگ عہد کے بڑے پکے ہیں کبھی اِن کا پیمان شکستہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ نے یہ

عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا :۔

رسول اللہ کی تحریر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
یہ عہد نامہ ہے محمدؐ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مخلاف خارف اور اہلِ جناب الہضب اور حقاف الرمل کے اور ذی المشعار ان کے قافلہ سالار افد مالک بن نمط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے ان کے لئے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین اُن کی ہے جب تک کہ یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اُس زمین کی پیداوار یہ کھائیں اور اپنے جانوروں کو چرائیں۔ ان کے لئے اس بات پر خدا کا عہد اور اُس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں ۔

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ابن اسحاق کہتے ہیں نبی کریمؐ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ ایک مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ میں بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب عنسی نے صنعاء یمن میں ۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز رسول اقدسؐ سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپؐ نے فرمایا :۔

"اے لوگو! میں نے شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اُس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ بُرے معلوم ہوتے ہیں میں نے اُن پر پھونک ماری وہ اُڑ گئے۔ پس میں نے اُس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دُوسرا یمامہ والا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک اُن میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا ۔

عمال اور امراء کا تقرر ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک شہر مفتوحۂ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجر بن اُمیہ بن مغیرہ کو شہر صنعاء یمن میں بھیجا اور اسود عنسی نے ان پر خروج کیا اور زیاد بن لبید بیاضی انصاری کو شہر حضرموت کے صدقات کی تحصیل کے لئے روانہ کیا اور عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل

کے لئے دو شخص روانہ کئے۔ ایک طرف زبرقان بن بدر اور دوسری طرف قیس بن عاصم۔ اور علاء بن حضرمی کو رسول کریم بحرین میں بھیج چکے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکواۃ اور جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔

مسیلمہ کذاب کا خط

مسیلمہ نے اس مضمون کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ "یہ نامہ ہے مسیلمہ رسولِ خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو! سَلامٌ عَلَیکَ اما بعد! میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ لہٰذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔"

یہ خط لے کر مسیلمہ کے دو قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یعنی مسیلمہ نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کراتا۔ پھر مسیلمہ کو یہ جواب لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

"یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔"

یہ واقعہ سنہ ۱۰ھ کے آخر کا ہے۔

باب ۱۵۴

حجۃ الوداع

حج کی تیاری ابن اسحاق کہتے ہیں جب ذیقعد کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیسویں ذی قعدہ کو حج کے لئے سفر کیا اور مدینہ میں ابودجانہ ساعدی اور بقول بعض سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہؓ اور مناسکِ حج حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب مقام سَرِف میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھے اور یہیں مجھ کو ایام آ گئے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی اور آپ نے کہا اے عائشہؓ! کیا ہوا؟ تم کو ایام آ گئے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرماتی ہیں اُس وقت میں یہ کہہ رہی تھی کہ کاش اس سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ آتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب نے احرام کھول دیئے اور نبی پاکؐ کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔

پھر جب قربانی کا دن ہوا تو گائے کا بہت سا گوشت میرے گھر میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی تو رسول اللہؐ نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس عمرہ کے بدلہ میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب کہتی ہیں نبی کریمؐ نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے احرام کھولنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! احرام کھولنے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ فرمایا میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا ہوں اُن کو ذبح کر کے احرام کھولوں گا۔

حضرت علیؓ کی یمن سے واپسی

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت علیؓ مکہ میں آملے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اُن کو دیکھا تو اُنھوں نے احرام کھول دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اے رسولِ خدا کی صاحبزادی تم نے ابھی سے احرام کھول دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ہاں آنحضرتؐ نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا۔ ہم نے عمرہ کرکے احرام کھول دیا پھر حضرت علیؓ حضورؐ کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو رسول پاکؐ نے فرمایا تم جاکر طواف کرو اور جیسے اور لوگوں نے احرام کھول دیا ہے تم بھی کھول دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھتا ہوں جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے، حضرت علیؓ نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی میں اُن کو شریک کیا اور یہ اُسی احرام کے ساتھ رہے اور آنحضرتؐ کے ساتھ احرام کھولا۔ اور رسول اللہ نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

حضرت علیؓ کے خلاف شکایت

یزید بن رکانہ کہتے ہیں جب حضرت علیؓ رسول اللہ سے ملنے کے لئے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اُس پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس شخص نے توشہ خانہ میں سے ایک ایک نفیس نفیس کپڑا نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لیا جائے۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت علیؓ ملنے کے لئے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اُس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس لئے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر توشہ میں آپؐ کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر۔ چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس برتاؤ کی شکایت کی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! علیؓ کی شکایت تم نہ کرو۔ علیؓ خدا کے معاملے میں بہت مضبوط ہے اُس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں کو مناسک حج یعنی حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے۔ پھر آپ نے ایک طویل خطبہ پڑھا اور بہت سے احکامات اُمت کے لئے بیان فرمائے۔ چنانچہ حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

"اے لوگو! میری بات غور سے سنو شاید آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں ایک کے دوسرے پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا ملو اسی طرح جیسے اس دن کی حرمت ہے اور اس مہینے کی حرمت ہے۔

اور بے شک تم اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کر دے اور کوئی شخص اپنے قرضدار سے بجز راس المال کے سُود نہ لے کیونکہ سُود خارج کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا سُود بھی خارج اور جس قدر خون زمانۂ جاہلیت کے تھے سب ختم ہیں اور سب سے پہلے جو خون زمانۂ جاہلیت کا میں ختم کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا ہے جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا کرتا ہوں۔

اور اے لوگو! اس تمہارے مُلک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہوگیا ہے یعنی مُلکِ عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہوگیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت لازم ہے۔

اے لوگو! نسئی کی بدعت جو کفار نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام مہینوں کو حلال مہینوں کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے بارہ مہینے رکھے ہیں جن میں سے چار حرام ہیں۔ تین پے در پے یعنی ذی قعد ذی الحج اور محرم اور ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

اور اے لوگو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارا فرش کسی بھی ایسے شخص کے لئے نہ لگائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور کوئی فحش بات ظاہراً نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ

نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اُن کو اپنے سے جدا سلاؤ اور اس طرح مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو پھر اگر وہ اُن باتوں سے باز آجائیں تو اُن کا کھانا کپڑا حسب حیثیت تمہارے ذمہ ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور تم نے اُن کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ اُن کو حلال کیا ہے پس اے لوگو! میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اُس کو تم مضبوط پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

اے لوگو! میری اِن باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اُس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیئے سب حاضرین نے عرض کیا ہاں بے شک آپؐ نے احکاماتِ الٰہی ہم کو پہنچا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا۔"

دیگر روایات ابن اسحاق کہتے ہیں مقام عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن اُمیہ بن خلف آپؐ کے پاس کھڑے تھے آپؐ اُن سے فرما رہے تھے کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو! رسولِ خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے، لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کر دیئے ہیں۔ جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو اس مہینے کی حرمت کی طرح۔ پھر آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ ربیعہؓ لوگوں میں آواز دیتے۔ لوگ کہتے یہ شہر بلد الحرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہؓ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ اس شہر کی حرمت کی طرح۔ پھر رسولِ کریمؐ ربیعہؓ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! رسول اللہ فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو اِس دن کی حرمت کی طرح۔

عمرو بن خارجہ کی روایت

عمرو بن خارجہ کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اُسید نے کسی ضرورت کے لئے آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں جب آنحضرتؐ کے پاس آیا تو آپ مقام عرفات میں سانڈنی پر سوار کھڑے تھے۔ میں عتاب کا پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی سانڈنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اُس کی مہار میرے سر کے اُوپر تھی۔ پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اُس کا حق پہنچا دیا لہٰذا وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور جو شخص بلا کر کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے گا اُس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالےٰ اُس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے۔ فرمایا یہ سارا پہاڑ موقف ہے اور پھر مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقف ہے۔ پھر منیٰ میں قربانی کر کے فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے۔ کنکریوں کا مارنا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز یا ناجائز ہیں سب بتائیں۔ اسی سبب سے اس حج کو حجۃ البلاغ کہتے ہیں اور حجۃ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ آنحضورؐ نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

لشکر اُسامہؓ بن زید

ابن اسحاق کہتے ہیں اس حج سے واپس آکر رسول کریمؐ ذی الحج کا باقی مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اُسامہ بن زید کو اُس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقار کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اوّلین کثرت سے تھے۔

حکمرانوں کی طرف ایلچی

ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرتؐ نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہنچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آکر ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اُوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا

فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اُسی بات کی طرف بُلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے لئے۔ پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے مُلکوں میں بھیجا تھا وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور دراز مُلکوں میں بھیجا تھا وہ سُست ہو گئے۔ اور وہاں جانا اُن کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اِن لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ اللہ تعالےٰ نے اِن کی زبانیں اُس مُلک کی کر دیں جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا۔ اور اُسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

رسول اللہ کے قاصد

راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مکتوب لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے اور اُن کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہِ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقش بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جلندی کے دونوں بیٹوں جیفر اور عیاذ کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں قوم ازد سے عمان کے بادشاہ تھے اور سلیط بن عمرو عامری کو یمامہ کے بادشاہوں ثمامہ بن اثال اور ہوذہ بن علی کے پاس بھیجا اور علاء بن حضرمی کو بادشاہِ بحرین منذر بن ساوی عبدی کے پاس روانہ فرمایا اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف اور مہاجر بن اُمیہ مخزومی کو حرث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی حبیب مصری نے بیان کیا کہ اُن کو ایک کتاب ملی جس میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بادشاہوں کی طرف ایلچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جس طرح کہ اُوپر لکھا گیا ہے سب اُس کتاب میں مندرج تھا۔

یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ اُنھوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں

تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور ان حواریوں کے ساتھ اُن کے متبعین بھی تھے۔ چنانچہ پطرس حواری کو جس کے ساتھ پولس بھی تھا ملک رُومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ پولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ متبعین میں سے تھا۔

اور متی حواری کو اُس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں۔

اور توماس کو ملک بابل کی طرف بھیجا۔

اور فیلبس کو افریقہ کے شہر قرطاجنہ

اور یحنس کو افسوس کی طرف جو اصحاب کہف کا شہر ہے روانہ کیا۔

اور یعقوبیس کو اروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے روانہ کیا۔

اور ابن ثلمائی کو ملک حجاز میں بھیجا۔

اور سیمن کو بربریہ میں

اور یہودا کو یہ حواریوں میں سے نہ تھا یودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

باب ۱۴۶

غزوات و سرایا (۱)

غزوات کا اجمالی ذکر

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود ستائیس[۲۷] غزوات میں تشریف لے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ سب سے پہلے غزوۂ ابواء۔ پھر غزوۂ بواط مقام رضوی کی طرف۔ پھر غزوۂ عشیرہ شہر ینبوع کی طرف۔ پھر غزوۂ بدر اولیٰ کرز بن جابر کی تلاش میں۔ پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں اللہ تعالیٰ نے سرداران قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوۂ بنی سلیم جس میں آپؐ مقام کدر تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ سویق ابوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوۂ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحران خاص حجاز میں۔ پھر غزوۂ اُحد۔ پھر غزوۂ حمراء الاسد۔ پھر غزوۂ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقام نخل میں۔ پھر غزوۂ بدر الآخرت۔ پھر غزوہ دومتہ الجندل۔ پھر غزوۂ خندق۔ پھر غزوۂ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحیان ہذیل سے۔ پھر غزوۂ ذی قرد۔ پھر غزوۂ بنی مصطلق خزاعہ سے۔ پھر غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا اور مشرکوں نے آپؐ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوۂ خیبر پھر عمرۃ القضاء پھر غزوۂ فتح مکہ۔ پھر غزوۂ حنین۔ پھر غزوۂ طائف۔ پھر غزوۂ تبوک۔

ان سب غزووں میں سے کل نو[۹] غزوات میں جنگ ہوئی۔ بدر[۱]۔ اُحد[۲]۔ خندق[۳]۔ قریظہ[۴]۔ مصطلق[۵]۔ خیبر[۶]۔ فتح[۷]۔ حنین[۸] اور طائف[۹] میں۔

سرایا کا اجمالی ذکر

سب چھوٹے اور بڑے اڑتیس لشکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمائے جن کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ عبیدہ بن حرث کا لشکر ثنیہ ذی المروہ کی طرف۔

۲۔ اور حضرت حمزہؓ کا لشکر ساحل بحر کی طرف۔ اور بعض لوگ حضرت حمزہؓ کے لشکر کی روانگی عبیدہؓ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔

۳۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقام خرار میں۔

۴۔ اور عبداللہ بن جحش کا غزوہ نخلہ میں۔
۵۔ اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قردہ میں۔
۶۔ اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے۔
۷۔ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجیع میں۔
۸۔ اور منذر بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔
۹۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔
۱۰۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔
۱۱۔ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا غزوہ یمن میں۔
۱۲۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے۔

غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل

جندب بن مکیث جُہنی کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اُن پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے تو حرث بن مالک یعنی ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اُس نے کہا میں تو اسلام قبول کرکے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا۔ ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور رسول کریمؐ کے پاس جا رہے ہو تو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اس کی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالے کیا اور اُس کو تاکید کر دی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اُتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے۔ اور ہم جنگل کے ایک کنارے میں اُترے ہوئے تھے۔

جندب بن مکیث کا واقعہ

جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے لئے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اُس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے جو پہلے کسی وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تُو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے۔ اس

نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا میں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے۔ اس نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے۔ عورت نے اس کو دیئے اور اس نے ایک تیر میرے پہلو پہ مارا۔ میں نے اس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اس کو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا۔ میرے دو تیر اس کے لگے اور اس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لینا۔ پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد جندب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا۔ یہ چین سے سوتے رہے۔ جب سحر کا وقت ہوا تو ہم نے اُن پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے ان کے تمام مال و اسباب لے کر ہم روانہ ہوئے۔

پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔ جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے اُن کے درمیان ایک جنگل تھا ہم اُس کے پرلے کنارہ پر تھے اور یہ درلے کنارہ پر پہنچے تھے کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک رَو آئی کہ وہ لوگ اُسے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر اُن کی مجبوری اور پریشانی کا تماشہ دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے اُن کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہانکا یا اور بہت جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بے چارے وہیں اُس کے کنارہ پر کھڑے رہ گئے اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعار رات کے وقت اَمِتْ اَمِتْ تھا۔

دیگر سرایا

۱۳۔ حضرت علیؓ بنی عبداللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔

۱۴۔ اور ابو عوجا سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

۱۵۔ اور عکاشہ بن محصن نے غمرہ پر جہاد کیا۔

۱۶۔ اور ابو سلمہ بن عبدالاسد نے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہاں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔

۱۷۔ اور محمد بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطاء میں ہوازن سے جنگ کی۔

۱۸۔ اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا۔

۱۹۔ اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا۔

۲۰۔ اور زیدؓ بن حارثہ نے مقام جموم میں بنی سلیم کا ملک سے جہاد کیا۔

۲۱۔ اور زیدؓ بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

حضرت زیدؓ کے غزوۂ جذام کی تفصیل

ابن اسحاق کہتے ہیں جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ بن زید جذامی حبیب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط بھی لائے تھے جس میں رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ملکِ شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گزرے۔ اور دحیہ قیصر روم کے پاس رسولِ کریمؐ کا نامہ لے کر گئے تھے اور کچھ مالِ تجارت بھی اُن کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے تو ایک وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا ٹھہرے۔ ہُنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہُنید نے ان کا مال لُوٹ لیا اور یہ لوگ بنی ضلیع میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ خبر بنی خنیب یعنی رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی۔ یہ ہُنید اور اُس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرہ بن اشقر ضفاوی ثم العلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جعال کے مارا اور جب یہ تیر اُن کے گھٹنے میں لگا تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبنی کی طرف سے لے۔ لبنیٰ نعمان کی ماں کا نام تھا اور حسان بن ملہ خنیبی دحیہ کے صحبت یافتہ تھے اور دحیہ نے ان کو سورت فاتحہ سکھائی تھی۔ غرضیکہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے دحیہ کلبی کا سارا مال اِن سے لے کر دحیہ کے حوالہ کیا اور دحیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور ہُنید اور اُس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی۔ رسول مقبولؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

باہمی تصفیہ

جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلامان اور سعد بن ہذیم کے لوگ جب رفاعہ بن زید جذام کے پاس حضورؐ کا مکتوب گرامی لے کر گئے تو یہ سب مقام حرہ رجلاء میں آکر آباد ہو گئے تھے اور رفاع بن زید کراع ربۃ میں تھے۔ زید کے لشکر کی اُن کو بالکل خبر نہ تھی اور بنی خنیب کے چند لوگ اُن کے ساتھ تھے اور باقی وادی مدان میں تھے۔ حرہ کے شرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آکر مقام ماقعش میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہُنید اور اُس کے بیٹے اور بنی اضنف کے دو آدمی اور دو بنی خنیب

کے آدمی قتل کر کے تمام مال و اسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے۔ جب یہ واقعہ بنی ضلیب نے سُنا تو یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو فیفاء مدان میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا روانہ ہوئے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔

حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رعال پر سوار تھا اور عمر زید بن عمرو شمر نامی گھوڑے پر سوار تھا۔ پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے تو ابو زید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے۔ انیف بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ انیف بن ملہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور شوخی کرنی شروع کر دی اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیف اُن کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے کہا کہ خیر تم آئے ہو تو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ رائج تھا جس کو یہی لوگ سمجھتے تھے۔ یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بُورِی۔ جب یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے تو لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے۔ حسان نے اُن لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں اور لشکر سے جو پہلا شخص اُن کی طرف آیا وہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بُورِی۔ حسان نے کہا۔ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا۔ پھر جب یہ لوگ زیدؓ بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ زیدؓ نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھو۔ حسان نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سُنائی۔

زیدؓ بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور اُن کی جو جو چیزیں مسلمانوں کے پاس ہیں وہ ان کو ہی واپس دے دو۔

دوبارہ چپقلش

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی وبر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی۔ زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یہ سُن کر اُم فراز ضلعیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی خصیب میں سے ایک شخص نے لم فراز کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی ضلیب ہیں۔ ان کی

جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اُسی جادو بیانی سے اِنھوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکری نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی۔ زید نے اُس عورت یعنی حسّان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ یہیں اور عورتوں میں جو تمہارے کُنبہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اُس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اُترنے کی ممانعت کردی۔

رفاعہ بن زید کی بارگاہِ رسالت میں حاضری

یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور ستّو پی کر راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں :-

ابو زید بن عمرو اور ابو شماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور بعجہ بن زید اور برذع بن عدی اور انیف بن ملہ اور حسّان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے تو صبح کا وقت تھا اور رفاعہ حرّہ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ حسّان نے جاتے ہی رفاعہ سے کہا کہ تم تو یہاں بیٹھے ہُوئے بکریوں کا دُودھ دوھ رہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکیں۔ تم جو خط لائے تھے اُن کو اُس نے دھوکہ میں رکھا۔ رفاعہ نے اس بات کے سُنتے ہی فوراً اپنا اونٹ منگوایا اور اُس پر سوار ہُوئے۔ اور یہ لوگ بھی اُمیہ بن ضفارہ کو جو اُس مقتول خصیبی کا بھائی تھا جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا ساتھ لے کر رفاعہ کے ساتھ روانہ ہُوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے۔

جب مدینہ کے اندر داخل ہُوئے تو ایک شخص نے اِن سے کہا کہ تم اپنے اُونٹوں پر سے نیچے اُترآؤ ورنہ اِن اُونٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ یہ لوگ اُونٹوں سے اُتر کر مسجد میں داخل ہُوئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب اِن لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آجاؤ۔ پھر جب رفاعہ نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا۔ تب رفاعہ بن زید نے کہا کہ خدا اُس شخص پر رحم کرے جو اِس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ خط جو رسول اکرمؐ نے ان کو دیا تھا آپؐ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ آپؐ کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی آنحضرتؐ نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے اِس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اُس نے پڑھا اور آنحضرتؐ

نے سُنا تو رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔
رسول اکرمؐ نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے اُن کے بارے میں مَیں کیا کروں؟ رفاعہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ خوب واقف ہیں کہ ہم نہ آپؐ پر کسی حلال چیز کو حرام کرانا چاہتے
ہیں نہ حرام کو حلال کرانا چاہتے ہیں۔

ابو یزید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے قتل ہو گئے وہ میرے اس
پَیر کے نیچے ہیں۔ یعنی ہم اُن کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہی ہمارے حوالہ
کر دیئے جائیں۔

رسولؐ اللہ کا فیصلہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علیؓ!
تم اِن کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو اور ان کا مال بھی دِلا دو۔
حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم یہ
میری تلوار لے جاؤ۔ پھر حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس سواری بھی نہیں ہے،
تب آپؐ نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام مکحال تھا سوار کر کے روانہ کیا۔ جب
یہ لوگ مدینہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک
اونٹ پر جس کا نام شمر تھا سوار ہو کر آ رہا ہے۔ اِن لوگوں نے اُس ایلچی کو اونٹ پر سے
اُتار کر اونٹ اُس سے لے لیا۔ اُس نے کہا اے علیؓ یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ان
کا مال ہے۔ انہوں نے پہچان کر لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیفاء الفلتین
میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علیؓ نے مع قیدیوں کے ان کو دلوا دیا۔ چنانچہ اگر کسی
نے کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اُس کپڑے تک کو بھی کھلوا کر
دے دیا۔

باب ۱۷

غزوات وسرایا (۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں اب میں پھر غزوات کی تفصیل کی طرف لوٹتا ہوں ۔

حضرت زیدؓ کے جہادِ عراق کی تفصیل

یہ جہاد زیدؓ بن حارثہ نے عراق کے راستہ میں مقام طلی القریٰ پر بنی فزارہ سے کیا ۔ پہلے اس غزوہ میں زیدؓ بن حارثہ کو شکست ہوئی ۔ یہ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے بہت سے ساتھی مارے گئے جن میں ایک ورد بن عمرو بن ملاش ہذلی بھی تھے ۔ بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انھوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا ۔

چنانچہ جب اُن کے زخم اچھے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اُن کو لشکر دے کر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزارہ کو خوب قتل وغارت کیا ۔ قیس بن مسحر یعمری نے مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی ۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور اس کی ایک بیٹی تھی ۔ زیدؓ بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو ام قرفہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے اس کو قتل کر دیا ۔

پھر زید بن حارثہ ام قرفہ کی بیٹی کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی ۔ کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا ۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرفہ کی بیٹی کے لئے آپ سے درخواست کی جو آپ نے منظور فرمالی ۔ سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا ۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوا ۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرفہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی تھی کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرفہ کی سی عزت نصیب ہو ۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ[۲۳]

عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسیر بن رزام کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ یسیر بن رزام نے خیبر میں آنحضرتؐ کی جنگ کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ جب یہ صحابہ یسیر بن رزام کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ تو آپؐ کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا۔ ہم آنحضرتؐ سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلوا دیں گے اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا۔ عبداللہ بن انیس نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ چند یہودیوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے پچھتایا۔ عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار ہی دی جس سے ان کے سر میں خفیف زخم آیا۔

پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اس کے ماری کہ اس کا پیر کٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے ان کے زخم پر لعاب مبارک لگا دیا جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

غزوہ ابن عتیک[۲۵]

اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے خیبر پر کیا۔

غزوہ عبداللہ بن انیس[۲۶]

خالد بن سفیان مقام نخلہ یا عرنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن نبیح ہذلی میرے مقابلہ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلہ میں یا عرنہ میں ہے تم جا کر اس کو قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کچھ علامات بیان فرمائیے تاکہ میں اس کو پہچان لوں۔ آپؐ نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں قشعریرہ[۱] پاؤ گے۔

---

[۱] جھرجھری یا کپکپی یا لرزش یا رعشہ ۱۲

عبداللہ بن اُنیس کہتے ہیں مَیں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالدؔ کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے لئے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قشعریرۃ کی آپؐ نے فرمائی تھی وہ مَیں نے اُس میں دیکھی۔ چنانچہ مَیں اُس کی طرف متوجہ ہُوا اور مَیں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور میری عصر کی نماز فوت ہو جائے اس لئے مَیں اُس کی طرف چلتا جاتا تھا اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا جاتا تھا۔

جب مَیں اُس کے قریب پہنچا تو اُس نے کہا کون ہے؟ مَیں نے کہا مَیں ایک عرب ہوں۔ تمہارے پاس اس خبر کو سُن کر آیا ہوں کہ تم اِن شخص کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو۔ خالد نے کہا ہاں مَیں اسی کوشش میں ہوں۔

عبداللہ کہتے ہیں مَیں تھوڑی دور اُس کے ساتھ چلا اور جب موقع ملا تو اُسے حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اور وہاں سے روانہ ہُوا۔ اُس کی عورتیں اُس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ مَیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کامیاب آئے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مَیں اُس کو قتل کر آیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر آپؐ مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا مَیں اُس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے؟ مَیں نے کہا رسول کریمؐ نے عنایت کیا ہے اور فرمایا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا۔ لوگوں نے کہا تم جا کر آپؐ سے پوچھو کہ حضورؐ! یہ عصا کس کام کے لئے ہے۔ مَیں گیا اور مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عصا کس کام کا ہے؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی۔

راوی کہتا ہے عبداللہ بن اُنیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا تو وہ عصا اُن کے ساتھ دفن کیا گیا۔

مزید سرایا کا ذکر

ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہو گئے۔

اور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاح کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور اِن کے سب ساتھی شہید ہو گئے۔

اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی شاخ تھے روانہ فرمایا۔

عیینہ بن حصن کے جہاد کی تفصیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ فرمایا۔ عیینہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہؓ نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آج ہی عیینہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ اُن میں سے ایک قیدی ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔

جب عیینہ ان قیدیوں کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بنی تمیم کے سردار لوگ بھی اُن کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے آئے۔ بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں:

ربیعہ بن رفیع اور سبرہ بن عمرو اور قعقاع بن معبد اور وردان بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ آپ نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے: عبداللہ بن وہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔

اور قیدیوں میں عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں:-

اسماء بنت مالک اور کاس بنت اری اور نجوہ بنت نہد اور جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر۔

عدی بن جندب بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبداللہ کے غزوہ کی تفصیل

ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبداللہ کلبی لشکر لے کر بنی مرہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے مل کر مرداس بن نہیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہنیہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہؓ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرداس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اُس پر بلند کیں۔ اُس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللہ۔ لیکن اُس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اُس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے

بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے اسامہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے والے کو تم نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ اسامہ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکرر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بعد بھی قتل نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا آپ کے بعد بھی قتل نہ کروں گا۔

عمرو بن عاص کا غزوۂ ذات السلاسل پر جانا

عمرو بن عاص کو رسول کریم ﷺ نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے لئے جمع کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی۔ اس سبب سے آنحضرت نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کے مانوس اور مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب عمروؓ بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے تو عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا اور آپ سے امداد طلب کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہؓ بن جراح اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اختلاف نہ کرنا۔

جب ابو عبیدہ عمروؓ بن عاص کے پاس پہنچے تو عمروؓ بن عاص نے کہا میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہؓ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں۔ اور ابو عبیدہؓ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ چنانچہ عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع طائی کی روایت

رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمیرہ کرتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی تھا اور میرا نام پہلے سرجس تھا۔ میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں

پانی بھر کر ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور اُن انڈوں کو نکال کر اُن میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہُوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اُس کی صحبت میں رہنا چاہیئے۔ چنانچہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اِن کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابوبکرؓ کے پاس فدک کا ایک کمبل تھا جب ہم منزل پر اُترتے تھے تو ابوبکرؓ اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اُس کو اوڑھ لیتے تھے۔

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابوبکرؓ کی خلافت میں مرتد ہوئے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کمبل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

حضرت ابوبکرؓ کی نصیحت رافع بن عمیرہ کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں رہنا اس لئے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپؓ سے کچھ نفع پہنچائے۔ لہٰذا آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابوبکرؓ نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اُس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابوبکرؓ میں اُمید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شرک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاءاللہ ترک نہ کروں گا اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاءاللہ کبھی قضاء نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا۔ اور جنابت سے غسل بھی کروں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں۔ سُنو! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے جہاد کیا اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے۔ پس وہ خدا کی پناہ اور اُس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ لہٰذا تجھ کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو شکستہ نہ کر دے اور جب سردار ہوگا تو ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے

غصّہ اور ناراضگی کا باعث ہو گا۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں پھر میں ابو بکرؓ سے جُدا ہو گیا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہُوئے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابو بکرؓ! تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں کا بھی سردار بننے سے منع کیا تھا۔ اب تم خود کیوں سردار بنے۔ ابو بکرؓ نے کہا ہاں! میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول کریمؐ کی اُمّت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہُوا۔

عوف بن مالک کی روایت

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں نبی اکرمؐ نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھا۔ میرا ایک قوم کے پاس سے گذر ہُوا جنہوں نے اُونٹوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا۔ میں نے اُن لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے حصّہ دو تو میں بنا دوں۔

اُنھوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر اُن کے حوالہ کیا۔ اُنھوں نے میرا حصّہ مجھ کو دیا۔ اُس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا اور اُن کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابو بکرؓ اور عمرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف! یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے؟ میں نے اُن سے سارا واقعہ بیان کیا۔ اُنھوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اُٹھ کر قے کرنے لگے۔

جب ہم اس سفر سے واپس ہُوئے تو سب سے پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہُوئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں؟ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اُونٹوں والے؟ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

باب ۱۹۸

غزوات و سرایا (۳)

غزوۂ ابی حدرد ابن اسحاق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔
عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ حرث بن ربعی اور معلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے بطن اضم کی طرف روانہ کیا۔ جب ہم لوگ بطن اضم میں پہنچے تو عامر بن اضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور دودھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا۔ اس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ تو رک گئے مگر محلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اس کو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اس کا لے لیا۔ پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا تو یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ؕ آخر آیت تک

اقرع ابن حابس اور عیینہ بن حصن راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ایک درخت کے سایہ میں دونوں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ عیینہ بن حصن عامر بن اضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور اقرع بن حابس محلم بن جثامہ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عیینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا اس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی خدا کی قسم جب تک اس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اس کو نہ چھوڑوں گا۔ رسول اقدس یہ فرما رہے تھے کہ تم پچاس اونٹ خونبہا کے اب لے لو اور پچاس ہم

مدینہ میں چل کردیں گے۔ عُیینہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام مکیتر تھا کھڑا ہُوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اُس کو کوئی پتھر مارے تو پچھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خونبہا ہی ملے گا پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دیں گے۔ آخر عیینہ وغیرہ نے خونبہا قبول کر لیا۔

رسول اللہ کی بددُعا راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا مدعا علیہ کہاں ہے؟ اس کو لاؤ۔ رسول اکرمؐ سے اُس کے لئے دعائے مغفرت کرائیں۔ چنانچہ ایک دراز قد گندم گوں شخص ایک حُلّہ پہنے ہُوئے کھڑا ہُوا۔ یہ حُلّہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے لئے پہنا تھا۔ پھر یہ شخص رسول کریمؐ کے سامنے جاکر بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا محلم بن جثامہ۔

راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس اُمید میں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ مگر آنحضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دُعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما۔ تین بار یہی فرمایا۔ راوی کہتا ہے محلم رسول اکرمؐ کی اس بددُعا کو سُن کر اپنی چادر سے آنسو پونچھتا ہُوا اُٹھا۔

بددُعا کا اثر حسن بصریؒ کہتے ہیں جب محلم حضورؐ کے سامنے جاکر بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا میں نے تو اُس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تُو نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آپؐ نے اُس کے لئے بددُعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔

حسن کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اُوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اُس کو ڈھک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عبرت دکھلائی ہے جس کو اس نے تم پر حرام کیا ہے۔

عامر بن الاضبط کی دیت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قیس کے گروہ جب ایک مقتول کے بارے میں آنحضرتؐ فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو۔ کیا تم اس بات سے بے خوف و خطر ہو کہ آپ ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور آپ کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور رسول اللہ کا تم پر غضب ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی غضب ہو۔ تم اس مقدمہ کو رسول اکرمؐ کی رائے پر چھوڑ دو جس طرح آپ چاہیں فیصلہ فرمائیں ورنہ میں پچاس آدمی بنی تمیم کے لاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا آدمی یعنی عامر بن ضبط شرک کی حالت میں محلم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔ کبھی اس نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو گا تب عُیینہ بن حصن نے خون بہا لینا قبول کیا۔

غزوہ ابی حدرد اور رفاعہ بن قیس کا قتل

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں سے ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اُس کے مہر کے مقرر مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے ادائے مہر میں کچھ امداد طلب کروں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کس قدر مہر ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا واللہ میرے پاس نہیں ہیں ورنہ میں دیدیتا۔

کہتے ہیں پھر چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم میں سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آ کر اترا۔ یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو رسول مقبولؐ کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اُس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آ کر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے لئے آنحضرتؐ نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اُس پر سوار ہوا تو اُس سے اُٹھا نہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اُٹھایا۔

ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ اور میں اِدھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری تکبیر کی آواز سنو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا۔ پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی

سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اُونٹوں کو لے کر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ میں اُس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم جاتے ہیں۔ اُس نے کہا نہیں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اُس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں رہو میں تنہا ہی جاؤں گا اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہُوا۔

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میرے تیر کی زد میں آیا تو میں نے ایک ایسا تیر اُس کے مارا کہ اُس کے دل کے پار ہو گیا اور وہ گرا میں نے اُس کو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی۔ فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور پھر اُس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہُوئے حملہ کیا۔ چنانچہ خدا کی قسم وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو لے جا سکا لے کر بھاگ گیا اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مالِ غنیمت کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور رفاعہ کا سر بھی میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اُس مال میں سے تیرہ اُونٹ مجھ کو مہر ادا کرنے کے لئے دیئے میں اُن کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

رسولؐ اللہ کے ارشادات

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سُنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عمامہ کا شملہ پُشت پر لٹکانے کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور ابنؓ مسعود اور معاذؓ بن جبل اور حذیفہؓ بن یمان اور ابوسعیدؓ خدری اور دسواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! مومنوں میں افضل کون شخص ہے؟ فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اُس نے عرض کیا ہوشیار اور عقلمند کون ہے؟ فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اُس کے لئے تیاری کرنے والا اُس کے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو گیا۔ پھر رسول کریمؐ ہماری طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین! پانچ باتیں ایسی ہیں کہ میں اللہ تعالٰے سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں۔

"جس قوم نے اعلانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے اُن میں طاعون اور ایسے درد

اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جو اُن کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر بارانِ رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے "

اور جو لوگ خدا و رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا اُن پر اُن کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو اُن کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکم خدا کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اللہ تعالےٰ اُن کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے "

غزوہ عبدالرحمٰن بن عوف

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا چنانچہ صبح کو عبدالرحمٰن بن عوف ایک سیاہ عمامہ باندھ کر رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے اِن کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار انگل یا اسی کے قریب قریب پُشت پر چھوڑا اور فرمایا اے عبدالرحمٰن اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے۔

پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ حضرت بلالؓ نشان لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمٰن سے فرمایا۔ اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور کفار کو قتل کرو اور خیانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مُثلہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کا عہد اور اُس کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبدالرحمانؓ نے نشان کو لیا اور پھر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوگئے۔

غزوہ ابو عبیدہ بن جراح

آنحضرتؐ نے ایک چھوٹے لشکر پر ابو عبیدہؓ بن جراح کو سردار مقرر کر کے سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا اور کچھ کھجوریں بھی گزارہ کے لئے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی رہ گئیں تو ابو عبیدہؓ اُن کو گن گن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوتی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی۔ پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوگئے تو اللہ تعالےٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اُس کا گوشت خوب کھایا اور خوب

اُس کی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیرِ لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو۔ پھر ایک قوی ہیکل اُونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اُس کے نیچے سے گزرنے کا حکم دیا پس وہ پسلی اُس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم آپؐ کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا وہ رزق اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کیا تھا۔

جلیسِ عمرو بن اُمیّہ

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکّہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ میں سے خبیب بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کے بعد رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکّہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکّہ میں پہنچے تو اپنے اُونٹ کو انھوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا اور خود رات کے وقت مکّہ میں داخل ہُوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھ لیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آبیٹھتے ہیں۔ اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔

پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکّہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن اُمیّہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شرارت کے لئے آئے ہو۔

عمرو کہتے ہیں۔ مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈنے آئے۔ چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اُوپر پہنچ گئے قریش ہماری تلاش میں نا امید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گزاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے۔

قریشی کا قتل

جب صبح ہُوئی تو مَیں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہُوئے چلا جا رہا ہے۔ مَیں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کر دو۔

پس مَیں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے لئے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ میں مارا۔ اُس نے ایک چیخ ماری جو تمام اہلِ مکّہ نے سُنی اور وہ دوڑ کر اُس کے پاس آئے۔ اس ہی کچھ

رمق باقی تھی۔ پوچھنے لگے تم کو کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا عمرو بن اُمیّہ نے۔ پھر اسی وقت یہ مر گیا اور ہمارا نشان اس کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اُٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہُوئے۔ پس ہم اُن لوگوں کے پاس سے گذرے جو خبیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے اور اُن میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن اُمیّہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے۔ اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو مَیں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اُس کے قریب پہنچا تو اُس کو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا۔ یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے۔ میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا۔ اور یہ لوگ اُس کے نکالنے سے عاجز ہوئے۔ پھر مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اُونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ۔ مَیں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔

بنو بکر کے آدمی کا قتل

چنانچہ وہ تو مدینہ کو روانہ ہُوئے اور مَیں مقام ضجنان میں آکر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہُوا۔ میرے بعد بنی دیل میں سے ایک یک چشم شخص اُس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ مَیں نے کہا بنی بکر سے۔ پھر مَیں نے اُس سے پُوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ اُس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ مَیں نے کہا مرحبا۔ خوب ہُوا جو آپ تشریف لائے۔ وہ شخص اُس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا ؎

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَادُمْتُ حَيًّا   وَلَا اُدِيْنُ بِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

"جب تک مَیں زندہ ہوں گا کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا"

عمرو بن اُمیّہ کہتے ہیں مَیں نے اُس کا یہ شعر سُن کر کہا کہ دیکھو ابھی مَیں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں۔ اور جب وہ سو گیا مَیں نے اپنی کمان کا سرا اُس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچا اور مَیں وہاں سے بھاگ کر جب نقیع کے میدان میں پہنچا تو دو شخص مجھ کو آتے ہُوئے ملے یہ دونوں قریش میں سے تھے اور قریش نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کے لئے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبریں لیکر آرہے تھے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ اُنھوں نے انکار کیا۔ مَیں نے اُن میں سے ایک شخص کو تیر سے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا اور مدینہ میں لاکر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

باب ۱۴۹

غزوات وسرایا (۴)

غزوۂ زیدؓ بن حارثہ
حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں حضرت علیؓ کے آزاد غلام ضمیرہ اور اُن کے بھائی بھی تھے۔ اس لشکر نے جا کر اہل امینا کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مالِ غنیمت اُن کے ہاتھ آیا اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے۔ پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جُدا جُدا فروخت کرنا شروع کیا۔ یہ قیدی روتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ جُدا جُدا فروخت نہ کرو۔ یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرو بلکہ ماں اور بچے کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

غزوۂ سالمؓ بن عمیر
ابو عفک بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبیدہ میں سے تھا اور اُس کا نفاق اُس وقت ظاہر ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرث بن سوید بن صامت کو قتل کرایا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اسکی گوشمالی کرے۔ بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر اس مہم پر روانہ ہوئے اور ابو عفک کو قتل کر دیا۔

غزوۂ عمیرؓ بن عدی
عصماء بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی بیوی تھی جب اُس نے ابو عفک کے قتل ہونے کا حال سُنا تو یہ منافق ہو گئی۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے۔ عمیر بن عدی نے آنحضرتؐ کا یہ فرمان سُن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو آنحضرتؐ کے پاس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر عمیر اپنی قوم

بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد اُن دنوں بہت تھی۔ خاص اُس عورت کے پانچ بیٹے جوان تھے۔ عمیر نے کہا اے قوم! میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو وہ کر لو۔

راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اُسی دن سے اسلام ظاہر ہوا ورنہ بہت سے لوگ قوم کے خوف سے پوشیدہ مسلمان تھے۔ جب اُنہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا علانیہ مسلمان ہوئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہی کا لقب قاری بھی ہے۔ اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ بھی اس دن مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن اثال کا اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جا رہا تھا۔ راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا۔ اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے؟ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اِس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو اور رسول اقدسؐ نے اپنی اونٹنی کے لئے حکم دیا کہ اُس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے۔ ثمامہ کہتا اے محمدؐ! اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوا دوں۔ اسی طرح چند روز گزر گئے۔ آخر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور وضو کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور رسول پاکؐ کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ شام کو جب حسبِ دستور ان کا کھانا آیا تو اُنہوں نے اُس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتڑی میں کھانا کھایا اور شام کو مسلمان کی انتڑی میں۔ کافر سات آنتوں میں کھانا کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت

میں کھانا کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادے سے مکہ میں گئے اور وہاں جاکر انہوں نے لبیک کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جس نے مکہ میں داخل ہوکر لبیک کہی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے لے چلے۔ ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

ثمامہ رضؓ کا عمرہ راوی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے بُرے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں۔ پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے۔ اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ مَیں سب دینوں سے بہتر محمدؐ کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور واللہ! اے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں گے۔

چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہنچے تو اپنی قوم کو منع کر دیا کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا۔ اہلِ مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ تو صلۂ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ آنحضرتؐ نے ثمامہ کو لکھا کہ اہلِ مکہ کے ساتھ حسبِ دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

جیش علقمہؓ بن مجزز جب وقاص بن مجزز مدلجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجزز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو لشکر دے کر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ مَیں اُن سے بدلہ لوں۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا مَیں بھی اُس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اُس کے راستے ہی میں کسی جگہ ٹھہرے علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور مزاح کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہوگئی تب قوم یعنی ساتھیوں سے کہا کہ کیا مَیں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔ سب نے کہا ہاں بے شک ہے۔ علقمہ نے کہا بس تو مَیں تم سے

اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے تب علقمہ نے کہا میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ لوگ آپؐ کی خدمت میں گئے اور آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اُس کا حکم نہ مانا کرو۔

راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

سریا کرزؓ بن جابر بنی ثعلبہ کے غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک غلام یسار نامی آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اُونٹوں کے چرانے کے لئے چراگاہ میں بھیج دیا اور وہیں اُونٹوں کے گلے میں یہ غلام رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد قبیلہ بجیلہ کے چند لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب وہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہو گیا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اُونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ اور اُونٹوں کا دُودھ اور پیشاب پیو تو اچھے ہو جاؤ گے۔ یہ لوگ گلہ میں آگئے اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا۔ تب ایک روز انھوں نے آنحضرتؐ کے چرواہے یسار کو شہید کیا اور اُس کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور سب اُونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے۔ آپؐ کو جس وقت یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب آپؐ ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپؐ نے اِن لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرہ کے میدان میں ڈلوا دیا اور اِن کی آنکھیں پھوڑوا دیں۔

غزوۂ علیؓ بن ابی طالب حضرت علیؓ یمن کی مہم پر دو مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے روانہ کرنے کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علیؓ سے ملاقات ہو تو علیؓ تمہارے سردار ہیں۔

لشکر اُسامہؓ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقاء اور فرا روم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اُسامہؓ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اوّلین تھے اور یہ آنحضرتؐ کا آخری لشکر تھا جو آپؐ نے روانہ فرمایا۔

○

باب ۱۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

مرض کی ابتداء آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ علالت شروع ہوئی جس میں آپ نے جوارِ رحمتِ پروردگار کی طرف رحلت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں کے اہلِ قبور کے لئے دعائے مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ پر واپس تشریف لائے اور اسی رات کی صبح کو آپ کے درد شروع ہوا۔

بقیع میں دعائے مغفرت ابو مُوَیہِبَہ کہتے ہیں ایک شب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو مویہبہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہلِ بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ جب حضورؐ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا۔ السلام علیکم یا اہلَ المقابر! جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک رہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔ اندھیری رات کی طرح سے فتنے ان پر آنے والے ہیں۔ ان کا آخر اول کے پیچھے ہوگا اور آخر کا فتنہ اول کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو مویہبہ مجھ کو دُنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ پہلے دُنیا کے خزانوں اور دُنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا نہیں اے ابو مویہبہ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ اہلِ بقیع کے لئے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپؐ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت عائشہ رضؓ کے گھر میں علالت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں تو میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی وَارَاساہ یعنی ہائے سر کے درد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ! قسم ہے خدا کی بلکہ میں وَارَاسَاہ ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہؓ! اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے۔ میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں رکھیں گے۔ آنحضرتؐ میری اس بات سے ہنسے اور پھر آپ کے درد شروع ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک رات رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہؓ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے اُن سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔

ازواج مطہراتؓ کے اسماء مبارکہ

ابن ہشام کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوؐ ازواج مطہرات تھیں :۔

عائشہؓ بنت ابی بکرؓ۔ اور حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب اور اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب۔ اور اُم سلمہؓ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ اور سَودہ بنت زمعہ بن قیس۔ اور زینبؓ بنت جحش بن رباب۔ اور میمونہؓ بنت حرث بن حزن۔ اور جُوَیریہؓ بنت حرث بن ابی ضرار۔ اور صفیہؓ بنت حی بن اخطب۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن خواتین سے رشتہ ازواج قائم ہوا اُن کی تعداد تیرہؔ تھی۔ پہلی شادی آپؐ کی اُم المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی اور کلؔ اولاد آپؐ کی انہی سے ہے سوا ایک آپؐ کے صاحبزادے ابراہیمؑ کے۔ حضرت خدیجہؓ کی شادی آنحضرتؐ سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور بیسؔ اُونٹ کا مہر بندھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہؓ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ

پیدا ہوئے۔

اور ابی ہالہ سے نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عتیق سے اُن کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صیفی بن ابی رفاعہ نے نکاح کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عائشہؓ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ اُن کی عمر نو سال کی تھی رخصتی فرمائی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود ان کی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

حضرت سودہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے نکاح کیا۔ یہ نکاح سلیط بن عمرو نے آپؐ سے کیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن عبدود بن نصر بن مالک نے سودہؓ کا نکاح رسول اللہؐ سے کرایا تھا اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سودہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کے پاس تھیں۔

حضرت زینبؓ بنت جحش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش بن رئاب اسدیہ سے نکاح کیا اور آنحضرتؐ سے ان کا نکاح ان کے بھائی ابو احمد بن جحش نے کیا تھا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ آنحضرتؐ سے پہلے زینبؓ زید بن حارثہ حضورؐ کے متبنیٰ کے پاس تھیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

حضرت اُم سلمہؓ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح اِن کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے آنحضرتؐ سے کیا تھا۔ اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور اِن کا مہر یہ بندھا تھا کہ ایک توشک جس میں

کھجور کا ریشہ بھرا ہوا اور ایک پیالہ اور ایک مجشہ[1]۔ اُمِّ سلمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابوسلمہؓ سے اِن کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی:

سلمہ اور عمرو اور زینب اور رقیہ

حضرت حفصہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حفصہؓ بنت عمرؓ سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح آنحضرتؐ سے اِن کے والد حضرت عمرؓ نے کیا تھا اور حضرت حفصہؓ آنحضرتؐ سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چار سو درہم اِن کا مہر باندھا تھا۔

حضرت اُمِّ حبیبہؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ حبیبہؓ سے جن کا نام رملہ تھا نکاح فرمایا۔ یہ شادی رسول اکرمؐ سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عاص نے کرایا تھا اور نجاشی شاہِ حبش نے آنحضرتؐ کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کا ان کو دیئے۔ ام حبیبہؓ آپؐ سے پہلے عبیداللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں۔

حضرت جویریہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ سے شادی فرمائی۔ یہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اُوپر گزر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی مصطلق سے واپس ہوئے تو جویریہ بنت حرث کو آپؐ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ اِن کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حرث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے چھڑانے کے لئے اُونٹ فدیہ لے کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں اُن اُونٹوں میں سے دو اُونٹ اِن کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور اِن کو اُنھوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اُونٹ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اُونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے لئے لایا ہوں اِن کو آپؐ قبول کیجئے اور جویریہ مجھے دے دیجئے۔ رسولِ اقدسؐ نے فرمایا اور وہ دو اُونٹ

---

[1] دستی چکی جو ہاتھ سے چلتی ہے۔ ۱۲

کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں۔ حرث بن ابی ضرار نے کہا واللہ! اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے۔ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ صلی اللہ علیک۔

اور حرث کے دونوں بیٹوں اور اُن کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث نے وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے۔ رسول اللہ نے جویریہ کو چھوڑ دیا۔ جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے اُن کے باپ حرث کو ان سے نکاح کا پیغام دیا۔ انھوں نے آپؐ سے نکاح کر دیا۔ آپؐ نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے۔ آنحضرتؐ سے پہلے یہ اپنے چچا زاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ پھر بالعوض چار سو درہم مہر ان سے شادی کی۔

حضرت صفیہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح فرمایا۔ یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور رسول اکرمؐ نے ان کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اور ان کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی جس میں صرف ستو اور کھجوریں کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور آنحضرتؐ سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

حضرت میمونہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہؓ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عباسؓ نے کی تھی اور آپؐ کی طرف سے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور آنحضرتؐ سے پہلے میمونہ ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک کے پاس تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہؓ ہی نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کی نذر کر دیا تھا یعنی جب حضورؐ کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اُس وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ پس انھوں نے پیغام سن کر کہا کہ یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب خدا و رسول کے لئے ہے۔ اور میمونہؓ کی شان ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:-

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

"اور اگر کوئی عورت اپنی ذات نبی کو ہبہ کر دے اگر نبی اُس سے نکاح کرنا چاہیں تو یہ اے نبی خاص تمہارے لئے جائز ہے نہ کہ مومنوں کے لئے"

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں غزہ بنت جابر بن وہب جو بنی منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوئی سے تھیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو رسول اکرمؐ کی نذر کیا تھا۔

اور بعض کہتے ہیں یہ عورت بنی سامہ بن لوئی سے تھیں۔ اور آنحضرتؐ نے ان کا معاملہ ملتوی کر دیا تھا۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ

اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی۔ یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اسی سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان کا نکاح آنحضرتؐ سے قبیصہ بن عمرو ہلالی نے کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم مہر کے مقرر فرمائے اور آنحضرتؐ سے پہلے یہ طفیل بن حرث بن مطلب بن عبدمناف کے پاس تھیں اور طفیل سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس تھیں جو ان کا چچازاد تھا۔

چنانچہ یہ آنحضرتؐ کی کل گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں جن سے آپؐ نے نکاح فرمایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا۔ ایک خدیجہؓ بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزیمہ نے۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور دو عورتیں ایسی تھیں جن کے ساتھ رسول پاکؐ نے نکاح فرمایا۔ مگر خلوت سے پہلے اُن کو جدا کر دیا۔

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تو ان کے بدن پر سفید داغ دیکھے۔ اس سبب سے ان کو رخصت کر دیا اور ان لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور دوسری عورت عمرہ بنت یزید کلابیہ تھی۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپؐ سے پناہ مانگی۔ پس رسول اکرمؐ نے اِن کو اِن کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں

کندیہ نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنتِ نعمان کی چچازاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے۔ آنحضرتؐ نے یہ جواب سُن کر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

قریشی ازواجِ مطہراتؓ

قریش میں آنحضرتؐ کی چھ ازواج مطہراتؓ تھیں۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

اور عائشہؓ بنت ابی بکرؓ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

اور حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن رباح بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی۔

اور ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ بن حرب بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

اور ام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

اور سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔

دیگر ازواجِ مطہراتؓ

اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات ازواج تھیں:-

زینبؓ بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ

اور میمونہؓ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رُوَیبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حصفہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینبؓ بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہؓ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ ثم المصطلقیہ

اور اسماءؓ بنت نعمان کندیہ

اور عمرہؓ بنت یزید کلابیہ

اور غیر عرب سے یہ زوجہ تھیں:-

صفیہ بنت حیی بن اخطب بنی نضیر سے۔

علالت اور حضرت عائشہؓ کے گھر قیام

حضرت عائشہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت

میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں ایک فضلؓ بن عباس تھے اور سر پر پٹی باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔ عبداللہ بنؓ عباس کہتے ہیں تم جانتے ہو دوسرا کون شخص تھے وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔

مرض کی شدت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نکل کر اُن سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑے طشت میں جو حفصہؓ کا تھا بٹھایا اور اُوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب آپ غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ۔

آنحضرتؐ کے ارشادات ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحاب اُحد پر درود پڑھا اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت کی اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دُنیا کے اور اُس نعمت کے اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اُس کے پاس ہے۔ پس اُس بندہ نے اُس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ آنحضرتؐ اپنے بارے میں فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ابوبکرؓ بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ رسول پاکؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! تم اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا۔ مسجد میں جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں اِن سب کو بند کر دو سوا ابوبکرؓ کے دروازہ کے کیونکہ میں اِن سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ مگر ابوبکرؓ سے میری صحبت اور دین کی اخوت ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اِن کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔

باب ۱۵۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال (۲)

لشکرِ اُسامہؓ کے لئے حکم

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہؓ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آپؐ نے ایک نوعمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے۔ اس روز نبی کریمؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے جس کے وہ لائق ہے۔ فرمایا اے لوگو! اُسامہؓ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اُس میں جا کر ملو اور اگر تم اُس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بے شک اُسامہ سرداری کے لائق ہے اور اس کا باپ بھی سرداری کے لائق تھا۔ پھر آپؐ منبر پر سے اُتر آئے۔

اور لوگ اُسامہؓ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور آنحضرتؐ کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اُسامہؓ مدینہ سے نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انھوں نے قیام کیا اور آنحضرتؐ کی صحت کی خبر کے منتظر رہے۔

انصار سے حسنِ سلوک کی وصیّت

روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ اُحد پر درود پڑھا تھا۔ اُسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آکر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہو گی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگزر کرو۔ پھر آپؐ منبر سے اُتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور آپؐ پر درد کی اس قدر شدت ہوئی کہ آپؐ پر غشی طاری ہو گئی اور آپؐ کی سب ازواج اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباسؓ بھی موجود تھے۔

چنانچہ حضرت عباسؓ اور سب حاضرین کی یہ رائے طے پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی گئی۔ جب آنحضرتؐ کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ میرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دوا آپؐ کے چچا عباس نے ڈالی ہے۔ اور یہ دوا مہاجرات عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ حرکت تم نے کیوں کی؟ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو خیال ہوا کہ آپؐ کو شاید ذات الجنب ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کے کانوں میں دوا ڈالی جائے۔ چنانچہ میمونہؓ جو اُس روز روزہ دار تھیں اُن کے کان میں بھی دوا ڈالی گئی بسبب آپؐ کے حکم کے جو تنبیہاً آپؐ نے اُن کے حق میں فرمایا تھا۔

اُسامہؓ کے لئے دُعا

اُسامہؓ بن زید کہتے ہیں جب رسول کریمؐ کو علالت کی شدت ہوئی تو میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اُس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور مجھ پر رکھ دیتے۔ میں سمجھ گیا کہ آپؐ میرے لئے دُعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتی تھی کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اُن کے انتقال سے پہلے دُنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کے بارے میں اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخری کلمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا وہ یہ تھا کہ آپؐ فرما رہے تھے: بَلِ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے اس بات کو سُن کر کہا کہ بس اب آپؐ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ آنحضرتؐ کو وہی اختیار دیا گیا ہے جس کے بارے میں آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اُن کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی امامت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضعف غالب ہوا آپؐ نے حکم فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ابوبکرؓ رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ابوبکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابوبکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس غرض سے عرض کی تھی کہ میں جانتی تھی کہ لوگ آپ کی جگہ دوسرے شخص کو دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بدشگونی سمجھیں گے اور میں اچھا نہ سمجھتی تھی کہ یہ بدشگونی ابوبکرؓ کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ علیل ہوئے تو میں اس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلالؓ نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں میں رسول پاکؐ کے پاس سے باہر نکلا اور میں نے عمرؓ کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابوبکرؓ اس وقت موجود نہ تھے۔ میں نے عمرؓ سے کہا اے عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمرؓ کھڑے ہوئے جس وقت عمرؓ نے تکبیر کہی تو عمرؓ کی بلند آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابوبکر کو بلایا گیا اور یہ نماز تو عمرؓ نے پڑھا دی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں مجھ سے عمرؓ نے کہا تمہارا برا ہو تم نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا، میں تو سمجھا کہ رسول اللہؐ نے میرے نماز پڑھانے کے بارے میں حکم دیا ہے اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حق دار پایا اس لئے تم کو کہا۔

وصال کا دن

انسؓ بن مالک کہتے ہیں جب دوشنبہ کا روز ہوا جس میں آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی آپ پردہ اٹھوا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں آپ کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے۔ آپ نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

انسؓ کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی رسول کریمؐ کی صورت بارونق اور اچھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر اس کے بعد آنحضرتؐ واپس حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگ سمجھ گئے کہ اب آپ کو مرض سے افاقہ ہو گیا۔ چنانچہ ابوبکرؓ بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمرؓ کے تکبیر کہنے کے وقت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں۔ اللہ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں (یعنی ابوبکرؓ کی موجودگی میں کسی شخص کے نماز پڑھانے کا) تو اگر عمرؓ اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے کہ اگر میں کسی کو اپنا

بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انھوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انھوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ رسول اللہ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنادیا اور عمرؓ حضرت ابوبکرؓ پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ عمرؓ کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

مسجد میں تشریف آوری

ابن اسحاق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت رسول اللہ سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی۔ ابوبکرؓ لوگوں کی آہٹ سے سمجھ گئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے کو ہٹے آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کی پشت پر رکھ کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد سے باہر تک جا رہی تھی کہ اے لوگو! آگ روشن ہو گئی ہے اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آگئے ہیں اور خدا کی قسم! میں نے تمہارے لئے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور آج کا دن بنت خارجہ کا دن ہے کیا میں اس کے پاس ہو آؤں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں اسی روز حضرت علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! رسول اللہ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا بحمد اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علیؓ واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر دیکھتا تھا۔ لہٰذا ہم تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر دیکھیں کہ اگر یہ امر (یعنی امارت و خلافت کا معاملہ) ہمارے

اندر ہوگا تب تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ اور اگر ہمارے سوا اور کسی میں ہوگا تب ہم رسول اللہ سے اپنے لئے وصیت کرالیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر آپ نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی آپ کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔ پھر اسی روز دوپہر کے وقت آپ کا وصال ہوا۔

رسول اللہؐ کا وصال

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسی روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ رہے اور ابوبکرؓ کے گھر والوں میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ رسول اکرمؐ نے اس مسواک کی طرف دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپ اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ مسواک آپ کو دیدوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ بس میں نے وہ مسواک لے کر چبائی اور نرم کر کے آنحضرتؐ کو دی۔ آپ نے خوب مسواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ کا بدن بھاری ہوگیا اور یکایک آپ نے اُوپر نگاہ کر کے فرمایا۔ بَلِ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا اور آپ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر رسول اللہؐ کا وصال ہوگیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی کہ میں آپ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ کر عورتوں کے ساتھ اپنا منہ پیٹنے لگی۔

حضرت عمرؓ کی کیفیت

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں جب وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضرت عمرؓ بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے منافقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا انتقال ہوگیا حالانکہ خدا کی قسم آپ کا وصال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ اللہ کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے اور ان کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئیں گے۔ جو یہ کہے گا کہ آپ کا انتقال ہوگیا ہے میں اُس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

حضرت ابوبکرؓ کا صبر و استقامت

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں اُسی وقت ابوبکرؓ آئے اور گفتگو کی طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے حجرہ

داخل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُوپر ایک حبری چادر اوڑھا رکھی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول پاکؐ کا چہرۂ مبارک کھول کر بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں جو موت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے لکھی تھی اُس کو آپؐ نے چکھ لیا اب کبھی اس کے بعد آپؐ کو موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ کا چہرہ ڈھک دیا اور باہر آئے۔ عمرؓ لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابوبکرؓ نے کہا اے عمرؓ پیچھے ہٹو اور خاموش رہو۔ مگر عمرؓ خاموش نہ رہے۔ جب ابوبکرؓ نے دیکھا کہ عمرؓ خاموش نہیں ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب حضرت ابوبکرؓ کی گفتگو سنی تو سب اِن کے پاس آ گئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا۔

"لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت اور پرستش کرتے تھے تو سُن لیں کہ محمدؐ تو انتقال فرما چکے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بیشک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں ہے۔"

پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی :-

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

"اور محمدؐ فقط رسول ہیں کیا یہ اگر مر جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے تو تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو ہرگز وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا۔"

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ آیت پڑھی تو لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انھوں نے کبھی یہ آیت سُنی ہی نہ تھی۔ اور اُس وقت لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمرؓ کہتے ہیں جس وقت میں نے ابوبکرؓ سے یہ آیت سُنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اُسی وقت زمین پر گر پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا۔

باب ۱۵

سقیفۂ بنی ساعدہ

باہمی مشورے اور اختلاف

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی انصار سب لوگ سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوتے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی تمام مہاجرین اور اُسید بن حضیر بنی عبدالاشہل میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ اُسی وقت ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ سب انصار سعدؓ بن عبادہ کے پاس سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کو اس بات کی کچھ ضرورت ہے کہ تم انصار کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ معاملہ بڑھ جائے۔ اور رسول اللہ کا جنازۂ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور تجہیز و تکفین کا کچھ سامان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت

حضرت عمرؓ کہتے ہیں: میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ عبداللہؓ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے آخری حج کیا ہے تو میں بھی اس میں شریک تھا اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں اُن کو قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ ایک روز عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے آکر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے امیر المومنین کو آکر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمرؓ بن خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا کیونکہ ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہو گئی تھی سو وہ پوری ہو گئی۔ عمرؓ اس کو سن کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر اُن لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو اُن سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں۔ جو عقل و ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع

ہو جائیں گے اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں گے پھر جو آپ فرمائیں گے وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے۔ اس لئے مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہوگا اہل عقل ہوں گے جو کچھ آپ بیان کریں گے اس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے درست کہا۔ مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اسی بات کو بیان کروں گا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں چنانچہ آخر ذی الحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نبویؐ میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں نے سعید بن زید سے کہا آج عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا کہ ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہیں گے۔

حضرت عمرؓ کا خطبہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر آ کر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

میں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کہنی لکھی تھی اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ لہذا جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جہاں تک اس سے پہنچایا جائے پہنچائے اور جو اس کو یاد نہ رکھے تو اس کو یہ نہ چاہئیے کہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اسی کتاب میں آیت الرجم بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول اللہؐ نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زیادہ دراز گذرے گا تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرجم نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ رجم کتاب اللہ میں حق ہے۔ محصن زانی مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الٰہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے :-

لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ يَا كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ ؕ

* اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ) کیونکہ یہ تمہارا کفران نعمت کرنا ہے " ۱۲ منہ

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میری اس طرح مبالغہ آمیز تعریف نہ کرنا جس طرح عیسیٰ بن مریم کی لوگوں نے کی تھی تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہی کہنا۔

پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا۔ خدا کی قسم! اگر عمرؓ مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ تو کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہوئی تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ تعالےٰ نے اُس کے شر سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کون سا تھا جس کی طرف ابوبکرؓ سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی تھیں۔

چنانچہ جو شخص بغیر مسلمانوں کے مشورہ سے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے اور ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے۔ اور انصار نے ہماری مخالفت کی اور سب سردار اور اُن کے اشراف سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو اُن کے ساتھی تھے ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں؟ چنانچہ ہم اسی ارادہ سے جا رہے تھے کہ دو نیک شخص ملے اور اُنھوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پُوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پُورا کر دو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

انصار سے گفتگو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا واللہ! ہم اُن کے پاس ضرور جائیں گے۔ اور ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ سعدؓ بن عبادہ ہیں۔ میں نے کہا اِن کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا درد ہے۔

عمرؓ کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا ہم لوگ انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو اپنی اصل سے کاٹنا چاہا۔

عمرؓ کہتے ہیں۔ اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ مہاجرین ہم کو بالکل جڑ سے اکھیڑ کر ہماری خلافت

کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔
پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا تو میں نے گفتگو کرنی چاہی اور مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ تیار کر رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اُس کو ابوبکرؓ کے سامنے بیان کروں اور اسی لئے اُس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ اے عمرؓ! تم بیٹھے رہو۔ میں نے مناسب نہ جانا کہ ابوبکرؓ کو ناراض کروں۔ اور ابوبکر جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے۔ انھوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس واللہ جو جو باتیں میں نے سوچی تھیں وہ سب انھوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ اور افضل۔ اور کہا اے انصار! یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں ہیں، بے شک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو۔ مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے لئے موزوں جانیں گے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

بیعت اور خلافت عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر ابوبکرؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمرؓ کہتے ہیں ابوبکرؓ کی یہ بات مجھ کو ناگوار گزری کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا کاٹا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں اُن لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔
عمرؓ کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف بڑھ جانے کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ میں نے ابوبکرؓ سے کہا اے ابوبکرؓ! اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ میں نے اُن کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے اُن کی بیعت کی۔ پھر ہم سعدؓ بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعدؓ بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا کہ سعدؓ بن عبادہ کو اللہ نے قتل کیا۔

دو انصاری عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔ عویم بن ساعدہ کے بارے میں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :-

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْنَ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ؁

"اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"
لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھے آدمی ہیں۔

اور معنؓ بن عدی کے بارے میں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت روئے اور کہنے لگے کہ کاش ہم آپ سے پہلے مر جاتے کیونکہ رسول پاک کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے تو معن بن عدی نے کہا واللہ! میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مرنا نہیں چاہتا اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ بعد میں بھی آپ کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا۔ معنؓ بن عدی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بمقام یمامہ مسیلمۂ کذاب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ

انسؓ بن مالک کہتے ہیں جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سقیفۂ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اس کے دوسرے روز ابوبکرؓ منبر پر آکر بیٹھے اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے پہلے گفتگو شروع کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ:-

اے لوگو! میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ جس کو نہ میں نے کتاب اللہ میں پایا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اس کو اس سبب سے کہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب ہمارے سارے معاملات کی تدبیر کر دیں گے اور بے شک خدا تعالیٰ نے تمہارے درمیان اپنی کتاب باقی رکھی ہے جس کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ اس لئے اگر تم لوگ اس کو مضبوط پکڑو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس سے ہدایت کرے گا اور اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بہتر شخص رسول اللہ کے مصاحب ثانی اثنین اذ ہما فی الغار پر مجتمع کر دیا ہے پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔"

چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیقؓ کی بیعت کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:-

اے لوگو! میں تم پر والی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سب سے بہتر نہیں ہوں۔ لہٰذا اگر میں

نیکی کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں بُرائی کروں تو تم مجھ کو سیدھا اور قائم کر دو۔ راست گوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا حق اُس کو دلواؤں گا اور جو شخص تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے میں انشاء اللہ اُس سے لوگوں کا حق دلواؤں گا جو اُس نے جبرًا لے لیا ہے۔

مسلمانو! جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا اللہ تعالیٰ اُس قوم کو ذلیل و خوار کرتا ہے[1] اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں اللہ اُن پر ہر طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔ اے لوگو! جب تک میں خدا و رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کروں تو میری تم پر کچھ اطاعت نہیں ہے۔ اب اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔

حضرت عمرؓ کی روایت ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ایک دفعہ میں اُن کے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے لئے جا رہے تھے اور اپنے دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے میرے سوا اور کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔ ایک دُرّہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف دُرّہ کو مارتے تھے۔ پھر یکایک میری طرف مُڑ کر کہنے لگے اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنی آپؐ کا وصال نہیں ہوا ہے وغیرہ ذلک) میں نے کہا میں نہیں جانتا اے امیر المؤمنین! آپ ہی واقف ہوں گے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا:-

---

[1] جیسے اس زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روز اسی تفتیش اور تحقیق کے لئے جلسے کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے تنزل اور افلاس اور ذلت کے سبب کیا ہیں؟ اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔ جو حضرت خلیفۂ اوّل خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان اپنے اس مرض کی تحقیق کر کے اور پھر اس کی دوا سے بھی واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی صحت کے قائم کرنے کی توفیق دے اور اپنی امداد اُن کے شاملِ حال فرمائے۔ (مترجم)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

"اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو اُمت درمیانی تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

اور میں یہ سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت میں قیامت تک زندہ رہ کر اُن کے اعمال کے گواہ ہوں گے۔ چنانچہ اس سبب سے میں نے اُس روز وہ گفتگو کی تھی۔

رسول اللہ کی تجہیز و تکفین ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت ابوبکرؓ کی لوگوں نے بیعت کر لی تو اب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور عباسؓ اور قثم بن عباس اور فضل بن عباس اور اسامہؓ بن زید اور آنحضرتؐ کے آزاد غلام شقران۔ یہ سب لوگ آپؐ کے غسل دینے میں شریک تھے اور اوس بن خولی نے جو رسول کریمؐ کے صحابی انصاری اور بدری تھے آکر حضرت علیؓ سے کہا کہ اے علیؓ! میں تم کو اللہ اور اُس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کو ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم بھی آجاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور عباس اور فضل اور قثم حضرت علیؓ کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علیؓ رسول کریمؐ کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے اور آنحضرتؐ جو کرتہ پہنے ہوئے تھے اُس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ آپؐ کے جسم کو نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور آپ کے جسمِ مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں سے ہُوا کرتی ہے۔

غسل حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ تشویش ہوئی کہ آپؐ کے کپڑے بدن پر سے اُتاریں یا اُنہی میں غسل دیں۔ آخر جب بہت اختلاف ہُوا تو سب کے سب لوگوں کو اونگھ آگئی اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا اور اُس نیند میں گھر کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ رسول اللہ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا۔

فوراً اس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر کرتہ کے اوپر ہی سے آپؐ کے جسم کو ملتے تھے۔

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے طور پر آنحضرتؐ کو پہنائے گئے جن میں سے دو کپڑے صحاری (یعنی مقام صحار کے بنے ہوئے) تھے۔ اور ایک چادر حبری تھی۔

لحد

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریقہ پر قبر کھودتے تھے اور ابو طلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے مطابق لحد بناتے تھے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس اُن کے بلانے کے لئے بھیجا اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رسول کے لئے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ چنانچہ جو شخص ابو طلحہ کے پاس گیا تھا وہ ابو طلحہ کو لے آیا اور اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز رسول اکرمؐ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپؐ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا رسول اللہؐ کو مسجد میں دفن کرنا چاہیئے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔

نمازِ جنازہ

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس نبی کا بھی انتقال ہوا وہ اُسی جگہ دفن کئے گئے جہاں اُن کا انتقال ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچھونا اٹھا کر اُس کے نیچے قبر کھودی گئی اور لوگ نماز پڑھنے کے لئے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھنے کے بعد چلے جاتے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے نماز پڑھی۔ اور کسی نے رسول اللہ کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔

پھر بدھ کے نصف شب کے وقت آنحضرتؐ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دفن ہونے کی اُس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سنی۔

حضرت علیؓ اور فضلؓ بن عباس اور قثمؓ بن عباس اور آنحضرتؐ کے آزاد غلام شقران آپؐ کی تدفین کرانے کے لئے قبر میں اُترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علیؓ کو وہی قسم دی۔ حضرت علیؓ نے

فرمایا۔ تم بھی اُتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اُتر کر شریک ہوئے اور شقران نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اُس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

سب سے آخری شخص

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرادی اور لوگوں سے کہا کہ میری انگوٹھی گر پڑی ہے۔ حالانکہ میں نے اُس کو قصداً اس لئے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں آپ کے جسمِ مبارک کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں عمرہ کیا۔ اور حضرت علیؓ اپنی بہن اُمِّ ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے اور جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو غسل کیا۔ پھر آپ کے پاس عراق کے چند لوگ آئے اور اُنھوں نے عرض کیا۔ اے ابوالحسن! ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُس سے ہم کو باخبر کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہؓ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری حالات جاننے والے ہیں اور سب سے آخر میں رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا ہے۔ اہلِ عراق نے کہا ہاں بے شک ہم یہی بات دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا وہ صحیح نہیں کہتے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے آنحضرتؐ کو ہاتھ لگایا ہے۔

رسول اللہ کے آخری ارشاداتِ مبارک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ کبھی آپ اپنا چہرہ اُس چادر سے ڈھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو قتل کرے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا (یعنی قبروں کو سجدہ کیا)۔ آپؐ اس بات سے خائف تھے کہ آپ کی اُمت بھی کہیں ایسا ہی نہ کرنے لگے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا وہ یہ تھا کہ مُلکِ عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

ارتداد کا فتنہ اور سدِ باب

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا۔ نفاق منافقوں سے ظاہر ہوا اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے بکریاں جاڑے کی اندھیری رات میں پریشان پھرتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پُرملال تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول کریمؐ کی وفات کے بعد اکثر اہلِ مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عتاب بن اُسید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے ان لوگوں سے خائف ہو کر پوشیدہ ہو گئے تب سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر آنحضرتؐ کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا آپؐ کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا ہم اس کی گردن مار دیں گے۔ اس بات کو سُن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے اور عتاب بن اُسید بھی ظاہر ہو گئے۔

سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ عنقریب یہ ایسے مقام میں کھڑا ہو گا کہ تم اس کو بُرا نہ کہو گے (پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہلِ مکہ کو ارتداد سے روک دیا)

——— سیرت نبویہ ختم ہوئی ———

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهِ الْاَخْيَارِ الرَّاشِدِيْنَ ؕ

عصر حاضر کی جامع ترین عربی اردو لغت۔ کم وبیش ایک لاکھ قدیم اور جدید عربی الفاظ کا عظیم ترین ذخیرہ جو اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر اب تک کی تمام عربی اردو لغات پر فائق ہے۔ جدید الفاظ، اصطلاحات، محاورات، ضرب الامثال، مترادفات اور زندہ اسالیب کا ایک خزانہ جس سے کوئی درسگاہ، کتب خانہ، استاد یا طالب علم مستغنی نہیں ہوسکتا۔ پاکستان اور ہندوستان میں پہلی بار شائع ہونے والی لغت جو برس ہا برس کی محنت شاقہ کے بعد علمی استفادے کے لیے دستیاب ہے۔ ایک باکمال صاحب فن کی عرق ریزی کا ثمر۔

القاموس الوحید

جامع ترین مکمل عربی اردو لغت

تالیف

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی

استاذ حدیث وادب عربی و معاون مہتمم دار العلوم دیوبند

مراجعہ و تقدیم

مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی

قال اللہ تعالیٰ شانہٗ

تحفۂ خواتین

خواتینِ اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں

تالیف

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری مدظلہ العالی

جس میں اسلامی عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مفصل احکام مذکور ہیں ذکر و تلاوت اور دعا کے
فضائل دعا کے آداب اور مختلف مواقع کی دعائیں درج ہیں نکاح، طلاق، خلع، عدت وغیرہ کے مسائل
تفصیل سے لکھے ہیں اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت اسلامی معاشرہ کی تفصیل اور اس کی
ضرورت بتائی گئی ہے اسلامی آداب اسلامی اخلاق کی تشریح کرتے ہوئے غیر اسلامی معاشرہ پر
بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں توبہ کا طریقہ اور زندگی گذارنے کا دستور العمل لکھ دیا گیا ہے
خواتین کی دینی زندگی بنانے کے لیے بہت جامع کتاب ہے جو سینکڑوں احادیث شریفہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲